اِفتخار بانو

بی۔ اے۔ (علیگ)

ایجوکیشنل بک ہاؤس ☆ علی گڑھ

ایڈیشن ----- ۱۹۹۱ء
تعداد ------ ۱۰۰۰
قیمت ------ ۴۰/-

کتابت : ریاض احمد، الہ آباد
مطبع : ایم۔ اے۔ پرنٹرس، دہلی

انتساب

اس کتاب کو میں اپنے چاروں بچوں

کامران

شادمان

رضوان

اور

رباب

کے نام معنون کرتی ہوں

پیش لفظ

مجھے ہمیشہ انگریزی ناول پڑھنے کا شوق تھا۔ پڑھتے پڑھتے اکثر خیال آتا تھا کہ اگر اردو ادب میں انگریزی ناولوں کو سمو دیا جائے تو اپنے ادب میں ایک طرح کا اضافہ ہو جائے گا۔ ترجمہ تو زبان اور بیان کی خوبصورتی کو کھو دیتا ہے۔ ہاں اسی چیز کا خیال لے کر اگر اپنے ماحول اور زبان میں لکھا جائے تو ایک نئی چیز پیدا ہو جائے گی۔ یہ تو مانی ہوئی بات ہے انگریزی زبان میں کردار نگاری بے مثال ہے اور پھر اس زبان کے ادیبوں کے طرز بیان کا کیا کہنا۔ انگریزی زبان کا ہر ناول اپنے اندر ایک نیا طرز لئے ہوتا ہے۔ انھیں باتوں کو ذہن میں رکھ کر آپ کے سامنے اپنی پہلی کوشش رکھ رہی ہوں۔

—— افتخار بانو

پہلا باب

یوں تو دہرہ دون ویسے ہی بہت خوبصورت جگہ ہے مگر قادر صاحب انجینئر کی کوٹھی "نشیمن" بہت حسین جگہ پر بنی ہوئی ہے۔ یہ لال رنگ کی اینٹوں اور لکڑی سے بنی ہوئی ایک چھوٹی سی آرام دہ عمارت ہے جو عام سطح سے کچھ اونچائی پر بنی ہوئی ہے۔ قریب ہی سے ایک پہاڑی جھرنا بہتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ جھرنا نشیمن کو ایک نگاہِ غلط انداز سے دیکھتا ہی رہتا ہے۔ علاوہ قدرت کے دلکش نظارے کے انسانی ہاتھوں نے بھی اس کوٹھی کی سجاوٹ میں حصہ لیا ہے۔ خوبصورت رنگارنگ پھولوں سے کوٹھی کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔ نشیمن کے مالک قادر صاحب ایک خاموش فطرت انسان ہیں۔ ساری زندگی ان کو ہلچل سے نفرت رہی اور اسی کا نتیجہ تھا کہ انھوں نے اپنی جوانی کو مجرد رہ کر گذار دیا۔ دراصل ان کو اپنے کام سے اس قدر دلچسپی تھی کہ انھیں اتنی فرصت ہی نہ ملتی تھی کہ وہ کسی اور طرف بھی دھیان دیتے مگر قسمت کے ہاتھوں اکثر انسان مجبور بھی ہو جاتا ہے اور ایسا ہی قادر صاحب کے ساتھ بھی ہوا تھا۔

اس وقت وہ تنہا اپنے چھوٹے سے ملاقات کے کمرے میں خاموش بیٹھے ہیں۔ ان کی پیشانی کے بل صاف بتا رہے ہیں کہ وہ کسی گہری سوچ میں ہیں۔ شام کا وقت ہو چلا ہے۔ گلابی سردی کا موسم ہے اور پھر دہرہ دون میں تو ستمبر کے آخر ہی سے شام کو خنکی شروع ہو جاتی ہے۔ قادر صاحب اپنے خیالات میں اس قدر منہمک ہیں کہ

کہ انھوں نے اپنے دوست باقر صاحب کے قدموں کی آہٹ پر بھی نظر اٹھا کر نہ دیکھا۔ یہاں تک کہ باقر صاحب بیرسٹر نے خود ہی دروازے کی چق اٹھا کر اندر آتے ہوئے زور سے قہقہہ لگا کر کہا۔

"بھئی خیر تو ہے آج زندگی کی وہ کون سی گتھی آپڑی ہے جس کو اس وقت اس قدر محویت سے سلجھانے کی کوشش کر رہے ہو۔ اگر بندہ کسی کام آسکے تو حاضر ہے۔"

قادر صاحب مسکراتے ہوئے کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ہاتھ پکڑ کر اپنے دوست کو قریبی کرسی پر بٹھاتے ہوئے بولے "کہتا تو ہوں باقر کہ تم آئے اور سارا نظام درہم برہم ہوا۔ مگر دوست! آج تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا خدا کے بھیجے ہوئے ٹھیک اس وقت آئے ہو جب کہ مجھے تمھاری شدت سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔" یہ کہہ کر ملازم کو ملاقات کے کمرے ہی میں چائے لانے کا حکم دیا۔ قادر صاحب اور باقر صاحب کی دوستی بہت پرانی تھی۔ دنیا کے جھگڑے دونوں کے پاس نہیں تھے۔ قادر صاحب تو تھے ہی مجرد۔ اور باقر صاحب کی بیوی بھی مدت ہوئی ایک لڑکا چھوڑ کر مر چکی تھیں۔ اور یہ دونوں دوست دوستی کی اس منزل پر پہنچ گئے تھے کہ ان کی زندگی کا کوئی راز ایسا نہ تھا جو ایک دوسرے سے پوشیدہ ہو۔

باقر صاحب چائے کی پیالی ختم کر کے سگار کے لمبے کش لینے لگے اور ساتھ ہی گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ باقر صاحب نے قادر صاحب سے پھر سوال کیا "کچھ معلوم تو ہو کہ کون سی مشکل آپڑی ہے۔" قادر صاحب نے پان کی ایک گلوری خاصدان سے اٹھا کر منہ میں رکھی اور بولے "ارے میاں تم یہ تو جانتے ہی ہو کہ ہم تو خدا کے آزاد بندے ہیں کبھی کسی پابندی کی علت نہیں پالی۔ مگر خدا بھلا کرے افغانی کا کہ مرتے وقت اپنی دولت اور بچی میرے حوالے کر گئے۔"

"تم تو مجھے یہ سب ایسے بتا رہے ہو جیسے یہ گھنٹی آج ہی تمھاری گردن میں باندھی گئی ہو۔ ارے میاں! میں سوچتا ہوں اس قصّہ کو دس سال تو بیت ہی گئے ہوں گے۔ اور مجھے خوب معلوم ہے کہ جناب نے اسی لڑکی کی خاطر وطن میں سکونت اختیار کرنے کے بجائے یہاں پہاڑوں کی کھوہ میں پناہ لی تھی۔ اور لطف یہ ہے کہ مجھ فقیر مرد کو بھی ساتھ میں کھینچ بلایا تھا۔ ہاں تو یہ پرانی کہانی آج کیوں دہرانے بیٹھے ہو۔"

"ہاں بھئی یہی تو بتانے جا رہا تھا کہ اس وقت تو وہ بچی صرف آٹھ سال کی تھی۔ مجھے اس وقت ایسا لگا تھا کہ جیسے قدرت نے گھر بیٹھے ایک کھلونا دے دیا ہو اور پھر اس کو اپنے پاس رکھنے کے علاوہ میرے لئے چارہ ہی کیا تھا۔ بچی کی ماں پہلے ہی مر چکی تھی۔ اور کوئی عزیز قریبی افغانی کا تھا نہیں۔ مجھے افغانی کی دوستی بھی مدنظر تھی۔ بیچاری بچی کی کس مپرسی پر ہر شخص رحم کھاتا۔ بتاؤ میں اس کو نہ رکھ لیتا تو کرتا کیا۔ خیر یہ سب تو تمھیں معلوم ہے۔ اب کو دہرانے سے کیا فائدہ۔ مگر باقر! اب وہی ننھا سا دلچسپ کھلونا میرے لئے دردِ سر بن گیا ہے۔ بھئی! اب وہ بچی جوان ہو گئی ہے نا۔" باقر صاحب قادر صاحب کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور اپنے کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر بولے۔

"اس میں قباحت کیا ہے۔ کہیں بیاہ دو۔ دیکھو قادر! میرے پاس تو تمھاری اس گتھی کا ایک ہی حل تھا میرا اکلوتا بیٹا طارق مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر عجیب سنکی دماغ کا نکلے گا۔ شروع میں تو ہم تم دونوں ہی خوش تھے۔ مگر جیسے ہی دونوں نے ہوش سنبھالا۔ اور طارق نے زیبا سے محبت شروع کی تو اس لڑکی نے اس کو ٹالنا شروع کیا اور وہ بیوقوف بھی زیبا کی بے رخی سے اس قدر دل برداشتہ ہوا کہ اس کو نہ باپ کی پرواہ رہی اور نہ دنیا کے کسی کام میں جی لگا۔ اب مدت سے لاپتہ ہے۔ سچ کہتا ہوں قادر بھائی کہ میرے دن رات اسی کے خیال میں گذرتے ہیں کہ کس طرح اس کو راہِ راست پر لاؤں اور اس کی زندگی کو کارآمد بناؤں۔ اوہ!

مگر یہ تو میں اپنی کہانی تم سے کہنے لگا۔ اچھا چھوڑو۔ ہاں! یہ تو بتاؤ کہ پچھلے دنوں تم
نے اس لڑکی کے کچھ رشتہ داروں کا پتہ لگانے کی کوشش تو کی تھی پھر کیا نتیجہ نکلا۔
کوئی رشتہ دار اس کا ملا یا نہیں؟" قادر صاحب سنبھل کر کرسی پر بیٹھ گئے اور بولے۔

"ارے بھائی یہ بھی ایک عجیب کہانی ہے۔ لو میں تم کو بتانا تو بھول ہی
گیا۔ زیبا کے خاندان والوں کا میں نے بہت پتہ لگایا تو معلوم ہوا کہ اس کے رشتے کے
دو بھائی ہیں۔ ایک صاحب ہیں عرفی اور دوسرے صاحب ہیں فیضی۔ پتہ لگاتے
لگاتے میں بھی ان تک پہنچ ہی گیا۔ معلوم ہوا کہ فیضی فوج میں ایک بڑے عہدے پر
فائز ہیں۔ بیحد لاابالی طبیعت پائی ہے۔ پابندیوں سے بہت گھبراتے ہیں چنانچہ
ابھی تک مجرد ہیں۔ خاصا خوبصورت لڑکا ہے۔ تقریباً تیس سال عمر ہے۔ بڑا
ہنس مکھ جوان ہے مگر کسی قیمت پر شادی وادی کے چکر میں پھنسنے کو تیار نہیں ہے۔"

"ہوں! اور دوسرے عرفی کس رنگ ڈھنگ کے ہیں؟"

"یہ بھی سنو! ایسا آدمی تو شاید تم نے کبھی زندگی بھر نہ دیکھا ہو۔ یعنی تم اگر اس
سے ملو اور اس کی باتیں سنو تو کہو کہ اس سے زیادہ سمجھدار آدمی شاید ہی دنیا میں
کوئی ہو۔ نہایت سیدھی سیدھی فطرت پائی ہے۔ عمر تقریباً پینتیس سال ہوگی۔ دنیا کی
کسی برائی میں نہیں۔ دوست نواز بہت ہے۔ تعلیم یافتہ ہے بلکہ کئی مرتبہ یورپ اور امریکہ وغیرہ
جا چکا ہے۔ بات یہ ہے کہ اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا ہونے کی وجہ سے ساری دولت اسی کی ہے۔ نہایت
شاندار آبائی مکان ہے۔ بہت اچھی طرح رہتا ہے۔ جیسا کہ اس کی حیثیت کے کسی شخص
کو رہنا چاہیے۔ مگر ایک عجیب بات سنو، کہ باوجود اس قدر سیر و سیاحت کے ان کا حلیہ
عجیب ہے۔ یعنی داڑھی رکھے ہوئے ہے، صورت سے بالکل مولانا معلوم ہوتا ہے مگر
ذہن سے بالکل انگریزی ہے۔ البتہ خیالات کا جہاں تک تعلق ہے، بیحد قدامت پسند
ہے۔"

"یعنی کس معاملہ میں قدامت پسند ہیں۔ یہ تو مجھے بالکل عجیب و غریب شخصیت معلوم ہوتی ہے۔"

"تم تو صبر سے سنتے نہیں۔ وہ بھی بتاتا ہوں۔ ہاں تو میں تو اس سے مل کر بہت خوش ہوا کہ ہمارے آج کل کے تعلیم یافتہ نوجوانوں میں بھی ایسے پاکباز لڑکے مل سکتے ہیں لیکن بات چیت کے درمیان ایک خاص بات یہ معلوم ہوئی کہ یہ حضرت عورت سے سخت متنفر ہیں۔ اس کے گھر کے بارے میں مشہور ہے کہ وہاں آج تک عورت کی شکل ہی نہیں دیکھی گئی۔ نوکروں میں ایک چوکیدار ہے، ایک خانساماں ہے ایک نوجوان لڑکا نظامو ہے جو بچپن سے اس کے ساتھ ہے۔ گھر کا سارا انتظام یہی نظامو بہت سلیقہ سے چلاتا ہے۔ عرفی کو اپنی خاندانی شرافت پر بہت ناز ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس قسم کی بات کرے جو قابلِ اعتراض ہو۔ کلب جانے کا بہت پابند ہے مگر وہاں کے کھیلوں میں اسے دلچسپی نہیں بلکہ کلب وہ اس وقت جاتا ہے جب وہاں ادیب یا پروفیسر ٹائپ کے لوگ بحث مباحثوں میں مصروف ہوتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اسے فلسفہ، ادب اور پالیٹکس سے بہت دلچسپی ہے۔ غرض بہت ہی پاکباز قسم کی زندگی یہ شخص گذارتا ہے۔"

"خیر یہ تو بتاؤ کہ صاحبزادے کچھ کرتے بھی ہیں یا صرف باپ کی دولت پر ہی راج کرتے ہیں؟"

"نہیں صاحب! ایک بینک میں بہت بڑے عہدے پر فائز ہے۔ اپنی کمائی زیادہ تر غریبوں میں صرف کرتا ہے۔ اکثر یتیم خانوں میں لمبی لمبی رقمیں دیتا ہے اسکولوں کالجوں میں وظیفہ بھی دیتا ہے۔ جتنے دوست ہیں ان میں سے کوئی اس کا ہم سن نہیں ہے بلکہ وہ سب کے سب اس کے باپ یا چچا کے ہم سن معلوم ہوتے ہیں۔ نوجوانوں کی دوستی میں شاید اس کو کچھ رنگینی معلوم ہوتی ہوگی جس سے اس کو نفرت پڑھے۔"

"بہرحال تم نے اس کو زیبا کے متعلق بتایا تو کیا بولا؟"

"ہاں میں نے اس کو زیبا کی ساری ہسٹری بتائی اور اسے اس بارے میں بھی بتایا کہ زیبا مجھ تک کیوں، کیسے اور کب پہنچی۔ اس نے ساری کہانی سن کر زیبا کی لاوارثی پر افسوس کیا اور فوراً مجھ سے کہنے لگا کہ اگر آپ کو اس کے لئے روپیہ کی ضرورت ہو تو مجھ سے لے لیجئے۔ مگر میں نے اس کو بتایا کہ نعیم زیبا کے باپ نے خود اس کے لئے کافی رقم چھوڑی ہے۔ اس کو روپیہ کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو تم سے یہ دریافت کرنے آیا تھا کہ اب لڑکی کی عمر تقریباً اٹھارہ سال ہے۔ اور وہ اپنی تعلیم بھی مکمل کر چکی ہے۔ ماشاءاللہ بہت حسین اور ذہین بچی ہے۔ اس کی شادی کے بارے میں کیا کیا جائے۔ تو بہت ہنس کر بولا کہ "یہ بات تو زیبا خود ہی طے کرے گی آپ کو اور مجھے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔" پھر زیبا کی تعلیم کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتا دیا کہ اس وقت وہ سینیر کیمبرج پاس کر چکی ہے۔ عرفی یہ سن کر بہت خوش ہوا اور کہا کہ اچھا میں بھی اس کے لئے کسی اچھے لڑکے کی تلاش میں رہوں گا۔ لیکن چونکہ آپ بزرگ ہیں لہٰذا یہ معاملات زیادہ بہتر آپ ہی سمجھ سکیں گے۔" لیجئے صاحب پھر میری ہی ٹانگ بندھی ہوئی ہے۔ اور ہاں اسی سلسلہ میں نے اس کو تمہارے لڑکے کے متعلق بھی ساری باتیں بتائیں تو کہنے لگا "تو پھر کوشش یہی کیجئے کہ زیبا اس لڑکے میں دلچسپی لینے لگے۔" مگر اب میں اس کو زیبا کی افتاد طبع کیا بتاتا کہ وہ کسی کے بس کی نہیں ہے۔"

"تو اب اس میں سوچنا کیا ہے۔ زیبا جیسی خوبصورت تعلیم یافتہ اور پھر دولت مند لڑکی کے لئے کوئی نہ کوئی مل ہی جائے گا۔ اور میرا اپنا تو یہ خیال ہے کہ اس کے دونوں بھائی اور میرا لڑکا طارق زیبا جیسی لڑکی نہ ملنے پر بدقسمت ہی کہے جا سکتے ہیں۔"

"واہ دوست تم بھی عجیب آدمی ہو کہتے ہو اب سوچنا کیا ہے۔ ارے میاں سوچنا تو ابھی ہے۔ زیبا اپنی تعلیم مکمل کر چکی ہے یعنی اسکول زندگی ختم ہو گئی تو اب اس جوان لڑکی کو

کہاں رکھوں۔ جانتے ہو میرے گھر میں کوئی عورت ہے نہیں۔ اس کو ایسے گھر میں کیسے رکھوں۔ پھر میں اکثر گھر پر رہتا بھی نہیں ہوں۔ یہی تو وہ سوال ہے جو میرے سامنے پہاڑ بن کر آگیا ہے۔"

"اس کا سب سے اچھا حل یہ ہے کہ خود زیبا ہی سے دریافت کرو۔ وہ لڑکی خاصی ذہین ہے۔ اس کا جوان ذہن کوئی نہ کوئی تدبیر سوچ ہی لے گا۔"

"بھئی! یہ بھی کر چکا ہوں۔ اس نے سنتے ہی کہا کہ فیضی تو میرے دور کے رشتہ کے بھائی ہیں مگر عرفی میرے بہت قریبی بھائی ہیں۔ میں خود ان سے ملنے جاؤں گی۔ میں نے عرفی کو لکھا کہ زیبا تمھارے گھر آنے کی تیاری کر رہی ہے۔ انھوں نے برابر واپسی ڈاک مجھے جواب دیا کہ آپ اس قدر زمانہ شناس بزرگ ہو کر ایسی غلطی کر رہے ہیں۔ میں خود کسی فرصت کے وقت زیبا سے آپ کے گھر آکر ملوں گا مگر اس کا میرے گھر آنا جب کہ میرے گھر میں کوئی عورت نہیں رہتی ہے آپ خود سوچیے کہاں تک مناسب ہوگا۔ وہ کس طرح میرے گھر تنہا رہے گی۔"

"تو پھر تم نے وہ خط زیبا کو دکھا دیا ہوتا۔"

"یہی تو کیا میں نے۔ مگر تم شاید زیبا کو نہیں جانتے وہ جب کوئی بات طے کر لیتی ہے تو ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے، کر کے چھوڑتی ہے۔ چنانچہ وہ کہنے لگی کہ ابے آپ ان کو لکھتے دیکھیے میں ضرور عرفی کے گھر جاؤں گی۔ اس دن سے برابر اس کو سمجھا رہا ہوں کہ بیٹی جب وہ تم کو اپنے گھر بلانا نہیں چاہتے تو تمھارا وہاں جانا ٹھیک نہیں ہے مگر وہ ایک نہیں سنتی اور اس نے کل سے جانے کی تیاری شروع کر دی ہے۔"

"یہ بھی کوئی بات ہوئی۔ ارے میاں یا تو لڑکی کو روک دو ورنہ جانے دو اس کو۔ خود ہی وہاں کے حالات دیکھ کر اور عرفی کے افتادِ طبع سے واقف ہو کر دو چار دن

میں واپس آجائے گی۔"

"بھئی میرا دل نہیں چاہتا کہ وہ ایسے حالات میں ان لوگوں کے پاس جائے۔ زیبا ایک ہی تیز لڑکی ہے۔ اس کی عادت حکومت کرنے کی پڑی ہوئی ہے۔ اپنی بات پر اڑ جاتی ہے۔ اب تم کہو گے کہ میں نے ہی اس کو بگاڑا ہے۔ اچھا یہی سہی۔ مگر اب اس کی یہ عادت پختہ ہو گئی ہے۔ عرفی سے مل کر میں خوب سمجھ گیا ہوں کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے اور اس کی عورت سے نفرت حد کو پہنچی ہوئی ہے۔ پھر وہ اپنے اصولوں کا بہت سختی سے پابند ہے۔ نہ جانے وہاں زیبا کے جانے سے کیا ہو۔"

"تو پھر سوچ جاؤ۔ ہم تو اب چلے۔ نتیجہ سے ہمیں بھی مطلع کرنا۔" یہ کہہ کر باقر صاحب ہنستے ہوئے کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ساتھ ہی قادر صاحب اپنے دوست کو رخصت کرنے دروازے تک آئے۔

دوسرا باب

شبانہ کا شمار شہر کی مشہور کوٹھیوں میں تھا۔ سب لوگ جانتے تھے کہ یہ عرفی کی اپنی کوٹھی ہے اور اس میں وہ تنہا اپنے نوکروں کے ساتھ رہتا ہے۔ یہ مکان اپنے باغ کی وجہ سے بھی مشہور تھا۔ کوٹھی کے چاروں طرف آم کا گھنا باغ تھا۔ باغ کے وسط میں کوٹھی تھی۔ چاروں طرف سے یہ باغ خوبصورت جالی دار دیواروں سے گھرا ہوا تھا۔ گیٹ کے اندر دور تک روش چلی گئی تھی۔ سامنے ایک بہت بڑا لان تھا جو سبز مخملی گھاس سے ڈھکا ہوا تھا۔ لان میں داخل ہو کر برآمدہ میں جانے کے لئے ایک پورچ سے گذرنا پڑتا تھا۔ سامنے ہی گیلری کا دروازہ تھا۔ یہ گیلری مکان کو دو حصوں میں تقسیم کرتی تھی۔ تقریباً سارے ہی کمرے گیلری میں کھلتے تھے۔ گیلری کے اندر پہنچ کر ایک طرف عرفی کا سجا ہوا ملاقات کا کمرہ تھا۔ اس کے بعد کھانے کا کمرہ اور پھر ایک اور کمرہ تھا۔ دوسری جانب پہلے عرفی کا سونے کا کمرہ تھا۔ پھر ان کا وہ کمرہ تھا جس کو وہ اپنی لائبریری کہتے تھے۔ وہی کمرہ ان کے دفتر کا کام بھی دیتا تھا۔ اسی میں ان کا سیف بھی تھا۔ اس کمرہ کے بعد دو تین اور کمرے گیلری میں کھلتے تھے۔ بالائی منزل پر بھی دو تین کمرے تھے۔ ہر کمرے کے ساتھ غسل خانہ تھا۔ عرفی چونکہ نہایت سلیقہ مند آدمی تھا اور رہنے کا طریقہ بہت صاف ستھرا تھا لہذا وہ اپنے اوپری منزل کے کمروں کو ہمیشہ ضرورت کے سارے سامان سے سجا کر رکھتے تھے تاکہ اگر کوئی مہمان آجائے تو اس کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ حالانکہ

نیچے کے کمروں میں عرفی کے استعمال میں صرف دو کمرے رہتے تھے پھر بھی باقی سالے کمرے صاف اور سامان سے سجے رہتے تھے۔ عرفی کے کمرے کے ساتھ ہی غسل خانہ بھی تھا لہذا عرفی کو مکان کے صحن تک جانے کی بہت کم ضرورت ہوتی تھی مگر پھر بھی صحن نہایت کشادہ اور صاف۔ دیختہ بنا ہوا تھا۔ صحن کے ایک کونے میں باورچی خانہ موجودہ زمانے کی ضروریات کے مطابق بنا ہوا تھا۔ دو تین اور چھوٹے کمرے صحن میں تھے جو گودام وغیرہ کے کام آتے تھے جو خالی بھی رہتے تھے۔ کمپاؤنڈ میں نوکروں کے لئے الگ کئی کوارٹر بنے تھے۔ ایک میں گھر کا چوکیدار رہتا تھا۔ دوسرے کوارٹر خانساماں، دھوبی، مہتر وغیرہ کے استعمال میں تھے۔ عرفی کا باغیچہ ہمیشہ رنگا رنگ پھولوں سے سجا رہتا تھا۔ عرفی کو پھولوں کا بہت شوق تھا۔ اکثر خالی وقت میں خود ہی باغبانی بھی کرتے تھے۔

وہ اپنے اصولوں کے بہت پابند تھے۔ ان کی یہ عادت نوکروں کو بھی معلوم تھی۔ ان کے تینوں نوکر گھڑی کی سی پابندی سے عرفی کا سارا کام ٹھیک وقت پر انجام دیتے تھے۔ نوکر عرفی پر جان چھڑکتے تھے۔ بات یہ تھی کہ عرفی اپنے نوکروں کا بہت لحاظ رکھتے تھے کبھی کسی سے اونچی آواز تک سے نہ بولتے تھے۔ بلکہ اگر کبھی ان میں سے کوئی بیمار پڑ جاتا تھا تو اس کی دیکھ بھال نہایت اچھی طرح خود کرتے۔ نظامو ان کا بچپن کا نوکر تھا اور گھر کا سارا انتظام وہی چلاتا تھا۔ مکان کو نہایت صاف اور سجا سجایا رکھتا تھا۔ عرفی کی ساری عادتوں سے بخوبی واقف تھا مثلاً یہ کہ عرفی کا حکم تھا کہ ان کی لائبریری میں بغیر ان کی اجازت کوئی نہ جانے پائے۔ لہذا نوکر اس بات کی بہت پابندی کرتے تھے۔ ان کا گھر ایک مشینی کارخانہ معلوم ہوتا تھا چونکہ ان کے گھر میں سارے کام وقت پر روزانہ ہی ہوتے تھے اس لئے کوئی آنے والا دن عرفی کے گھر میں کوئی تبدیلی نہ لاتا تھا۔ عرفی کا معمول تھا کہ وہ دفتر سے سیدھے گھر آتے اور وہ بھی ٹھیک پانچ بجے جیسے ہی وہ برآمدہ کی سیڑھیاں چڑھ کر گیلری کے دروازے

تک آتے نظامو دروازہ کھول کر حاضر رہتا۔ عرفی روزانہ اس سے یہ سوال ضرور کرتے کہ "کوئی آیا تو نہیں تھا یا کوئی خط وغیرہ"۔ نظامو ان کے سوالوں کا جواب صرف ہاں" یا نہیں میں دیتا۔ جب نظامو یہ کہہ چکتا کہ" حضور کچھ خط ہیں" یا" جو صاحب آئے تھے ان کا کارڈ لائبریری میں دفتر کی میز پر ہے" تو اس کے بعد نظامو کے وہاں رہنے کی کوئی ضرورت نہ رہ جاتی تھی کیوں کہ عرفی حسب معمول سیدھے لائبریری میں جاتے اور جو کچھ خطوط وغیرہ ہوتے ان کو دیکھتے۔ پھر نہانے کے لئے غسل خانے میں چلے جاتے۔ لباس تبدیل کرنے کے بعد ان کو چائے کھانے کے کمرہ میں ٹرے پر لگی ہوئی ملتی۔ چائے پینے کے بعد بلا ایک منٹ ضائع کئے وہ کلب چلے جاتے۔ پھر رات کو دس گیارہ بجے گھر واپس آتے۔ کھانے وغیرہ سے فراغت کے بعد فوراً سونے کے لئے اپنے کمرہ میں چلے جاتے اور سارے گھر کی بتیاں فوراً گل ہو جاتیں۔

آج بھی عرفی روز کی طرح جب گیلری میں داخل ہوئے تو نظامو صدر دروازہ کھولے حاضر تھا۔ مگر آج عرفی نے خلاف معمول نظامو سے خطوں وغیرہ کے بارے میں نہیں دریافت کیا کیوں کہ ان کی آنکھیں تعجب سے ان دو تین بڑے سوٹ کیسوں کو دیکھ رہی تھیں جو گیلری میں پڑے تھے۔ انھیں حیرت تھی کہ آخر یہ یہاں کیوں لائے گئے ہیں۔ نظامو نے بات کو سمجھتے ہوئے سوٹ کیسوں کی یہاں موجودگی کے بارے میں عرفی کو بتانا شروع کیا۔

"حضور مس افغانی آئی ہیں"۔

"کون مس افغانی! یعنی کوئی صاحبہ ہیں آخر کون ہیں وہ؟"

"حضور! زیبا افغانی ہیں۔ ابھی شام کی ٹرین سے دہرہ دون سے آئی ہیں"۔

"اوہ! تو یوں کہو۔ وہ تو میری بہن ہیں۔ ہاں ٹھیک ہے ان کا نام زیبا افغانی ہے۔ اچھا میں لائبریری میں ہوں۔ ان کو اطلاع دو کہ میں آگیا ہوں اور لائبریری میں ان کا

انتظار کر رہا ہوں۔"

"مگر حضور! وہ تو لائبریری ہی میں ہیں حضور! میں نے بہت کہا کہ آپ اوپری منزل پر تشریف لے چلیں۔ اور حضور! میں نے یہ بھی کہا کہ یہ صاحب کی لائبریری ہے۔ اس میں بلا صاحب کی اجازت کے کوئی نہیں بیٹھ سکتا ہے۔"

عرفی یہ سب سنتے جا رہے تھے اور تعجب سے ان کی پیشانی پر بل پڑتے جا رہے تھے کہ ایسا بھی کیا بے تکلف مہمان جو میزبان سے آتے ہی اس قدر بے تکلف ہو جائے کہ اس کے گھر کے اصولوں کو توڑنا شروع کر دے۔ اور پھر عرفی تو اس کے قائل تھے کہ ؎

دہقان ہیں وہ جو تکلف نہیں کرتے

آخر انھوں نے مسکرا کر نظامو سے کہا۔

"اچھا تمھارے اس کہنے پر بھی وہ لائبریری ہی میں رہیں! بڑے تعجب کی بات ہے۔ مگر دیکھو نظامو زیبا آج ہی اس گھر میں آئی ہیں۔ وہ اس گھر کے قاعدوں سے واقف نہیں ہیں۔ بہر حال میں ان سے ملوں گا۔" یہ کہتے ہوئے عرفی لائبریری کے دروازہ تک پہنچے اور اصولی اعتبار سے دروازہ پر دستک دی۔ جواب میں ایک نسوانی آواز نے اندر آنے کی اجازت دی۔ اور عرفی یہ کہتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے "زیبا بہن مجھے تمھارے آنے سے بہت مسرت ہوئی۔" کمرے میں ایک طرف تین چار کرسیاں پڑی تھیں۔ درمیان میں ایک میز تھی۔ ایک طرف کو عرفی کے دفتر کی میز نہایت سلیقہ سے سجی ہوئی تھی۔ دیوار میں ایک طرف سیف بنا تھا۔ ایک طرف کتابوں کی کئی بڑی الماریاں لگی ہوئی تھیں۔ کمرہ خاصا کشادہ تھا۔ چونکہ ہر چیز اپنی جگہ سلیقہ سے سجی تھی لہذا بہت اچھا معلوم ہوتا تھا۔ باہر کی طرف کو دو بڑی کھڑکیاں بھی کھلتی تھیں۔ جوں ہی عرفی اس کمرے میں داخل ہوئے ان کی نظریں زیبا کو تلاش کرنے لگیں جس کی

پر عرفی خود بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے اس کی جانب جب ان کی نظر گئی تو انھوں نے دیکھا کہ ایک نازک سا سفید ہاتھ ہل رہا ہے اور ساتھ ہی زیبا کا یہ جملہ عرفی کو سنائی دیا: عرفی بھیا! آ بھی جائیے۔ میں بہت دیر سے آپ کا انتظار کر رہی ہوں۔ اور پھر ایکبارگی عرفی کے سامنے کرسی سے کود کر زیبا کھڑی ہوگئی۔ وہ اس وقت گہری ہری سلیفلس اور سفید بلاؤز پہنے تھی۔ اس کے سنہرے بال کندھوں پر لہرا رہے تھے۔ سفر کی تکان سے اگرچہ اس کا چہرہ اترا ہوا تھا پھر بھی اس کا حسن آنکھوں میں چکاچوند پیدا کرنے والا تھا۔ اس وقت وہ ننگے پاؤں کھڑی تھی کیوں کہ اس نے آرام کرنے کے لئے جوتے اتار دیئے تھے۔ غرض اس حلیہ سے زیبا اب عرفی کے سامنے کھڑی تھی۔ ان کو اس طرح زیبا کو اپنے سامنے دیکھ کر کچھ عجیب سا لگا۔ وہ تو یہ سمجھ رہے تھے کہ ایک معصوم سی لڑکی اپنا سر دوپٹہ سے چھپائے بڑے ادب سے عرفی کو آ کر سلام کرے گی۔ پھر بھی زیبا کو دیکھ کر وہ اپنی مسکراہٹ نہ روک سکے۔ ان نظروں نے جیسے ہی زیبا کے چہرہ کا جائزہ لیا تو ان کی نگاہیں زیبا کے حسن کی تاب نہ لاکر نیچے جھک گئیں۔ ویسے بھی یہ عرفی کے اصول کے خلاف تھا کہ وہ کسی لڑکی کی طرف یوں غور سے دیکھتے رہیں۔ ان کا خیال تھا کہ ان کو کسی عورت کا حسن کبھی مرعوب نہیں کرسکتا تھا۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ یہ تو سب شاعری ہے کہ عورت میں خدا نے حسن حلول کیا ہے۔ بلکہ وہ تو کہتے تھے کہ خدا کے حسن کا خزانہ بہت وسیع ہے۔ اور قدرت کے سارے کارخانہ میں خدا کا بخشا ہوا حسن بکھرا پڑا ہے۔ بہرحال انھوں نے جلدی سے زیبا کو جواب دیا۔

"ہاں تو زیبا بہن اچھی تو رہیں۔ مجھے بھی تم سے ملنے کی بہت خواہش تھی۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ سفر تو اچھا گذرا۔ مطلب یہ کہ کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔"

عرفی کی حیرت کی حد نہ رہی کہ زیبا نے جیسے عرفی کے سوال کو سنا ہی نہیں اور

یکبارگی اس نے عرفی سے ایک ایسا سوال کیا کہ جس کی امید عرفی کم از کم زیبا جیسی [illegible]ن لڑکی سے کبھی نہ کر سکتے تھے۔

"عرفی بھائی! کیا آپ شادی شدہ ہیں؟ عرفی نے زیبا کے اس عجیب اور بے موقع سوال پر اپنی حیرت چھپاتے ہوئے کہا۔" بالکل نہیں بہن۔ میں تو اب شادی کرنے کی حدوں سے گذرا ہوا ایک معمر گنوار ہوں"۔ زیبا نے مسرت کی ایک گہری سانس لے کر کہنا شروع کیا۔

"بات یہ ہے بھائی مجھے شادی شدہ لوگوں کے ساتھ ہمیشہ ذرا تکلف برتنا پڑتا ہے اور پھر ان کی بیویاں تو بہت ہی گہری نظروں سے دوسری لڑکیوں کو دیکھتی ہیں۔ ہاں مگر بھائی! آپ نے قاعدہ کے مطابق مجھ سے ہاتھ تک نہیں ملایا"۔

اس یاد دہانی پر عرفی چونکے کیوں کہ وہ تو قدامت پسند خیالوں کے انسان تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی میں کبھی ملاقات کے وقت کسی لڑکی یا عورت سے ہاتھ نہیں ملایا تھا۔ پھر بھی اس وقت انھوں نے سوچا کہ یہ لڑکی ہمیشہ انگریزی طرز معاشرت کی عادی رہی ہے۔ میرے ہاتھ ملانے کو نہ جانے کیا سمجھے۔ لہٰذا وہ مسکراتے ہوئے اٹھے اور زیبا کے پاس آکر آہستہ سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر خفیف سی جنبش دی اور چھوڑ دیا اور بہت اخلاق سے مسکرا کر بولے "پیاری بہن بیٹھ جاؤ کھڑی کیوں ہو۔ تم کو سفر کے بعد فوراً چائے ملنی چاہئے۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ میں نے تم کو انتظار کی زحمت دی۔ ارے تم تو ابھی تک کھڑی ہو۔ بیٹھ جاؤ تو اطمینان سے بات چیت ہو۔ ہاں تو اب یہ بتاؤ کہ تم کسی دوست کے یہاں قیام کے ارادہ سے آئی ہو یا پھر میں تمھارے لئے کچھ دن اپنے کسی دوست کے گھر ٹھہرنے کا انتظام کردوں"۔

اس عجیب سوال پر زیبا کو بہت تعجب ہوا اور اس نے اپنی گھنی پلکیں اوپر اٹھا کر نظریں عرفی کے چہرے پر ڈالیں اور نہایت مختصر جواب دیا۔

"بھائی میں تو آپ کے ساتھ اور آپ کے گھر میں رہنے آئی ہوں"
اب عرفی عجیب الجھن میں پڑ گئے۔ ان کے اصول کے مطابق تو آج تک
ان کے گھر میں کوئی عورت دکھائی تک نہ دی تھی۔ چہ جائیکہ ایک نوجوان لڑکی
باقاعدہ ان کے گھر میں رہنا۔ یوں تو عرفی کی زندگی میں بہت سی الجھنیں آئی تھیں
مگر اس سے بڑی الجھن کا آج تک ان کو سامنا نہ کرنا پڑا تھا۔ بہت سوچ کر انھوں نے
جواب دیا۔

"مگر بہن! جیسا کہ تم کو معلوم ہے کہ میں ایک غیر شادی شدہ آدمی ہوں۔
چنانچہ اس گھر میں سارا انتظام بھی ایک تنہا آدمی کے لئے ہے اور خاص کر ایک
بات تم کو بتا دوں کہ یہاں ملازم بھی سب مرد ہی ہیں۔ تو اب تم خود سوچو کہ اس گھر
میں تم کو کس قدر تکلیف ہوگی۔ ویسے یہاں تمھارے رہنے سے مجھے خوشی ہوتی:"

"تو آپ کا یہ مطلب ہے کہ اس گھر کو اس کی بہت ضرورت ہے کہ ایک
عورت اس گھر کی دیکھ بھال کرے۔ تب تو میں بہت ہی موقع سے آئی ہوں۔ میں
حتی الامکان آپ کو زیادہ سے زیادہ آرام دینے اور گھر کی دیکھ بھال کی کوشش
کروں گی۔"

کوئی دوسرا ذرا تنک مزاج آدمی ہوتا تو اس وقت یہی سمجھتا کہ زیبا اس کو
چڑھانے کی کوشش کر رہی ہے اور فوراً بگڑ جاتا۔ مگر عرفی نہایت ہی سنجیدہ اور
تہذیب یافتہ شخص تھے۔ گفتگو کرتے وقت ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ کوئی
بات ایسی نہ کہیں جس سے ان کے مخاطب کی دل آزاری ہو لہذا اس وقت بھی
حسب عادت بغیر کسی قسم کی ناراضگی ظاہر کئے انھوں نے کہا۔

"خیر! اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ تم کچھ دن میرے ساتھ رہو۔ تو جاؤ
جلدی سے اپنی آیا کو بلاؤ تاکہ وہ اور نظامو تمھارا سامان اوپری منزل کے کمروں میں

قاعدہ سے لگا دیں تاکہ تم کو کوئی تکلیف نہ ہو۔"

یہ سن کر زیبا نے بے خیالی میں جوتے پہن لئے لیکن عرفی کی پوری بات سن کر بجائے جواب دینے کے کمرے میں ٹہل ٹہل کر چیزوں کو دیکھنے لگی اور بولی۔

" عرفی بھیا! مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ کرکٹ کے اتنے اچھے کھلاڑی ہیں۔ یہ بڑا کپ آپ نے کب جیتا تھا۔ واقعی آپ کا جسم بتاتا ہے کہ آپ ضرور اچھے کھلاڑی ہوں گے۔"

عرفی کو اب اپنے بچپن کے کھیلوں سے کوئی دلچسپی نہ رہ گئی تھی۔ انھوں نے بے دلی سے زیبا کے تعریفی جملے کا جواب دیا۔

" ہاں بچپن میں مجھے کھیلوں سے بڑی دلچسپی تھی۔ اچھا سنو! تو تم اپنی آپا کو بلا کر سامان کے لئے کہو گی یا میں نظامو سے کہوں کہ وہ تمھاری آپا کو لے کر سامان اوپر لے جائے۔ بات یہ ہے کہ سامان یوں ہی گیلری میں پڑا ہے نا۔ وہ راستہ ہے۔"

" مگر آپ کس کو بلانے کو کہہ رہے ہیں؟"

" تمھاری آپا کو بلانے کو کہہ رہا ہوں جس کے ساتھ تم نے یہاں تک سفر کیا ہوگا؟"

عرفی کو سخت تعجب ہوا۔ جب زیبا نے نہایت لاپروائی سے زیر لب مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" بیکار کی باتیں نہ کیجئے۔ کیا آپ مجھے بچہ سمجھتے ہیں کہ مجھے سفر میں ایک ساتھی کی ضرورت ہوتی۔ ارے بھائی میں نے بھی اسی طرح دہرہ دون سے یہاں تک تنہا سفر کیا ہے جس طرح آپ کرتے ہیں۔"

عرفی زیبا کے جواب پر زیر لب مسکراتے رہے مگر ان کو زیبا کی جیبا کی کچھ پسند نہ آئی۔ انھوں نے سمجھانے کے انداز میں اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھو زیبا میں تمھارا بڑا بھائی ہوں اور زندگی کا تجربہ تم سے کہیں زیادہ رکھتا ہوں۔ اسی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ زمانہ بہت خراب ہے۔ دنیا کبھی اس کو اچھی نظر سے نہ دیکھے گی کہ تم میرے گھر میں تنہا رہو۔"

یہ بات عرفی نے نہایت نرمی سے اور مسکرا کر کہی تھی۔ پھر بھی زیبا کو ان کا بار بار اپنے گھر میں زیبا کے نہ رہنے پر اصرار اچھا نہ لگا۔ اسے بھی کچھ غصہ آگیا۔ اور اس نے ذرا ترش لہجہ میں پیشانی پر بل ڈال کر کہا۔

" اور میں بھی اپنے تجربہ کار بھائی سے صاف صاف کہے دیتی ہوں کہ میں صرف آپ کے ساتھ اور آپ کے گھر میں رہنے آئی ہوں۔ میں تو اس کی ذمہ دار ہوں نہیں کہ آپ ابھی تک غیر شادی شدہ ہیں۔ بے شک آپ کو اب تک کبھی کی اپنی شادی کر لینا چاہئے تھی اور پھر اس قدر بڑے گھر میں آپ کا تنہا رہنا واقعی زیادتی ہے بہرحال میں تو آپ کا گھر دیکھنے آہی گئی ہوں۔ اب آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو آپ پہلا کام یہ کیجئے کہ مجھے اپنے اوقات بتا دیجئے اور یہ بھی بتا دیجئے کہ کون کون سے کھانے آپ کے پسندیدہ ہیں۔ مثلاً میں تو ناشتے میں انڈا پراٹھا پسند کرتی ہوں اور آپ شاید..." عرفی نے زیبا کی بات کاٹتے ہوئے اور بہت سنجیدہ ہو کر کہا۔

" دیکھو زیبا ایسی کوئی بات نہیں کرنا چاہئے جس پر لوگ انگلی اٹھا سکیں۔ اس سے میری بڑی بدنامی ہوگی اور ساتھ ہی تمھاری بھی۔ تم ابھی کم سن ہو۔ ابھی ان باتوں کو سمجھتی نہیں ہو۔ مگر آئندہ تم بھی سمجھنے لگوگی۔ اچھا دیکھو میں ایسا کرتا ہوں کہ میرے ایک دوست ہیں مسٹر خالد۔ وہ کنبے والے آدمی ہیں۔ ان کی تمھاری ہی ہم سن لڑکیاں ہیں۔ ان کے یہاں تمھارے کچھ دن ٹھہرنے کا بندوبست کئے دیتا ہوں۔ تمھارا دہاں جی بھی نہیں گھبرائے گا اور تم مجھ سے بھی مل لیا کروگی۔ یہ کہتے ہوئے وہ کرسی سے اٹھے تاکہ خالد کو فون کر کے معاملہ طے کر دیں۔ مگر زیبا لپک کر ان کے قریب پہنچی اور

اپنے دونوں ہاتھ عرفی کے کندھوں پر جا کر انھیں دوبارہ کرسی پر بیٹھنے پر مجبور کر دیا اور مسکرا کر بولی۔

"ارے ارے بھیا! اس میں تو آپ کی اور زیادہ بدنامی ہوگی کہ اپنے گھر آئے ہوئے مہمان کو دوسرے کے گھر ٹھہرانے کی کوشش کریں۔" اور پھر زیبا نے بھی بہت ہی سنجیدہ ہو کر کسی قدر ناراض ہوتے ہوئے کہا۔ اب آپ صاف صاف سن لیجئے کہ اب آپ مجھے اسی وقت اپنے گھر سے نکال سکتے ہیں جب پولیس کو اپنی مدد کے لئے بلائیں اور یہ بھی بتا دوں کہ ایک پولیس مین میرا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ کیوں کہ میں کوئی کمزور لڑکی نہیں ہوں اور پھر میں تو ہر وقت اپنی حفاظت کے لئے اپنے پرس میں ایک چھوٹا سا پستول بھی رکھتی ہوں۔"

عرفی تعجب سے منہ کھولے زیبا کی باتیں سن رہے تھے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ یہ لڑکی ہے یا کوئی بلا۔ عجیب فطرت پائی ہے اس نے۔ اور بات کرنے کا ڈھنگ بالکل نرالا ہے۔ تیور ایسے ہیں کہ جو کچھ کہتی ہے کر گزرنے کو تیار رہتی ہے۔ مگر انھوں نے بھی یہ طے کر لیا کہ اس آفت کو ٹالنے کے لئے ذرا سختی کرنا پڑے گی اور اسی وقت بات صاف کر لینا چاہئے ورنہ آگے چل کر ایسی مشکل ہوگی کہ چھٹکارہ پانا دشوار ہو جائے گا اس لئے انھوں نے نہایت سخت آواز سے جواب دیا۔

"دیکھو زیبا! اب میرے پاس ایک ہی راستہ ہے کہ میں تمھارے لئے خود اپنا گھر چھوڑ دوں۔ ایسا کرو کہ تم یہاں رہو اور جب تک تم رہو میں اپنے کسی دوست کے ساتھ رہوں"

زیبا نے عرفی کی بات کا مذاق اڑاتے ہوئے مسکرا کر کہا "ایسا بھی کیا بھیا! مجھے یقین ہے کہ آپ جیسا سمجھدار اور عقلمند آدمی کبھی ایسی حماقت نہ کرے گا اور اگر آپ ایسا کریں گے تو پھر مجبوراً مجھ کو کل کسی مشہور اخبار میں اس طرح کا ایک اشتہار

دینا ہوگا کہ :

"ایک لمبا چوڑا، وجیہہ، خوبصورت جوان جس کا نام عارف افغانی ہے اپنے گھر سے غائب ہے۔ جن صاحب کو ملے بحفاظت کوٹھی شبابہ میں پہنچا دے۔ لانے والے کو علاوہ آمد و رفت کے کرایہ کے علاوہ ایک معقول رقم بطور انعام پیش کی جائے گی۔"

اخبار میں اشتہار کے نام پر تو واقعی عرفی کے دیوتا کوچ کر گئے۔ دنیا میں دو ہی چیزوں سے تو عرفی کی روح فنا ہوتی تھی۔ ایک عورت سے اور دوسرے اخبار والوں سے عرفی نے زیبا کی بات سن کر اپنے سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے نہایت غضب ناک لہجہ میں کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم اپنی حرکتوں پر بعد میں پچھتاؤں گی۔" مگر اب زیبا بہت اطمینان سے عرفی کی دفتر کی میز پر اچک کر بیٹھ گئی اور لاپروائی سے پیر ہلاتے ہوئے اس نے کاغذ کی سلپ گھسیٹی اور اپنے گریبان سے اپنا ننھا سا قلم نکال کر سنبھل کر بیٹھ گئی اور عرفی کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے بولی۔

"چھوڑیئے ان فضول باتوں کو۔ اب بتائیے کہ آپ ناشتہ میں کیا کیا پسند کرتے ہیں۔ ٹوسٹ مکھن یا انڈا پراٹھا یا بھنی کلیجی یا خالی دلیہ۔ ہاں ایک بات اور بات اور بتا دیجئے کہ آپ کو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا اگر میں آپ کو صرف "تم" کہہ کر مخاطب کروں اور بجائے عرفی بھیا کہنے کے صرف "عرفی" کہا کروں۔"

تیسرا باب

یوں تو زیبا جب سے شبانہ میں آئی تھی کوئی نہ کوئی ہنگامہ روز ہی برپا کرتی رہتی تھی۔ مگر آج صبح ناشتہ کے بعد ہی اس نے دونو نوکروں کو ساتھ لیا اور جنس کا گودام صاف کرنے کھڑی ہو گئی۔ تو گودام کی کوئی چیز صاف ہونے سے نہ بچی۔ اتنے ہی میں زیبا کو کسی کام سے برآمدہ تک آنا پڑا۔ تو اس نے دیکھا کہ ایک لاغر سی کالی کالی کافی معمر عورت جو صورت سے کرسچین معلوم ہوتی تھی ایک کرسی پر نہایت اطمینان سے بیٹھی ایک لال رنگ کا سوئٹر بن رہی ہے۔ ایک لمحے کے لئے زیبا کی گہری کالی آنکھوں میں تعجب کی لہر دوڑ گئی۔ وہ تیزی سے قدم اٹھاتی عورت کی کرسی کے پاس پہنچ کر اسے خاموشی سے گھورنے لگی۔ عورت نے چونک کر نظر اٹھائی اور زیبا کو اپنے قریب کھڑے دیکھا تو بے خیالی میں اس کے ہاتھوں میں بنائی کی سلائیاں تیزی سے چلنے لگیں۔ اس نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "آداب عرض ہے مس صاحبہ! اگر میں غلطی نہیں کر رہی ہوں تو آپ ہی مس افغانی ہیں اور میرا نام مس جوزف ہے۔ میں سوچتی ہوں آپ اور میں بہت اچھے دوست ثابت ہوں گے۔"

"ہاں امید تو مجھے بھی دوستی ہی کی ہے۔ مگر یہ سوال تو بعد میں آئے گا۔ پہلے میں سمجھ تو لوں کہ آپ کون ہیں یعنی آپ کا یہاں آنے کا مقصد کیا ہے۔ کیا آپ ہماری کوئی مہمان ہیں؟" زیبا نے ایک ہی سانس میں کہہ ڈالا۔

"جی ہاں میں آپ کو اپنے آنے کا مقصد بھی بتاتی ہوں۔ دراصل مسٹر افغانی کو یہ خیال بہت پریشان کئے ہوئے تھا کہ آپ گھر میں تنہا رہتی ہیں اور واقعی مس صاحبہ تنہائی بہت بری چیز ہے اور خاص کر ہم نوجوان لڑکیوں کے لئے۔ جب ہم تنہا ہوتے ہیں تو عجیب عجیب باتیں سوچنے لگتے ہیں۔ اور یہ بہت بری بات ہے۔"

"زیبا نے اب بات کو سمجھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ مگر میں آپ کو بتا دوں کہ میں نے تو دنیا میں جب سے آنکھ کھولی ہے اپنے کو تنہا ہی پایا ہے۔ اور سوچنے کی عادت میری ہے نہیں۔ ہاں اس وقت ضرور کچھ نہ کچھ مجھے سوچنا پڑ رہا ہے۔ تو آپ کو یہاں ایک آیا کی حیثیت سے رہنا ہے۔"

مس جوزف نے لفظ "آیا" پر بہت منہ بنایا اور بولیں۔ "جی دیکھئے آیا نہ کہئے بلکہ ایک دوست یا سہیلی کہہ لیجئے۔"

"تب تو معاملہ ذرا آسان معلوم ہوتا ہے۔" یہ کہہ کر زیبا نے اپنی کوٹ کی جیب میں کوئی چیز تلاش کرتے ہوئے مس جوزف سے پوچھا۔

"کیا میں آپ سے آپ کی تنخواہ کے بارے میں پوچھ سکتی ہوں۔" مس جوزف نے خوش ہو کر نہایت واضح الفاظ میں اپنی ماہوار تنخواہ بتا دی۔ زیبا نے فوراً جیب سے کچھ نوٹ نکال کر مس جوزف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کی دو ماہ کی تنخواہ حاضر ہے اور آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ میں نے طے کر لیا ہے کہ کسی کو دوست یا سہیلی کی حیثیت سے نہ رکھوں گی۔" اور ساتھ میں نوکر کو بلانے کی گھنٹی پر ہاتھ رکھ دیا۔ جواب میں نظامو حاضر تھا۔ اس عرصہ میں مس جوزف بلا ارادہ اپنی اون اور سلائیاں تھیلے میں رکھ چکی تھیں اور کچھ کہنے کو منہ کھول رہی تھیں کہ زیبا نے نظامو سے کہنا شروع کیا۔ نظامو دیکھو یہ مس صاحبہ کھانے سے قبل ہی جائیں گی تو تم ذرا دوڑتے ہوئے جاؤ اور ایک آرام دہ رکشہ لے آؤ۔

تاکہ مس صاحبہ کو تکلیف نہ ہو۔"

" مگر دیکھئے! مجھے تو مسٹر افغانی نے رکھا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ اس پر آپ سے کچھ باز پرس نہ..."

زیبا نے مس صاحبہ کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی کہنا شروع کر دیا۔ "مسٹر افغانی نے تو آپ کو اپنے لئے دوست کی حیثیت سے رکھا نہیں تھا۔" اور یہ کہتے ہوئے زیبا نے مس جوزفت کو فوراً اٹھ کھڑے ہو جانے کا اشارہ کیا اور بولی " دیکھئے مس جوزفت آپ سیدھی طرح یہاں سے نو دو گیارہ ہو جائیے ورنہ میرا مزاج ذرا خراب ہے۔"

عرفی جب گھر آئے تو سوچ رہے تھے کہ زیبا آج ان پر طوفان کی طرح برس پڑے گی یا پھر آنکھوں میں آنسو بھرے بیٹھی ہوگی۔ لیکن خلاف توقع انھوں نے گھر میں داخل ہوتے ہی گراموفون کی آواز سنی اور جھنک جھنک زیبا کے پیروں میں گھنگھرو بج رہے تھے۔ وہ کسی ناچ کے ریکارڈ پر نپے تلے قدم اٹھا رہی تھی اور گراموفون کی آواز سے کچھ اس قسم کے گانے کی آواز آ رہی تھی جس کا مطلب تھا کہ " میں وہ ہوں جسے کوئی نہیں چاہتا۔" عرفی کو ذرا حیرت تو ہوئی مگر وہ یہ سوچ کر آگے بڑھے کہ نظاہر سے دریافت کریں کہ مس جوزفت آئی یا نہیں۔ جیسے ہی زیبا نے عرفی کی جھلک دیکھی اس کے قدم ایک دم رک گئے اور ساتھ ہی گراموفون کا ریکارڈ بھی۔ عرفی نے لاپروائی سے زیبا کی طرف دیکھ کر دریافت کیا "کیا کوئی آیا تھا"۔ زیبا نے جواب دیا۔

" کوئی تو نہیں۔ سوائے ایک بوڑھی کرسچین عورت کے جو اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کر یہاں آ گئی تھی کہ مجھے ایک دوست کی ضرورت ہے۔" عرفی نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔

" تو پھر وہ کہاں گئیں۔" زیبا نے اپنے کندھوں کو جنبش دے کر جواب دیا۔

" اوہ میں اس سے اس کا پتہ پوچھنا بھول گئی۔ کیوں کیا تمھیں اس کی ضرورت

ہے۔"

عرفی نے زیبا کے جواب پر جل کر کہا: "تو میں یہ سمجھ لوں کہ تم نے اس کو چلتا کر دیا۔"
اس پر زیبا نے صرف گردن کے اشارہ سے "ہاں" کہا اور زیرِ لب کچھ گنگنانے لگی۔ پھر یکبارگی جیسے اسے کچھ یاد آگیا ہو۔ اس نے عرفی سے دریافت کیا: "کیا وہ عورت تمھارے لئے سوئٹر بنا رہی تھی سچ سچ بتانا۔" عرفی دل ہی دل میں زیبا کی باتوں پر پیچ و تاب کھاتے ہوئے بولے۔

"تو تم نے آج ایک ایسے آدمی کو جس کو میں نے رکھا تھا بلا میری اجازت کے نکال دیا۔ درحقیقت زیبا تم اپنی حدوں سے بڑھی جا رہی ہو۔ تم آخر چاہتی کیا ہو۔ میں آج اور اسی وقت تم سے یہ دریافت کرکے اس کا فیصلہ کر دینا چاہتا ہوں۔ اب میں بہت عاجز آگیا ہوں۔"

مگر زیبا نے جب عرفی کی اس سخت گفتگو کا کوئی نوٹس ہی نہ لیا وہ دوبارہ گراموفون کی طرف بڑھی اور نیا ریکارڈ لگا کر اپنے پیروں میں گھنگھرو باندھنے لگی۔ پھر ایک دم اچک کر عرفی کے قریب آکر کھڑی ہوگئی اور اس کے پیروں کے گھنگھرو چھن سے بول اٹھے۔ ساتھ ہی اس نے کہا "بس عرفی تمھیں صرف دس منٹ کے اندر چائے مل جائے گی۔ ہاں ایک بات اور سنو شاید آج تمھارے جوتوں پر نظامو پالش لگانا بھول گیا ہے۔ اسی لئے تمھارے جوتے بہت گندے نظر آرہے ہیں۔ جلدی سے اچھے بچوں کی طرح دوڑ کر جاؤ اور جوتے اتار دو۔"

اب تو عرفی غصہ سے بے قابو ہوگئے۔ ان کا خوبصورت گورا چٹا چہرہ غصہ کی وجہ سے لال ہوگیا اور انھوں نے ذرا اونچی آواز سے کہا۔

"میں کچھ نہیں کروں گا۔ تمھاری حکمرانی میں بالکل نہیں برداشت کر سکتا۔ یہ تم اچھی طرح سمجھ لو کہ زیبا میں اور مردوں کی طرح نہیں ہوں۔ تمھاری حرکتوں سے مجھے

سخت کوفت ہوتی ہے۔ میں ان باتوں کا آج اور اسی وقت خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔
بہت ہو چکا زیبا۔ بس میرا یہ آخری فیصلہ ہے کہ آج رات کو تم یہ گھر چھوڑ دوگی یا میں
یہاں سے کہیں چلا جاؤں گا۔ سن لیا تم نے۔ خدا کی پناہ۔ حد کر دی ہے تم نے۔ عجیب
بے حیا لڑکی ہو تم۔ میں تو میں، تمہاری حرکتوں پر میرے ملازم تک تعجب کرتے ہیں اور
میں شرم کی وجہ سے گڑگڑا جاتا ہوں جب نوکروں کو تمہاری حرکتوں پر مسکراتا دیکھتا
ہوں۔ آخر ان کو یہ تو معلوم ہی ہے کہ تم ہمارے ہی خاندان سے تعلق رکھتی ہو۔ خیال
کرو وہ ہم لوگوں کی بابت کیا سوچتے ہوں گے۔ دیکھو زیبا لوگ میرے گھر کا نام بہت
عزت سے لیتے ہیں۔ اس شہر میں میری بہت اچھی پوزیشن ہے۔ میں اپنے خیالات
کے بارے میں بہت پختہ مشہور ہوں۔ میں بھی انسان ہوں زیبا۔ کہاں تک برداشت
کر سکتا ہوں۔ میں اپنی بدنامی کسی قیمت پر نہیں چاہتا۔"
زیبا نے عرفی کی اس لمبی چوڑی غصہ سے بھری ہوئی تقریر کو مسکرا کر سنا اور
بولی۔
"تو اس میں غصہ کرنے کی کیا بات ہے۔ میں نے کچھ غلطی تو کی نہیں۔ تم نے
اس کا بالکل ٹھیک نام بتا دیا بس جوزف خاصا اچھا نام ہے۔ مگر بیچاری ذرا کالی ہے
اور تمہارے لئے کچھ زیادہ ٹھیک نہ ..."
اب تو عرفی کا غصہ اپنی حدوں کو پار کر چکا تھا۔ تڑپ کر بولے۔
"خاموش رہ لڑکی۔ میں اس وقت کسی قسم کا مذاق سننے یا کرنے کو تیار نہیں
ہوں۔ بس تم کو آج ہی شب میں اس گھر کو خیرباد کہنا ہوگا۔"
یہ سن کر زیبا کے چہرہ پر سنجیدگی آگئی اور وہ خاموشی سے سر جھکا کر فون کی
طرف بڑھی۔ عرفی اپنی مات گوئی پر اس وقت بہت خوشی محسوس کر رہے تھے۔ وہ سچ
ہے کہتے کہ گھی نکالنے کے لئے بھی انگلیوں کو ٹیڑھا کرنا ہی پڑتا ہے۔ اب درست ہوئیں

مس صاحبہ. زیبا نے فون کا رسیور اٹھا کر ایک اخبار کے دفتر کو فون کرنا شروع کیا۔
" براہ مہربانی اپنے دفتر سے ایک نمائندہ کوٹھی شبانہ میں بھیج دیجئے جو کہ سول لائن
نمبر ۲۷ پر واقع ہے۔ زیبا نے ابھی جملہ پورا ابھی نہ کیا تھا کہ عرفی جھپٹ کر اس کے قریب
پہنچے اور رسیور اس کے ہاتھ سے چھین لیا اور بولے " بیوقوف لڑکی آخر تم کرنا
کیا چاہتی ہو۔ یہ کیا کر رہی ہو۔"
زیبا نے اپنے کندھوں کو لاپروائی سے جنبش دی اور دھیمی مگر نہایت غمناک
آواز میں کہنا شروع کیا " عرفی یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ اس وقت دنیا میں تمہارے گھر
کے علاوہ میرا کہیں ٹھکانہ نہیں ہے۔ نہ کوئی اور بھائی ہے۔ اور ماں باپ تو کبھی
کے مجھ سے خفا ہو کر جا چکے ہیں۔ تو تم خود سوچو کہ اگر تم بھی مجھے اپنے گھر سے نکال دو گے
تو میرے لئے سوائے خودکشی کر لینے کے اور کیا چارہ ہوگا۔"
عرفی جھنجھلا گئے " تم پاگل ہو زیبا" زیبا نے دردناک آواز میں کہنا شروع کیا۔
" اس میں پاگل پن کی کیا بات ہے۔ ڈرو نہیں۔ میں صرف یہ چاہ رہی تھی کہ ایک
اخبار کے نمائندے کو بلا کر اس کے سامنے اپنا خودکشی کرنے کا ارادہ ظاہر کر دوں تاکہ
تم پر کسی طرح کا الزام نہ آنے پائے۔ لہذا مجھے فون کرنے دو۔ بیکار میرا وقت برباد نہ
کرو۔ اوہ! دیکھو جلدی سے مجھے رسیور دے دو۔ ادھر سے وہ لوگ جلدی کر رہے
ہیں۔ عرفی نے بجائے زیبا کو رسیور خود جلدی جلدی فون پر بولنا شروع کر دیا۔
" مہربانی کر کے آپ اپنے کسی نمائندہ کو شبانہ کوٹھی پر نہ بھیجیے۔ فون غلط جگہ پر
گیا۔ جی۔ جی ہاں سب ٹھیک ہے۔ شکریہ۔" اور اپنا جملہ ختم کر کے غصہ میں زور سے
رسیور پٹک دیا اور تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے کرسی پر جا کر بیٹھ گئے۔
" افوہ! تم نے میرا دماغی توازن بگاڑ ڈالا ہے۔ تم نہایت ہی بیہودہ لڑکی
ہو۔ میرا تو تم جیسے انسان سے کبھی زندگی میں سابقہ نہیں پڑا ہے۔ دراصل تم عورت

ہونے کے باوجود بہت ہی بے حیا ہو۔ اب میری سمجھ میں آرہا ہے کہ تم کو طارق نے کیوں ناپسند کیا۔ درحقیقت تم جیسی لڑکی کے ساتھ کوئی سمجھدار انسان ایک دن بھی گذر نہیں کر سکتا۔ اسی لیئے وہ بیچارہ نہ صرف تمھیں بلکہ اپنا گھر چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کے خانماں برباد پھرنے کی ذمہ داری صرف تم پر ہے۔ اتنا کہہ کر عرفی اپنے سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگے۔ اور ایک دم ان کو خیال آیا کہ خود وہ بھی غصہ میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔ اتنی سخت باتیں ان کو زیبا سے ہرگز نہ کہنی چاہیئے تھیں۔ اور پھر عرفی تو بہت ہی تہذیب یافتہ اور خلیق آدمی تھے۔ ان کو خود اپنے اوپر تعجب تھا کہ وہ کیسے تہذیب کے دائرہ سے اس قدر گر گئے کہ انھوں نے اتنے کڑوے لفظ زیبا سے کہہ ڈالے۔ اب عرفی شرمندگی محسوس کر رہے تھے۔ کیوں کہ زیبا ان کی ساری گفتگو کے درمیان ایک لفظ بھی نہیں بولی تھی اور حیرت سے منہ کھولے جیسے خلا میں کچھ گھورے جا رہی تھی۔ وہ اپنے خیالوں میں اس قدر محو تھی کہ اس کو یہ بھی خبر نہ ہوئی کہ عرفی بولتے بولتے کب یکدم رک گئے۔ آخر عرفی نے ہی کہا۔ "اوہ زیبا! مجھے افسوس ہے کہ میں نہ معلوم غصہ میں تمھیں کیا کیا کہہ گیا۔ مجھے یہ سب نہیں کہنا چاہیئے تھا میرے الفاظ واپس کر دو زیبا۔ مجھے معاف کر دو۔"

مگر زیبا اب بھی کہیں دور خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی۔ صرف اس کی خوبصورت آنکھوں میں غم جھلک رہا تھا۔ عرفی کمرے سے ٹہلتے ہوئے باہر چلے گئے اور اپنے آپ ہی سے کہنے لگے۔ "یہ غلطی میری اپنی ہے کہ میں نے فون ایسی جگہ لگوا رکھا ہے جہاں ہر شخص کی پہنچ ہو جاتی ہے۔"

رات کا کھانا نہایت خاموشی سے ہوا۔ نہ تو عرفی ہی کچھ بولے نہ زیبا نے ہی حسب عادت کوئی بات کی۔ کھانے کے بعد عرفی نے کپڑے پہنے اور باہر جانے کے لیئے تیار ہو کر زیبا کے پاس آکر بولے۔

"میں رات میں ذرا دیر سے لوٹوں گا کیوں کہ اپنے ایک دوست کے ساتھ فلم دیکھنے جا رہا ہوں۔"

زیبا نے یہ سنتے ہی ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا۔"ہم نے بھی مدت سے کوئی فلم نہیں دیکھی۔"

"مگر جو فلم میں دیکھنے جا رہا ہوں وہ تمھاری دلچسپی کی نہیں ہے۔ وہ ایک سیاسی تصویر ہے۔"

"تو ہم بھی اب ایسے جاہل نہیں ہیں کہ سیاست کی باتیں سمجھ ہی نہ سکیں۔"

عرفی نے لاپروائی سے کہا۔" بہرحال یہ تصویر بچوں اور بچیوں کے دیکھنے کی نہیں ہے۔"

"دیکھو عرفی۔ اگر تم مجھے اپنے ساتھ لے چلو تو میں تیار ہونے میں دو منٹ سے زیادہ نہیں لگاؤں گی۔ دراصل آج رات کو میرے پاس کچھ بھی نہ کچھ پڑھنے کو ہے نہ کچھ اور کرنے کو ہے۔"

عرفی نے منہ بنا کر کہا۔"تم جیسی لڑکیوں کے لئے اتنا ہی کام کیا کم ہے کہ صبح کے ناشتہ کے بارے میں ابھی سے طے کر لو کہ کیا کھاؤ گی۔" اتنا کہہ کر عرفی دروازے میں سے نکلتے ہوئے چلے گئے اور زیبا کو تنہائی میں عرفی کا ایک ایک لفظ کانٹے کی طرح چبھنے لگا۔

طارق، وہ تو ہمیشہ سے ہی سنکی تھا۔ طارق اور مجھ سے محبت کرتا۔ کیسی عجیب بات ہے۔ بھلا طارق کا اور میرا کیا جوڑ۔ جب میں نے طارق سے یہ بات صاف کہہ دی تو وہ بیچارہ بے طرح نمازیں پڑھنے لگا اور ہر وقت وظیفوں میں محو رہنے لگا کہ شاید اسی طرح میں "راہ راست" پر آجاؤں۔ حد یہ ہے کہ ایک مرتبہ اس کے ننھے سے دماغ نے یہ بھی سوچا کہ شاید مجھے روپیہ کا لالچ دیا جا سکے۔ اس نے جھٹ باقر چچا کے پاس کی کسی کی امانت کا رکھا ہوا روپیہ مجھ کو دے دیا کہ یہ صرف تمھارا ہے۔ میں کیا کرتی۔

میں نے روپیے کر بینک میں رکھ دیا کہ شاید یہ بیوقوف لڑکا کہیں روپیہ ادھر ادھر نہ کر دے۔ یہ غلطی مجھ سے ضرور ہوئی کہ میں نے اس روپیہ کا تذکرہ باقر چچا سے بھی نہیں کیا اور اس روپیہ میں سے وقتاً فوقتاً خرچ بھی کرتی رہی۔ بات یہ تھی کہ قادر چچا تو مجھے میرے خرچ کے لئے بہت ہی تھوڑی سی رقم دیتے تھے۔ اور پھر روپیہ تو خرچ کرنے ہی کے لئے ہوتا ہے۔ پھر ایک دن طارق میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں بغیر ابا کو بتائے دیوبند جا رہا ہوں۔ وہاں جا کر خوب مذہبی تعلیم حاصل کروں گا۔ میں نے یہ بات بھی باقر چچا سے نہ کہی۔ اور دل میں خوش ہوئی کہ چلو اچھا ہے پیچھا چھوٹ جائے گا۔ ہر وقت مجھے بے تکی باتوں سے پریشان کیا کرتا تھا۔

اب سوچتے سوچتے زیبا تھک گئی تھی۔ اس نے اٹھ کر گراموفون پر ایک ریکارڈ لگایا اور پاؤں میں گھنگھرو باندھے اور پھر ایک لمحے ہی میں خاموش کمرہ نغمہ اور ناچ سے رنگین نظر آنے لگا۔ ادھر نظامو منہ لٹکائے خانساماں کے پاس پہنچا اور کہنے لگا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب صاحب کو یہ سب باتیں پسند نہیں ہیں تو زیبا بی سے چلے جانے کو کیوں نہیں کہہ دیتے۔ سچ بھی ہے مردانے مکان میں ایک جوان لڑکی کا رہنا کون سا شریفوں کا کام ہے۔"

خانساماں نے حقہ کی نے منہ سے الگ کر کے کھانستے ہوئے جواب دیا۔

"چل بے کیا باتیں بناتا ہے۔ یہ تو ہمارے صاحب کی ضد ہے۔ سچ پوچھو تو جب سے زیبا بی گھر میں آئی ہیں گھر میں رونق ہو گئی ہے۔ نہیں تو اس گھر میں کوئی زندگی ہے۔ بالکل ایک مشینی کارخانہ ہے۔"

"جاؤ جاؤ بیٹھو ادھر۔ دیکھتے نہیں ہو کہ ہر وقت کاموں میں نقص نکالا کرتی ہیں۔ جب دیکھو جب صاحب کے سر پر سوار ہیں۔ طرح طرح کی باتیں ان سے کہتی رہتی

ہیں۔ ارے تم کیا جانو ہم نے تو آج تک سگریٹ خرید کر نہیں پی۔ اور جانتے ہو کل سگریٹ گن رہی تھیں اور صاحب سے کہہ رہی تھیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ جو سگریٹ تم پیتے ہو وہ تمھارے گھر کے چوہوں کو بھی بہت پسند ہے۔ وہ تو کہو کہ صاحب ان کی سنتے بہت کم ہیں ورنہ تو نہ جانے کتنی ڈانٹ روز سنوائیں۔ مجھے تو یہ لڑکی ذرا بھی پسند نہیں۔ اللہ کرے جلدی واپس چلی جائے۔"

"چل بے چل، کیوں جائے۔ ذرا ان کی وجہ سے گھر میں رونق ہے۔ اصل میں تو خود چور ہے اسی لئے تیری پھونک کھسکی ہے۔"

"نہیں خانساماں مجھے تو آثار اچھے نہیں معلوم ہوتے۔ یہ زیبا بی کچھ نہ کچھ کر کے رہیں گی۔ تم دیکھ لینا۔ گھر میں ضرور کچھ کایا پلٹ ہونے والی ہے۔"

چوتھا باب

عرفی بیچارے کے لئے جب سے زیبا اس کے یہاں آئی تھی نت نئی مصیبت منتظر رہتی تھی۔ ان کے لئے اب ایک نئی الجھن کا سامان یہ ہوا تھا کہ کلب میں بھی ایک خاتون آنے لگی تھیں۔ وہ کسی امریکن تاجر کی بیوی مسز گراہم تھیں۔ ان کا شوہر اپنی بزنس کے سلسلہ میں ہمیشہ باہر رہتا تھا یہاں تک کہ اس کو کبھی کلب بھی آنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ اس لئے مسز گراہم اکیلی ہی کلب آتی تھیں۔ وہ ایک نازک سی خوبصورت عورت تھی۔ اور ان کے چہرے پر بڑی عجیب اور دلکش مسکراہٹ ہمیشہ کھیلتی رہتی تھی اور آنکھیں تو چہرے سے بھی زیادہ مسکراتی تھیں۔ وہ بہت خوش لباس بھی تھی اور پھر کافی تعلیم یافتہ بھی۔ کلب کے سارے ہی ممبر اس کو مخاطب کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ہر ایک اس میں دلچسپی لیتا تھا۔ مگر وہ سب سے زیادہ دلچسپی عرفی میں لیتی تھی۔ وہ سارے کھیلوں میں حصہ لیتی تھی۔ اور جب رات کو تاش اور ساتھ ہی علمی قسم کی بحثیں ہونے لگتیں تو وہ جم کر بیٹھ جاتیں اور عرفی سے کھود کھود کر علمی موضوعات پر بحث کرتی۔ اتفاق یہ تھا کہ اس کو بھی سیاست ادب اور ادب ہی سے خاص لگاؤ تھا۔ چنانچہ ان مضامین پر بات کرنے کے لئے عرفی سے زیادہ اچھا ساتھی اس کو کہاں مل سکتا تھا۔ اور جب اس کو یہ معلوم ہو گیا کہ عرفی ابھی تک مجرد ہے تو ان سے اسے اور بھی دلچسپی ہو گئی۔ اکثر بحث ذاتیات پہ

ہو جاتی۔ عرفی اپنے مجرد رہنے کے وجوہ نہایت خوبی سے بیان کرتے۔ اور یہی حال عرفی کا تھا کہ جب ان کو معلوم ہوا کہ مسز گراہم "مس" نہیں بلکہ "مسز" ہیں تو وہ کچھ بے خوف ہو کر اس سے ملنے لگے۔ گھنٹوں ان دونوں میں ان کے پسندیدہ مسئلوں پر بحثیں ہوتیں۔ اکثر عرفی اپنے گھریلو معاملات بھی اس کو بتا دیتے۔ مگر یہ خیال ان کو ہر وقت لگا رہتا کہ کہیں لوگ عرفی اور مسز گراہم کے میل جول کو غلط نہ سمجھیں۔ اسی لئے وہ لوگوں کے سامنے کبھی کبھی کہہ دیتے "بھئی یہ مسز گراہم تو بری طرح مسلط ہو گئی ہے۔" اور اکثر مسز گراہم کو نظر انداز بھی کرنے کی کوشش کرتے۔ مگر بھلا وہ کہاں عرفی کا پیچھا آسانی سے چھوڑنے والی تھی۔

آج بھی جب مسز گراہم نے دیکھا کہ دوسرے سب لوگ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مصروف ہیں تو وہ عرفی کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگی۔

ایک دن مسز گراہم مسکراتی آنکھوں سے عرفی کی طرف دیکھ کر بولی۔ "تو مسٹر افغانی آپ نے زیبا کے اور حالات نہ بتائے۔ نہ جانے کیوں مجھے اس لڑکی سے ملنے کا بڑا شوق ہو گیا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ آپ کے رول کے مطابق کوئی عورت آپ کے گھر نہیں آ سکتی۔ ہر وقت آپ کو یہی غم کھائے جاتا ہے کہ کون کیا کہے گا۔ پھر آپ ہی بتائیے کہ زیبا سے ملاقات کیسے ہو گی۔"

عرفی نے بھی ہنس کر کہا: "نہیں آپ کے لئے تو میں نے اپنے بہت سے اصول توڑ دیئے ہیں۔ اب اور کیا آپ زیبا کے متعلق سننا چاہتی ہیں۔ بھئی یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ مجھے لڑکیوں کے متعلق بات کرنے کا زیادہ سلیقہ نہیں ہے اور پھر زیبا جیسی سر پھری لڑکی۔ خیر! آپ سے ضرور کسی دن ملاقات کرا دوں گا۔"

اسی وقت مسز گراہم کو جیسے کچھ یاد آ گیا ہو۔ اس نے بات کا رخ دوسری طرف موڑتے ہوئے کہا۔ "ہاں ایک بات یاد آئی کہ آپ نے مجھ سے ایک مرتبہ وعدہ کیا تھا کہ

ہم دونوں ایک ہفتہ کے لئے ساتھ دہلی چلیں گے۔ آج کل موسم بھی خوشگوار ہے اور سنا ہے وہاں نمائش بہت اچھی ہو رہی ہے تو کیوں نہ ہم اسی وقت جانے کا پروگرام بنائیں۔"

عرفی ذرا جز بز ہو کر بولے "ارے نہیں صاحب ایسے موقع پر دہلی جانا ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے اور آپ کو لوگ دیکھ کر نہ جانے کیا سوچیں۔ آج کل دہلی میں میرے بہت سے جان پہچان والے مل جائیں گے۔"

مسز گراہم نے اپنی چتون میں تمام تر رعنائیاں بھر کر ایک خاص انداز سے عرفی کی طرف دیکھا اور جواب دیا "یہ کیوں نہیں کہتے کہ جیسا وعدہ آپ نے مجھ سے کیا تھا نہ جانے کتنوں سے کر چکے ہوں گے یعنی آپ لوگوں کے وعدہ کا اعتبار کیا۔ یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ کوئی دیکھ لے گا! دیکھ لے گا تو کون سا غضب ہو جائے گا۔ میری تو سمجھ سے آپ کی باتیں باہر ہیں۔ آپ کس قدر عجیب فطرت کے انسان ہیں۔" یہ کہتے ہوئے اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ عرفی کے لئے یہ بہت بداخلاقی کی بات تھی کہ دوست کو ناراض کر دیا جائے۔ ذرا خوشامدانہ انداز میں بولے۔ "اچھا اچھا! چلیں گے صاحب۔ مگر ایک شرط کے ساتھ کہ سفر میں بھی اور دہلی کے قیام میں بھی ہم کسی پر یہ ظاہر نہ کریں گے کہ ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں یعنی الگ ٹھہریں ــــ الگ الگ سفر کریں گے۔ بولئے منظور ہے آپ کو۔"

مسز گراہم ذرا اٹھلا کر بولیں: "چلئے منظور ہے مگر ہم روزانہ ملا ضرور کریں گے۔"

"ہاں ہاں! ملیں گے تو ضرور۔ مسز گراہم آپ نہیں جانتیں کہ مجھ کو آپ کی صحبت میں کس قدر لطف آتا ہے۔ بات یہ ہے کہ ہر شخص کا مذاق یکساں نہیں ہوتا۔ اتفاق سے میرے اور آپ کے درمیان ذہنی ہم آہنگی بہت ہے۔ مگر دیکھئے دنیا کا بھی کچھ خیال کرنا ہی پڑتا ہے۔ اسی لئے میں ذرا محتاط رہتا ہوں اور بس۔"

مسز گراہم نے بظاہر خوش ہو کر عرفی سے دہلی جانے کا پکا وعدہ لے لیا اور کلب سے گھر جانے کو اٹھ کھڑی ہوئیں۔ عرفی نے مسز گراہم سے ہاتھ ملایا اور کہنے لگے "چلیے میں آپ کو آپ کے گھر چھوڑ دوں گا۔"

دونوں ساتھ باہر نکلے اور کچھ دیر کلب کے گیٹ پر کھڑے ہو کر دہلی کے پروگرام کے متعلق گفتگو کرنے لگے۔ مسز گراہم کو بڑا تعجب ہوا یہ دیکھ کر کہ ایک عجیب حلیہ کا آدمی ان دونوں کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔ وہ ایک موٹا اور بھدا سا چھوٹے قد کا انسان تھا۔ بد وضع سا گرم سوٹ پہنے تھا۔ چہرہ جس قدر لمبا تھا اسی قدر چوڑا بھی تھا۔ آنکھیں پر گوشت چہرے میں دھنسی جا رہی تھیں۔

عرفی تو نہ جانے کس خیال میں تھے۔ مگر مسز گراہم کو اس شخص کا اس طرح دیکھنا کچھ عجیب سا معلوم ہوا۔ اس نے عرفی سے باتوں کے درمیان کہا۔ ذرا دیکھنا یہ کون آدمی ہے برابر ہم لوگوں کو گھور رہا ہے۔"

عرفی نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا اور لاپروائی سے کہنے لگے "ہوگا کوئی۔ دراصل ہم لوگوں کو اس طرح سرِ راہ کھڑے ہو کر باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ جلدی سے موٹر میں بیٹھ جائیے۔ دیر بھی بہت ہو گئی ہے۔"

یہ کہتے ہوئے دونوں کار میں بیٹھ گئے۔ موٹر تیزی سے بھاگی جا رہی تھی۔ عرفی خود ہی اپنی گاڑی چلاتے تھے۔ اس وقت عرفی اور مسز گراہم بالکل خاموش تھے۔ شاید وہ دونوں ہی اپنے دہلی کے پروگرام کے متعلق سوچ رہے تھے۔ آخر کچھ دیر بعد عرفی نے یہ کہتے ہوئے خاموشی کو توڑا "آپ کا گھر آ گیا۔" مسز گراہم جلدی سے موٹر سے اتر گئیں۔ اس نے عرفی سے کچھ دیر بیٹھنے کو بھی نہیں کہا۔ کیوں کہ اس سے پہلے مسز گراہم کے کہنے پر عرفی یہ کہہ کر انکار کر چکے تھے کہ یہ ان کے اصولوں کے خلاف ہے۔ جب وہ خود کسی کو اپنے یہاں نہیں بلاتے تو خود کیسے کسی کے گھر جا سکتے تھے۔

اس خیال کے تحت مسز گراہم نے جلدی سے خدا حافظ کہا اور بہت تیز قدم رکھتی گیٹ کے اندر چلی گئیں۔

جب عرفی گھر پہنچے تو زیبا ایک لمبی کرسی میں بیٹھی کوئی انگریزی میگزین دیکھ رہی تھی۔ اس نے عرفی کو دیکھتے ہی رسالہ زور سے میز پر پٹک دیا اور کود کر عرفی کے سامنے کھڑی ہو کر شکایت کے لہجہ میں کہنے لگی۔ اُفوہ! عرفی آج کل تم بہت دیر میں گھر آتے ہو۔ کھانے کے لئے تم نے بہت ہی دیر کر دی۔ آخر تم کہاں رہ گئے تھے؟"

ایک تو عرفی کو زیبا کا اس طرح بے تکلفی سے ان کو "تم" کہہ کر مخاطب کرنا ہی بہت برا لگتا تھا۔ کیوں کہ ان کا خیال تھا کہ وہ عمر میں چونکہ زیبا سے بہت بڑے ہیں اس لئے اس کو ان کا احترام کرنا چاہئے۔ مگر وہ تو زیبا کی باتوں کو اب اکثر ٹال جانے کے عادی سے ہو گئے تھے۔ انھوں نے اس وقت بھی صرف اپنے چہرہ کو ذرا سنجیدہ بنا کر لاپروائی سے کہا "ہاں! واقعی آج ذرا دیر ہو ہی گئی"۔

"مگر تم اپنے دفتر میں اس وقت تک کیا کرتے رہے؟"

"نہیں تو! میں نے تم سے کب کہا کہ میں دفتر میں تھا۔ میں تو کلب گیا تھا۔ وہیں ایک دوست سے باتیں کرنے لگا۔ بس دیر ہو گئی"۔

"لیکن یہ بات تمھاری ذرا غیر اصولی ہے۔ خیر جاؤ معاف کیا"۔

عرفی نے زیبا کے اس جملہ پر ذرا برا سا منہ بنایا اور بغیر جواب دیئے اپنے کمرے میں لباس تبدیل کرنے چلے گئے۔ اور وہ سوچنے لگے کہ زیبا بری لڑکی نہیں ہے۔ صرف اس کی عادتیں ذرا خراب ہو گئی ہیں۔ بات یہ ہے کہ اس کی ماں زندہ نہ رہی کہ اس کو اچھی عادتیں سکھاتی۔ بیچارے قادر صاحب نے اس کو بے جا لاڈ پیار میں رکھا اور وہ بھی غیر شادی شدہ اور بچوں کی تربیت سے ناواقف تھے۔ اسی لئے اس کو بے جا حکومت کرنے کی عادت پڑ گئی۔ جہاں تک شکل صورت کا سوال ہے اس میں

شک نہیں کہ یہ لڑکی بلا کی حسین ہے۔ عرفی کا دھیان خاص کر اس کی آنکھوں کی طرف گیا جن میں حد سے زیادہ کشش تھی۔ رنگت ایسی ہے کہ جیسے بالکل تازہ کھلا ہوا گلاب ہو۔ بدن ابھی سے کس قدر سڈول ہے۔ قد نہ بہت لمبا ہے نہ بہت چھوٹا۔ اس پُرفریب سنہرے بال جیسے ریشم کے لچھے۔ مگر عرفی کو زیبا کا لباس ذرا بھی پسند نہ تھا۔ وہ اکثر سوچتے تھے کہ کاش زیبا ہندوستانی لڑکیوں کی طرح دو چوٹیاں بناتی۔ مگر اس کے بال تو کٹے ہوئے تھے۔ چہرے سے اس کی عمر زیادہ سے زیادہ پندرہ برس کی معلوم ہوتی تھی۔ عرفی یہ بھی سوچتے تھے کہ کتنا اچھا ہوتا اگر زیبا یا تو بالکل ننھی سی بچی ہوتی یا پھر ایک سمجھدار عورت ہوتی۔ انھیں خیالات میں کھوئے ہوئے وہ ٹہلتے ہوئے ملاقات کے کمرے میں پہنچ گئے۔ اچانک کمرے کی کھلی ہوئی کھڑکی سے ان کی نگاہ باہر کی طرف سامنے رینگ گئی۔ سامنے شبانہ کے گیٹ پر ان کو وہی آدمی نظر آیا۔ جس کو انھوں نے کلب سے چلتے وقت دیکھا تھا۔ عرفی کو اس وقت اس شخص کو یہاں دیکھ کر کچھ تعجب سا ہوا۔ اور انھوں نے اسی وقت اپنے شک کو رفع کر لینا مناسب سمجھ کر نظامو سے اس بابت معلوم کیا۔ نظامو نے جواب دیا۔ حضور میں ان صاحب کو خوب جانتا ہوں۔ یہیں اپنے پڑوس میں تو رہتے ہیں۔ سی۔ آئی۔ ڈی۔ کے محکمہ میں کام کرتے ہیں۔"

"سی۔ آئی۔ ڈی۔ کے محکمہ میں کام کرتے ہیں۔" عرفی نے عجیب طرح سے نظامو کا جملہ دہرایا اور پھر نظامو سے پوچھا۔ "کیا نام ہے ان کا اور اس وقت ہمارے گیٹ پر کیوں ٹہل رہے ہیں؟"

"حضور ان کا نام تو غفران صاحب ہے۔ مگر اب یہ میں کیسے بتا سکتا ہوں کہ ہمارے گھر کے سامنے کیوں ٹہل رہے ہیں۔"

زیبا عرفی کے پیچھے ہی کرسی پر بیٹھی میگزین دیکھ رہی تھی۔ غفران کا نام اسکو

بہت ہی عجیب لگا اور وہ آوازسے ہنس پڑی۔ مگر عرفی نے سوچا کیوں نہ ان حضا
داسی وقت بلاکر ان سے دریافت کرلوں کہ ان کی یہاں موجودگی کا مقصد کیا
ہے۔ لہذا انھوں نے نظامو سے کہا "ان کو کچھ دیر کے لئے اندر بلالو۔ میں ان سے
کچھ پوچھنا چاہتا ہوں"
"ابھی بلاتا ہوں حضور" یہ کہتا ہوا نظامو گیٹ کی طرف دوڑتا ہوا چلا
گیا۔

پانچواں باب

عرفی کے لئے یہ بات بہت تعجب خیز تھی کہ ایک سی۔ آئی۔ ڈی۔ کا آدمی کیوں آج ان کو اس طرح گھور رہا تھا۔ اور پھر اتنی رات گئے کیوں ان کے گیٹ پر ٹہل رہا تھا۔ لہذا وہ اپنے دل میں کچھ بے چینی سی محسوس کر رہے تھے۔ نظامو کے چلے جانے کے بعد انھوں نے نظر اٹھائی تو زیبا کو بدستور کرسی پر بیٹھے رسالہ کی ورق گردانی میں محو پایا۔ وہ زیبا کی موجودگی میں کسی اجنبی کو ملاقات کے کمرے میں نہ بلانا چاہتے تھے۔ لہذا انھوں نے زیبا سے کہا "زیبا مہربانی کر کے دوسرے کمرے میں چلی جاؤ۔ میں ذرا ایک شخص سے ملنا چاہتا ہوں" یہ سن کر زیبا زیر لب مسکراتی ہوئی دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

نظامو نے جب عرفی کو یہ کہتے سنا کہ ان کو اندر لے آؤ تو اسے تعجب سا ہوا۔ کیوں کہ عرفی ملاقات کے کمرے میں اپنے دوستوں ہی سے ملتے تھے۔ پھر بھی اس نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ کچھ دیر بعد مسٹر غفران عرفی کے ملاقات کے کمرے میں بیٹھے مسکرا کر عرفی سے اپنا تعارف یوں کرا رہے تھے۔ بندے کو غفران کہتے ہیں اور جناب کا نام میں اچھی طرح جانتا ہوں" عرفی نے ان سے ہاتھ ملایا اور یوں گفتگو شروع ہوئی۔

"مجھے آج ہی معلوم ہوا کہ آپ میرے پڑوسی ہیں۔ بڑی خوشی ہوئی آپ سے

مل کر۔ دراصل میں بہت مصروف رہتا ہوں اسی لئے ذاتی ملاقاتوں کا بہت کم موقع ملتا ہے۔ کہئے کتنے دن سے آپ یہاں رہ رہے ہیں اور کیا کام کرتے ہیں؟"

"صاحب منہ دیکھی تعریف نہیں مگر مجھے آپ سے ملنے کا بہت شوق تھا۔ بس موقع کی تلاش میں تھا۔ اس شہر میں اس قدر نیک نام شاید ہی کوئی دوسرا ہو جیسے کہ آپ ہیں۔ کیوں نہ ہو آپ ایک بہت ہی معزز اور عالی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور میں محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی میں کام کرتا ہوں۔ یہ پیشہ مجھے بہت ہی پسند ہے۔ کیوں کہ یہ پیشہ بہت دلچسپ ہے۔ یعنی آدمی کو ہر روز ایک نئی شخصیت میں دلچسپی لینی پڑتی ہے۔"

"جی ہاں مشغلہ تو بہت اچھا ہے۔ مگر کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آج کل آپ کس شخصیت کو اپنا تختہ مشق بنا رہے ہیں؟"

مسٹر غفران نے بہت سادگی سے جواب دیا "ایک شخص ہے ایکٹر ڈاکو اسی کو پکڑنے کا کام میرے محکمہ نے میرے سپرد کر رکھا ہے۔"

یہ سنتے ہی عرفی کی جان میں جان آئی اور انھوں نے کہا "ہاں میں نے اس ڈاکو کے بارے میں اکثر اخباروں میں پڑھا ہے۔ یہ وہی شخص ہے نا جو اکثر مختلف لوگوں کی شکل بنا کر بہت آسانی سے اپنا کام کر جاتا ہے۔"

"جی ہاں آپ نے بہت ٹھیک سمجھا۔ وہی ہے۔ اسی لئے لوگوں نے اس کا نام ہی "ایکٹر" رکھ دیا ہے۔ ارے صاحب اس صفائی سے وہ دوسروں کا حلیہ بنا لیتا ہے کہ آپ کو کیا بتاؤں۔ ہوشیار سے ہوشیار آدمی بھی اس کو نہیں پہچان پاتا۔"

غفران تو ایکٹر ڈاکو کے بارے میں بتا رہے تھے مگر عرفی کو یہ خیال آرہا تھا کہ اگر خود اس کی کوئی نقل اتارنا چاہے تو اسے کیا کرنا پڑے گا۔ صرف ایک چھوٹی سی

کالی داڑھی کافی ہوگی۔ غفران کہہ رہے تھے۔ "ابھی حال ہی کا قصہ ہے کہ اس نے ایک بینک کے منیجر کا ایسا میک اپ کیا کہ بایدوشاید اور اس طرح دس ہزار روپے اڑانے میں کامیاب ہوگیا اور کوئی اس کو نہ پہچان سکا۔ حد یہ ہے کہ وہ کلرک بھی جو روزانہ منیجر صاحب کو دیکھتے تھے دھوکا کھا گئے۔"

"اچھا! اچھا یہ تو یہ سمجھ گیا کہ آپ اس ڈاکو کو پکڑنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر صاحب یہ تو بتا دیجئے کہ اس کا مجھ سے کیا واسطہ ہے۔"

"صاحب آپ بھی ایک بینک کے منیجر ہیں۔ میں صرف آپ کو قریب سے دیکھنے کی کوشش کر رہا ہوں تاکہ اگر کسی وقت وہ آپ پر ہاتھ صاف کرنا چاہے تو کم از کم میں تو اسے پہچان ہی لوں۔"

اب عرفی غفران کو کچھ بیوقوف سمجھ رہے تھے اور ان کی باتوں سے عرفی کو کچھ الجھن سی ہو رہی تھی۔ لہٰذا انھوں نے گفتگو کو مختصر کرنے کے لئے کہا۔ "خیر چھوڑیئے اس چکر کو۔ کو آپ سگریٹ سے شوق فرمائیے۔" اور عرفی نے غفران کی طرف سگریٹ کا ڈبہ بڑھا دیا۔ غفران نے شکریہ کے ساتھ سگریٹ لے لی مگر انھوں نے یہ کہہ کر سگریٹ اپنی جیب میں رکھ لی کہ "میں اچھی سگریٹ ہمیشہ اطمینان سے لیٹ کر پیتا ہوں۔" عرفی زیرِ لب مسکرا دیئے۔ اسی دوران غفران جانے کی اجازت لینے کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

تقریباً آدھ گھنٹے بعد زیبا جب کمرے میں داخل ہوئی تو اس نے دیکھا کہ عرفی کسی گہری سوچ میں کارنس کے پاس خاموش سر جھکائے کھڑے ہیں۔ زیبا نے عرفی سے پوچھا۔

"یہ عجیب الخلقت آدمی کون تھا؟"

عرفی اپنے خیالات سے چونک پڑے اور بولے۔ "یہ ایک صاحب ہیں جن کا پیشہ جاسوسی ہے۔ اور یہ ایک ایسے چور کو پکڑنے کی کوشش کر رہے ہیں جس نے حال ہی میں دس ہزار روپیہ چرا لیا ہے۔"

اچھا کہہ کر زیبا بھی کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ اس کو معاً طارق کا خیال آیا کہ جس نے اس کو دس ہزار روپے دیئے تھے اور پھر زیبا نے وہ روپیہ بغیر باقر صاحب کو بتائے اپنے پاس رکھ لیا تھا۔

چھٹا باب

یہ عجیب بات تھی کہ زیبا کو پہلی ہی ملاقات میں فیضی بہت بہت پسند آئے۔ اسے ان کی صحبت میں بڑا لطف آتا تھا۔ وہ اس چنچل نوجوان کو بہت پسند کرنے لگی تھی۔ فیضی کی باتیں زیبا کو بہت جاندار معلوم ہوتی تھیں۔ فیضی کی مسکراتی ہوئی آنکھیں جن سے ہر وقت ایک خاص قسم کی شوخی برستی تھی۔ زیبا کو بہت بھلی لگتی تھیں۔ جب بھی وہ عرفی کے گھر آتا زیبا اس سے گھنٹوں باتیں کرتی۔ اکثر اسے لے کر سنیما بھی ہو آتی۔ اور جب بھی فیضی گھر آتا تو زیبا اسی کے ساتھ باتوں میں لگ جاتی۔ اس طرح کچھ دیر کے لئے عرفی کو سکون مل جاتا تھا ورنہ تو عرفی کے لئے زیبا ایک مستقل دردِ سر بنی رہتی تھی۔ مثلاً عرفی کو اس کے لباس ہی سے ایک الجھن ہوتی رہتی تھی۔ وہ چاہتا بھی تھا اور اس سے کہہ بھی چکا تھا کہ اگر وہ پتلون اور بلاؤز کے بجائے شلوار اور فراک کے ساتھ دوپٹہ بھی اوڑھا کرے تو یہ لباس کہیں زیادہ شریفانہ معلوم ہو۔ لیکن زیبا! وہ تو اس کی بات ہمیشہ ہنس کر ٹال جاتی اور اکثر تو نہایت لاپروائی سے جواب دے دیتی کہ "مجھے کچھ غیر شریفانہ باتیں زیادہ دلچسپ معلوم ہوتی ہیں۔

بہرحال آج بھی جب فیضی اور زیبا کے قہقہے ملاقات کے کمرے میں گونج رہے تھے تو اچانک عرفی کو کچھ خیال ہوا اور وہ بھی اپنی لائبریری سے اٹھ کر ملاقات کے کمرے میں آئے اور بہت سنبھل کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے ایک ہلکی کھانسی

ے اپنا گلا یوں صاف کیا کہ جیسے ان کو کسی عام میٹنگ کو خطاب کرنا ہو اور بولے: "دیکھو زیبا میرا خیال ہے تم فیضی کو کافی عقل مند سمجھتی ہو۔ لہذا آج ایک بات کا فیصلہ فیضی کے ہی ہاتھ رہا۔ کہ فیضی ایمانداری سے بتائیں کہ تمھارا میرے ساتھ تنہا رہنا جب کہ میرے گھر میں کوئی عورت نہیں ہے کہاں تک مناسب ہے۔"

فیضی نے جواب میں ایک منٹ سوچے بغیر تڑسے کہا: "عرفی بھائی! میرے خیال میں تو آپ جیسے خشک آدمی کے ساتھ زیبا کا رہنا ہر طرح مناسب ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے گھر کی دیکھ بھال کے لیئے ایک عورت کی شدید ضرورت ہے۔ پھر زیبا کوئی غیر نہیں بلکہ آپ کی بہن ہے۔ عرفی بھیا! برا نہ ماننا جب سے زیبا آئی ہے تمھارے گھر میں گویا رونق آگئی ہے۔ ورنہ تو تمھارا گھر کم از کم مجھے تو ایک مقبرے کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ سچ کہتا ہوں اب میرا یہاں آکر خوب جی لگ جاتا ہے۔"

"مگر تم لوگ یہ بالکل خیال نہیں کرتے کہ دنیا کی نظر میں یہ بات قابلِ اعتراض۔۔۔"

فیضی نے جھٹ عرفی کی بات کاٹی: "مگر آپ تو مجھے اس بات پر بارہا لکچر دے چکے ہیں کہ انسان کو ہمیشہ اپنی مرضی پر چلنا چاہیئے۔ دوسروں کا اپنے ذاتی معاملوں میں کوئی خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ اور آپ نے یہ بھی کہا تھا کہ یہی ایک معمولی اور ایک سمجھدار آدمی میں فرق ہوتا ہے۔"

عرفی نے برا سا منھ بنا کر کہا: "واہ میاں! تم بھی کہاں کی بات کہاں لے بیٹھے ہو۔ کہیں ہماری روزمرّہ کی زندگی میں فلسفہ چلتا ہے۔"

"سچ کہتا ہوں کہ آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ آپ کو زیبا جیسی ذہین اور ہوشیار لڑکی گھر بیٹھے مل گئی ہے جو نہایت سلیقہ سے آپ کا گھر چلا رہی ہے۔ مگر میرے

خیال میں آپ کو اس کے عوض میں زیبا کچھ ضرور دینا چاہیئے"
زیبا جو دونوں بھائیوں کی باتوں کو بہت دلچسپی اور مسکراہٹ کے ساتھ خاموشی سے سن رہی تھی. فیضی کے اس جملہ پر جلدی سے بول اٹھی " مگر فیضی! عرفی نے تو آج تک مجھ سے کبھی پوچھا بھی نہیں کہ کیا مجھے کسی چیز کی ضرورت ہے"
اب عرفی کو بھی خیال آیا کہ واقعی انھوں نے زیبا غریب کو سوائے برا بھلا کہنے یا نصیحت کرنے کے آج تک یہ نہ کیا تھا کہ اس کو کبھی کچھ دینے کی بھی کوشش کرتے یا کم از کم اس سے کبھی دریافت تو کرتے کہ اس کو کچھ روپئے وغیرہ کی ضرورت ہے. اس لئے انھوں نے ذرا جھینپتے ہوئے کہنا شروع کیا " سچ کہتا ہوں زیبا میں اپنی غلطی کو مانتا ہوں. معاف کرنا انسان ہی سے بھول ہوتی ہے. تم کو واقعی اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتاؤ یا کچھ روپیہ کی ضرورت ہو تو مجھ سے لے کر اپنے پاس رکھ لو تاکہ وقت پر تمھارے کام آسکے"
زیبا کو عرفی کی معصومیت پر بہت ہنسی آئی اور کہنے لگی " عرفی سچ مچ تم بہت ہی سیدھے انسان ہو، بھلا مجھے روپیہ کی کیا ضرورت. تمھارے گھر میں ہر چیز موجود رہتی ہے"
" تب تم نے فیضی سے اس کی شکایت کیوں کی؟"
" بات یہ ہے عرفی! کہ انسانی فطرت بڑی عجیب ہے. ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کی ہمدردی حاصل کرے. یہی خواہش کبھی کبھی مجھے بھی ستانے لگتی ہے. مگر تم جانتے ہو. میری زندگی ایسی ہے کہ مجھ سے ہمدردی برتنے والے بہت کم ہیں. اگر کوئی مجھ پر عاشق ہو جاتا تو شاید مجھے ایک ہمدرد مل جاتا. مگر تم جانتے ہو مجھے عاشق بھی میسر نہیں"
عاشق کا اس قدر بے باکی سے تذکرہ عرفی کو نہایت برا معلوم ہوا اور وہ سوچنے

لگا کہ زیبا کس قدر بے حیا لڑکی ہے۔ شرم و حیا اس کو چھو کر بھی نہیں گئی ہے۔
فیضی تو اٹھ کر جا چکے تھے مگر زیبا اب بھی عرفی سے باتیں کرنے اور ستانے پر آمادہ
تھی۔ اس نے عرفی پر ایک اور حملہ کیا اور نہایت سادہ لوحی سے دریافت کیا۔
"کیوں عرفی ایک بات سچ سچ بتاؤ کہ تم نے کبھی کسی سے محبت کی ہے؟"
" افوہ! زیبا بس تم نے حد کر دی۔ نہیں بہن میں نے کبھی کسی کو اس نظر سے
نہیں دیکھا۔"
" سچ کہتی ہوں عرفی! مجھے یہ بات معلوم کر کے بہت اطمینان ہوا۔ بھئی اس
میں حد کرنے کی کیا بات ہے۔ میں تمھارے ساتھ رہتی ہوں۔ قدرتی طور سے مجھے
تمھارے بارے میں معلوم کرنے کا شوق ہونا چاہیئے۔"
" تمھاری گفتگو کا انداز اور سوچنے کا طریقہ بہت ہی عجیب ہے۔ بہر حال کیا
یہ ضروری ہے کہ ہر شخص محبت کرے۔"
" بالکل ضروری ہے عرفی! محبت کرنا ایک قدرتی جذبہ ہے۔ اور اس کا حق
ہر انسان کو ہے۔ اس میں شرم کی کوئی بات نہیں۔ مثلاً مجھے ہی اس بات کی بڑی
شدید خواہش ہے کہ مجھے چاہے اور مجھ سے کوئی محبت کرے اور میں اس کی ہمدردیاں حاصل
کر سکوں۔ اب مجھے تو تعجب ہے کہ یہی سوال تم نے مجھ سے کیوں نہیں کیا۔"
عرفی نے اس بحث کو ختم کرنے کے لئے بہت سنجیدگی سے کہا۔" مگر مجھے تمھ
محبتوں سے اور تم سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ لہٰذا میں یہ سوال کیوں کروں۔"
" اچھا یہ بات ہے۔ سچ بتانا کیا تمھیں مجھ سے ذرا سی بھی ہمدردی نہیں!
ذرہ بھر بھی نہیں۔"
اور یہ کہہ کر زیبا نے اپنی مسکراتی آنکھیں عرفی کے چہرہ پر گاڑیں۔ مگر عرفی
سمجھتے تھے کہ اس وقت زیبا ان کا مذاق اڑانے کے موڈ میں ہے۔ اس کا یہ بحث

کرنے کا مقصد ہی یہی تھا۔ لہٰذا انھوں نے سنجیدگی کو برقرار رکھتے ہوئے کہا "اچھا اچھا بس کرو۔ میرے پاس بیکار وقت نہیں ہے۔"

زیبا نے بھی اس وقت یہی مناسب سمجھا کہ عرفی کے دماغ کو ہلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آج کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ اس لئے بات کا رخ بدلتے ہوئے اس نے کہا۔

"اچھا عرفی صرف ایک سوال کا جواب اور دے دو پھر تمھارا وقت خراب نہیں کروں گی۔ یہ بتادو کہ کل جو موٹا اور بھدا سا آدمی تم سے باتیں کر رہا تھا وہ کس شخص کی تلاش میں ہے؟"

"تم سے میں نے بتا تو دیا تھا کہ وہ ایک ایسے آدمی کی تلاش میں ہے جس نے ایک بینک سے دس ہزار روپیہ چوری کیا ہے اور اس کا نام ہے "ایکٹر ڈاکو"۔

زیبا نے بھی اطمینان کی سانس لی کہ یہ طارق کے روپیہ کا قصہ نہیں ہے۔ اور اس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا کہ کیا اب تم باہر جاؤ گے — تمھاری واپسی کب ہوگی؟"

عرفی کو زیبا کا یہ سوال بہت برا لگا کیوں کہ ان سے آج تک کسی نے یہ نہ پوچھا تھا کہ کب جاؤ گے اور کب آؤ گے۔ وہ تو ایک آزاد آدمی تھا۔ وہ اتنی پابندی کیوں گوارہ کرتا۔ انھوں نے چڑھ کر زیبا کو جواب دیا " دیکھو زیبا! آج تک زندگی میں مجھ سے کسی نے میرے جانے آنے کے متعلق بازپرس نہیں کی ہے۔"

"ارے واہ! بالکل غلط۔ میں تو تم سے یہ سوال روز ہی کرتی ہوں اور شاید آیندہ بھی کرتی رہوں گی۔ اس میں برا ماننے کی کیا بات ہے۔"

"یہی میرا مطلب ہے کہ سوائے تمھارے آج تک مجھ سے کسی نے یہ سوال نہیں کیا ہے کیوں کہ میری زندگی آزاد قسم کی ہے اس میں اس سوال کی گنجائش ہی

نہیں ہے۔"

"میں نے تم سے کوئی باز پرس تھوڑی کی ہے۔ میں تو صرف کھانے کے وقت کی وجہ سے پوچھ رہی تھی۔" اس وقت زیبا کو عرفی کی یہ بدمزاجی کھل گئی۔ عرفی نے قدرے ناگوار لہجہ میں جواب دیا۔" ہوسکتا ہے میں کھانے پر نہ بھی آؤں۔" اپنا جملہ پورا کرتے ہوئے وہ کمرے سے نکل گئے۔ کیوں کہ آج کل واقعی ان کو اپنے دفتر میں ذ زیادہ مصروفیت تھی۔

ساتواں باب

دفتر کا کام ختم کرکے عرفی سوچنے لگے کہ یہ مسز گراہم بھی عجیب ضدی عورت ہے۔ نہ جانے میرے ہی سر کیوں ہوگئی ہے۔ اور پھر اس وقت دہلی جانے کا اس کا اصرار تو مجھے بہت کھل رہا ہے۔ میں اس سے جانے کا وعدہ تو کرچکا ہوں مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر کسی جانتے والے نے مسز گراہم کے ساتھ دہلی میں دیکھ لیا تو دوستوں اور ملنے والوں کو مذاق کا ایک موضوع مل جائے گا اور ایک قسم کی بدنامی ہوجائے گی۔ سوچتا ہوں کہ مسز گراہم سے کسی سرکاری کام کا بہانہ کرکے دہلی جانے سے انکار کردوں۔ مگر یہ غیر ملکی عورتیں بڑی بے ڈھب ہوتی ہیں۔ کہیں وہ میری اس وعدہ خلافی کا تذکرہ کلب میں نہ کردے۔ اس سے بات تو اور بھی بڑھے گی۔ دوسری ترکیب یہ ہے کہ اپنے حلیہ میں کچھ تبدیلی کرلوں تاکہ کوئی مجھے پہچان ہی نہ سکے۔ مثلاً یہ کہ دہلی جانے سے پہلے ایک بالکل نیا سوٹ بنوالوں اور اس کو دہلی جاکر ہی پہنوں اور اپنی داڑھی کا بھی صفایا کردوں۔ اس سے دو فائدے ہوں گے۔ ایک تو کوئی مجھے پہچان نہ سکے گا۔ دوسرے مسز گراہم بھی خوش ہوجائیں گی کہ میں نے اس کی مرضی کے مطابق داڑھی صاف کردی۔ کیوں کہ وہ اکثر کہا کرتی ہے کہ اگر میں داڑھی نہ رکھوں تو بہت خوبصورت دکھائی دوں گا۔ ویسے بھی داڑھی صاف کرنے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کیوں کہ میں نے داڑھی کوئی مذہبی خیال سے تو رکھی نہیں ہے بلکہ یہ تو بس یونہی رکھ لی تھی۔ تو آج ہی دفتر

سے جاتے ہوئے اپنے درزی کو نئے فیشن کے ایک سوٹ کے لئے آرڈر دے دوں
تاکہ مجھے وہ دہلی جانے سے قبل ٹھیک وقت پر مل جائے۔ یہی سوچ کر عرفی دفتر سے
سیدھے اپنے درزی کی دکان پر پہنچے اور اس سے دریافت کیا۔ یہ بتاؤ ماسٹر
کہ آج کل فیشن کے لحاظ سے کون سا کپڑا زیادہ چل رہا ہے۔ اس نے فوراً ایک کپڑا
نکال کر سامنے ڈالتے ہوئے کہا " حضور بس یہ تھان ہاتھوں ہاتھ جا رہا ہے
امریکن ڈیزائن ہے نا!"

عرفی نے کپڑا ہاتھ میں لے کر مل کر دیکھا۔ پھر ذرا منہ بنا کر کہا " بھئی یہ تو مجھے
بڑا شوخ لگتا ہے۔"

حضور چونکہ آپ نے آج کل کے فیشن کا کپڑا مانگا تھا اسی لئے میں نے یہ دکھا
دیا ویسے آپ کی پسند کی چیزیں بہت ہیں۔ حکم کریں تو حاضر کروں۔" عرفی زیادہ وقت
دکان پر صرف نہیں کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے بات کو مختصر کرتے ہوئے
کہا " اچھا اسی کپڑے کا بناؤ۔ بتاؤ ہمارے اوپر عجیب تو نہ لگے گا۔"

" حضور بھی کیا بات کرتے ہیں۔ جو کپڑا آپ پہنیں بھلا وہ برا لگ سکتا ہے۔
اجی سرکار کھل اٹھے گا سوٹ اور ایسا فٹ بنا کر دوں گا کہ خود آپ بھی تعریف کریں
گے۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے عرفی کی ناپ لے کر یہ بھی دریافت کر لیا کہ ان کو کس دن
سوٹ مل جائے۔ جب عرفی درزی کی دکان سے نکل رہے تھے تو معاً ان کو خیال آیا
کہ اگر میری غیر موجودگی میں کوئی سرکاری کام آپڑا یا کوئی نجی ضرورت ہوئی تو کسی دوسرے
آدمی کو یہ ضرور معلوم ہونا چاہئے کہ میں کہاں گیا ہوا ہوں۔ پہلے تو انھیں زیبا کا خیال
آیا پھر فوراً انھوں نے زیبا کو یہ بتانا مناسب نہ سمجھا کہ وہ دہلی گھومنے جا رہے
ہیں۔ کیوں کہ وہ ضرور بال کی کھال نکالے گی۔ اور اگر اس کو یہ معلوم ہو گیا کہ عرفی

ایک دوست، وہ بھی کسی خاتون کے ساتھ دہلی جا رہے ہیں تو نہ جانے کیا مطلب نکالے۔ لہٰذا انھوں نے سوچا کہ میں یہ بات فیضی کو بتا دوں تو حرج نہیں ہے۔ اس کو اگر مسز گراہم کے ساتھ جانے کے بارے میں بھی بتا دوں گا تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ وہ عرفی کو خوب جانتے ہیں اور دوسرے یہ کہ وہ بوقت ضرورت بتا بھی سکیں گے کہ میں کہاں گیا ہوں۔ سارے پہلوؤں پر غور کر کے عرفی سدھے فیضی کے گھر پہنچے۔ فیضی عرفی کی اپنے گھر بے وقت اور بظاہر بلا وجہ آمد پر متحیر ہوا۔ اور اس سے پہلے کہ عرفی اطمینان سے کرسی پر بیٹھ جائیں۔ فیضی کی جلد باز طبیعت نہ مانی، انھوں نے حیرت سے سوال کیا۔ "کہو بھائی کیا معاملہ ہے۔ خیر تو ہے۔" عرفی نے حسب عادت آہستہ آہستہ بولنا شروع کیا۔ "آج ایک ضرورت سے تمھارے پاس آیا ہوں۔ مجھے اس وقت تم سے ایک کام لینا ہے۔"

اب فیضی کی فطری شوخی عود کر آئی اور وہ مسکرا کر بولے۔ "دنیا میں انسان کے لئے دو ہی وقتوں میں کسی دوسرے آدمی کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک تو جب وہ عاشق ہو جاتا ہے دوسرے جب ضرورت مند ہوتا ہے — عرفی بھائی کو روپیہ کی ضرورت ہو تو یہ ناممکن ہے۔ لہٰذا عشق کا ہی معاملہ ہو سکتا ہے۔ کیا پوچھ سکتا ہوں کہ وہ خوش قسمت کون ہے؟"

عرفی نے کچھ ہچکچاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "تم اطمینان رکھو مجھے ان دونوں ضرورتوں میں سے ایک بھی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ ایک دوسرا ہی معاملہ ہے اتنا کہہ کر عرفی پھر رک گئے وہ کچھ اور کہنے میں ہچکچا رہے تھے کہ بات کو کس طرح شروع کریں کہ فیضی نے معاملہ کی نزاکت سمجھتے ہوئے کہا۔ "تو کیا کوئی بات زیبا کے متعلق دریافت کرنا ہے؟"

عرفی جلدی سے سنبھل کر بیٹھ گئے اور بولے "ارے نہیں بھائی! زیبا سے میرے

بھی معاملات کا کیا تعلق۔ دراصل معاملہ یہ ہے" کہہ کر عرفی نے اپنی اور مسز گراہم سے دوستی سے لے کر دہلی جانے کی اسکیم تک بہت سمجھا کر تفصیل سے فیضی کو بتا دیا۔ اور یہ بھی بتایا کہ وہ فیضی کے سپرد کیا کام کرنا چاہتے ہیں۔ فیضی نے بلا بیچ میں بولے نہایت توجہ سے خلاف عادت عرفی کی پوری بات سنی اور پھر بولے۔" پہلے یہ بتایئے کہ مسز گراہم کون ہے اور وہ کیسی ہے" عرفی نے جواب دیا" بھئی یہ تو میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔ اس کے بارے میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ کلب کی ایک ممبر ہے۔ اور خاصی ذہین عورت ہے۔ اس کے اور میرے شوق اتفاق سے ایک ہی ہیں۔ اور بس۔ ویسے ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ اچھی خاصی خوبصورت عورت ہے"۔

فیضی معنی خیز انداز میں مسکرا کر بولے۔" وہ تو میں سمجھ گیا کہ وہ یقیناً "خاصی" نہیں "بلکہ بہت ہی خوبصورت ہوگی اور ساتھ ہی زبردست کشش کی مالک ہوگی۔ تب ہی تو آپ کے منھ سے اس بچاری کے لئے اتنی تعریف میسر آئی ہے اور پھر ساتھ ہی آپ کی ہم نشینی بھی۔ مگر بھائی میں نے جہاں تک اس مسئلہ پر غور کیا ہے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ کو دہلی اس کے ساتھ قطعی نہیں جانا چاہیئے"۔

عرفی کی پیشانی پر تعجب سے سلوٹیں پڑ گئیں۔ اور انھوں نے جواب دیا" نہ جاؤں! کیوں؟ میں مسز گراہم سے وعدہ کر چکا ہوں۔ کیسی بچوں کی سی باتیں کرتے ہو۔ اب نہ جانے کا تو سوال ہی نہیں ہے"۔

مگر فیضی نے ٹھیک عرفی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا" بات یہ ہے کہ اگر آپ کو کسی جاننے والے نے مسز گراہم کے ساتھ دیکھ لیا تو واقعی یہ بدنامی کی بات ہوگی اور پھر آپ کو زیبا کا بھی کچھ خیال کرنا چاہیئے"۔

عرفی کو فیضی کے خیالات پر اس وقت بڑا تعجب ہوا اور بار بار زیبا کے تذکرہ سے الجھ کر بولے" میری یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ تم زیبا کو میرے ذاتی معاملات میں کیوں لے آئے

"یہ کوئی نہ سمجھنے کی بات ہے۔ اب تو سب یہ جانتے ہیں کہ زیبا آپ کے ساتھ رہتی ہے۔ اگر کسی بات میں بدنامی ہوگی تو اس کا اثر زیبا پر بھی ضرور پڑ سکتا ہے۔ یعنی وہ ایک کنواری لڑکی ہے۔ آخر اس کی شادی ہونی ہے۔ پھر اس کا تعلق تو ہمارے ہی خاندان سے ہے۔"

"تو پھر زیبا کو میرے ساتھ رہنا نہیں چاہئے۔ میں تو خدا سے چاہتا ہوں کہ وہ میرا گھر چھوڑ کر چلی جائے۔ سچی بات یہ ہے کہ میں اپنا ہر معاملہ طے کرتے وقت زیبا کے متعلق نہیں سوچنا چاہتا ہوں۔ آخر زیبا میرے راستہ میں آئے ہی کیوں۔ بہر حال اس بات سے زیبا کا کوئی تعلق نہیں۔ یہ بتاؤ کہ زیبا کو یہ سب باتیں بتائے بغیر کیا تم میرے کام آسکتے ہو یا نہیں۔" جملہ پورا کرتے ہوئے عرفی کچھ جھنجھلا گئے تھے۔

فیضی نے عرفی کے کڑے تیور دیکھ کر زیبا کے متعلق کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا۔ اور کہنے لگے "مگر شاید آپ کی غیر موجودگی میں کوئی اس قسم کی ضرورت نہ ہوگی کہ آپ کو خبر کرنے کی ضرورت پڑے۔ ہاں یہ تو بتا دیجئے کہ آپ نے زیبا سے اپنے باہر جانے کے بارے میں کیا بتایا ہے۔"

عرفی نے پھر تنک کر کہا۔ "تم بار بار کیوں یہ سوال کر رہے ہو۔ زیبا سے میں کچھ بھی کہہ دوں گا۔ تمھیں اس کے لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔" عرفی نے یہ بات تو کہہ دی مگر ان کو یہ احساس فوراً ہوا کہ واقعی یہ دوسری مہم سر کرنا ہوگا۔ کیونکہ زیبا سے بہانہ بنا کر چھٹکارا پانا آسان نہیں ہے۔ آخر انھوں نے اس معاملہ میں فیضی کی رائے لینا مناسب سمجھی۔

اچھا تم ہی بتاؤ کہ زیبا سے اپنے جانے کے بارے میں کیا کہہ دوں۔ کیونکہ باتیں بنانے میں تم ماہر ہو اور میں اس میدان ہوں بالکل اناڑی۔"

فیضی عرفی کی معصومیت پر مسکرا کر بولے۔ "آپ کی تعریف کا بندہ شکریہ ادا

کرتا ہے۔ آپ نے مجھ ناچیز میں کوئی بات تو ضرور دیکھی ہوگی کہ میری ناقص رائے کی ضرورت پڑی۔ وہ بھی آپ جیسے سمجھدار انسان کو۔ خیر میرے خیال میں آپ اس سے اتنا ہی کہہ دیجئے کہ آپ ایک سرکاری کام سے باہر جا رہے ہیں۔"

عرفی نے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔" مجھے دراصل جھوٹ بولنے میں بہت کوفت محسوس ہوتی ہے مگر تم نے یہ نہیں سوچا کہ اگر اس نے یہ پوچھ لیا کہ کہاں جا رہا ہوں تو مجھے کیا کہنا چاہئے۔"

"یہ تو بہت آسان ہے۔ دہلی ہی کا نام لیجئے۔"

گھر لوٹتے وقت عرفی یہی سوچتے آ رہے تھے کہ زیبا بھی عجیب لڑکی ہے۔ بیکار میں میرے لئے کوفت کا سامان بن گئی۔ آخر میں کیوں اپنے آنے جانے کے بارے میں لوگوں کو جھوٹی باتیں بتاتا پھروں۔ پھر میں ایک آزاد آدمی ہوں۔ اسی لئے اس لڑکی کو اپنے راستہ کا کانٹا سمجھنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔"

عرفی نے گھر پہنچ کر سیدھے لائبریری کی راہ لی۔ اپنا کچھ لکھنے پڑھنے کا کام کیا۔ ڈاک دیکھی۔ پھر ایک پرچہ پر اپنے کل کام نوٹ کئے۔ نگران کو سخت فکر اسی بات کی تھی کہ اس وقت بنک کا پندرہ ہزار روپیہ ان کے سیف میں رکھا ہوا تھا۔ اس کو وہ کل اتوار ہونے کی وجہ سے وہ کسی طرح اپنے جانے سے پہلے بینک میں نہ رکھ سکتے تھے۔ مجبوراً اپنی غیر موجودگی میں اس کو سیف میں ہی چھوڑ کر جانا پڑے گا۔

یہی سوچتے ہوئے انھوں نے لباس تبدیل کیا اور دیر ہو جانے کی وجہ سے کلب جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ ان کو آج رات کا کھانا مسز گراہم کے ساتھ ایک ہوٹل میں کھانا تھا۔ کیوں کہ ان کو مسز گراہم۔ سے دہلی جانے کا تفصیلی پروگرام بنانا تھا۔ عرفی نے لائبریری کا کمرہ بند کیا اور ڈرائنگ روم میں آ گئے۔ پھر اٹھ کر کھانے کے کمرے میں چائے پینے گئے۔ اور پھر وہ اٹھنے کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ انھوں نے اپنی گھڑی پر

نظر ڈالی تو بس کھانے کا وقت ہو چلا تھا۔ اپنے کمرہ میں جا کر کھانے پر جانے کے لئے تیار ہوئے اور پھر ملاقات کے کمرہ میں آئے ہی تھے کہ زیبا بھی کہیں جانے کے لئے تیار ہو کر نکلی حالانکہ عرفی اس وقت کچھ الجھن میں تھے۔ مگر اچانک زیبا پر نظر پڑتے ہی ان کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔ واقعی آج تو زیبا کا حسن پھٹا پڑتا تھا۔ وہ اس وقت سفید ساٹن کی شلوار اور کالی پھول دار لمبی فراک پہنے تھی اور کندھوں پر سیاہ ڈوپٹہ پڑا ہوا تھا۔ بال عجیب انداز سے بنے تھے۔ کندھوں پر جیسے ریشم کے لچھے بکھر گئے ہیں۔ چونکہ کہیں خاص طور سے تیار ہو کر جا رہی تھی اس لئے کچھ ہلکے سے زیور بھی پہنے تھی۔ کانوں میں سفید موتی کی ہی بالیاں اور گلے میں سفید موتیوں کا ہار بہار دے رہا تھا۔ ہاتھوں میں دو تین انگوٹھیاں بھی چمک رہی تھیں۔ اس سادگی میں بھی وہ غضب کی حسین لگ رہی تھی۔

عرفی نے دیکھا کہ اس لباس میں اول تو زیبا کچھ بڑی لگ رہی تھی۔ پھر اس وقت تو عرفی کا اس کے چہرے سے نظریں ہٹانے کو جی ہی نہ چاہتا تھا۔ وہ بہت ہی پرشوق نظروں سے اس کو گھورے جا رہے تھے۔ زیبا بے خیالی سے جھک کر اپنے جوتے کا تسمہ لگا رہی تھی۔ جب اس نے نظر اٹھائی تو اس کی نظریں ایک لمحہ کے لئے عرفی کی گھورتی ہوئی نظروں سے ٹکرا گئیں۔ زیبا نے خلاف معمول جو اس طرح عرفی کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا تو کچھ گھبرا گئی اور فوراً اپنی نگاہیں نیچے جھکا لیں۔ اس کے رخسار سرخ ہو گئے اور اس طرح ایک گھبرائے ہوئے حسن کا عجیب منظر ہو گیا۔

عرفی زیبا کی گھبراہٹ پر مسکرا کر بولے "دیکھو زیبا میں نہ کہتا تھا کہ تم شلوار اور لمبی قمیص پہنا کرو۔ آج تم نے آئینہ دیکھا ہے واقعی اس وقت تم بہت ہی حسین دکھائی دے رہی ہو۔"

زیبا نے اپنی جھینپ مٹاتے ہوئے کہا "اوہ شکریہ۔ تو تم اس وقت ضرورت سے

زیادہ میری تعریف کرنے پر اتر آئے ہو۔ دراصل مجھ پر ہمیشہ کالا رنگ بہت اچھا لگتا ہے۔ خیر تو شاید تم بھی اس وقت کہیں باہر جانے کو تیار کھڑے ہو۔ ہاں تو کہاں جا رہے ہو۔ حرج نہ ہو تو مجھے بتا دو۔"

عرفی کو زیبا کے سوال نے اپنے خیالات سے چونکا دیا۔ انھوں نے جلدی سے اپنے کو سنبھال کر جواب دیا: "ہاں مجھے آج ایک دوست نے کھانے پر بلایا ہے۔ اور تم کہاں جا رہی ہو؟"

"میری بھی ایک دوست نے مجھے کھانے ہی پر بلایا ہے۔"

عرفی نے لاکھ چاہا کہ زیبا کے خیال کو اپنے دماغ سے جھٹک دے مگر آج رہ رہ کر اس کی نظریں اس کی طرف اٹھ جاتی تھیں۔ اچانک عرفی کی بلند اخلاقی عود کر آئی اور انھوں نے اپنے اوپر دل ہی دل میں لعنت بھیجی۔ وہ کچھ بات کرکے خیالات کا رخ موڑنا چاہتے تھے۔ اسی درمیان انھوں نے دیکھا کہ ملاقات کے کمرہ کی اس الماری کو جو ہمیشہ بند رہتی تھی، زیبا کھول رہی تھی۔ ان کو بہت تعجب ہوا۔ انھوں نے حسب دستور اپنے لہجہ کو ذرا سخت کرکے دریافت کیا۔

"اس الماری کو تم نے کیسے کھولا؟ میرا مطلب ہے تم کو اس کی کنجی کہاں سے ملی؟"

"تمھاری میز پر کنجی کا جو گچھا رکھا رہتا ہے۔ اسی میں سے ایک کنجی اس تالے کی بھی تھی۔ میں نے الماری کو کھول کر دیکھا تو یہ بالکل خالی تھی۔ صرف کچھ میگزین پڑے تھے میں نے ان کو ردی میں پھینک دیا اور الماری کو صاف کرکے اس میں اپنی چیزیں رکھ لیں۔ آخر میری چیزیں رکھنے کو بھی تو گھر میں کوئی جگہ ہونی چاہیے۔"

عرفی کو زیبا کی یہ بے تکلف حرکتیں اب بھی کھل جاتی ہیں۔ انھوں نے برا سا منہ بنا کر کہا: "آخر تمھیں کیا چیزیں رکھنے کو الماری کی ضرورت تھی؟"

" مجھے اپنا زیور کا بکس رکھنا تھا۔"

" تو اسے تم کو سیف میں رکھنا چاہیے۔"

" مگر سیف میں تو نمبروں کا تالا ہے اور یہ نمبر تو تمھیں ہی معلوم ہیں۔"

بے خیالی میں عرفی نے تالے کا نمبر دہرا دیا مگر فوراً ہی عرفی کو اپنی غلطی کا احساس ہوا کیونکہ آج تک انھوں نے کسی کو اس کا نمبر نہیں بتایا تھا۔ وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ان کی نگاہ الماری کے اندر رینگ گئی۔ کیوں کہ اس وقت زیبا اپنے زیور کا بکس اس میں سنبھال کر رکھ رہی تھی اور ان کی نگاہ زیبا کے پستول پر جم کر رہ گئی۔ وہ کچھ گھبرا کر بولے۔" دیکھو زیبا میں نے تم کو منع کیا تھا کہ یہ پستول تم اپنے پاس اس طرح نہ رکھا کرو کیسی وقت اس کی وجہ سے جھنجھٹ میں پڑ سکتی ہو۔"

" مثلاً کس قسم کی جھنجھٹ؟" زیبا نے اپنی بھنویں تان کر دریافت کیا۔

" مطلب یہ کہ اگر کسی وقت اس کا غلط استعمال کر گئیں تو تم کو بھی چوٹ لگ سکتی ہے۔"

" تم بھی عرفی بس یوں ہی ہو۔ بھلا میں خود اپنے ہی پستول کو غلط استعمال کر سکتی ہوں؟ اس کا تو مجھے ایک ایک سوراخ تک معلوم ہے۔ اور پھر میرا نشانہ اس قدر درست ہے عرفی کہ بس اپنی تعریف اپنے ہی منہ سے کیا کروں۔ کہو تو اپنی نشانہ بازی کا ایک چھوٹا سا نمونہ تمھیں ابھی دکھا دوں۔" زیبا کا لہجہ اس وقت بہت ہی اشتیاق سے بھرا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں اس وقت کسی ماہر شکاری کی سی چمک تھی۔ عرفی نے گھبرا کر کہا۔

" نہیں نہیں۔ میں اس وقت تمھاری نشانہ بازی دیکھنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ معاف کرو۔ اوہ! تو کیا اسے تم ہر وقت بھرا ہوا رکھتی ہو۔"

زیبا نے اپنے پستول پر ایک توصیفی نظر ڈال اسے ہاتھوں میں گھمایا اور بولی۔

بالکل! اس کی میگزین تو ہمیشہ بھری رہتی ہی ہے۔ بس اشارہ کی دیر ہے۔ اس میں ایک وقت میں پانچ کارتوس آجاتے ہیں۔ یقین کرو عرفی اس کا ٹریگر بہت ہی آسانی سے دب جاتا ہے۔ کہو تو بس ایک دفعہ چلا کر تمھیں دکھا دوں۔ دراصل یہ بہت قیمتی پستول ہے۔ قادر چچا نے مجھے تحفہ کے طور پر دیا تھا۔" عرفی کی یہ کمزوری تھی کہ وہ پستول جب کبھی دیکھتے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔ انھوں نے زیبا کے ہاتھ سے پستول لینے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"بس بس رہنے دو۔ رکھواسے اُدھر۔" زیبا نے مسکرا کر عرفی کے حکم کی تعمیل کر دی۔ پستول کو واپس الماری کے اندر احتیاط سے رکھ کر الماری کو تالا لگایا اور کنجی اپنے پرس میں ڈال لی اور ساتھ ہی پرس سے ایک چھوٹی سی نوٹ بک نکال کر عرفی کے سیف کا نمبر بلند آواز میں دہراتے ہوئے نوٹ بک میں لکھ لیا۔" میں نے احتیاطاً نمبر نوٹ کر لیا ہے۔ مجھے اس کو یاد رکھنا چاہئے۔"

عرفی نے لاپروائی سے جواب دیا۔" میں غلطی اور بے خیالی میں تم کو سیف کے تالے کا نمبر بتا گیا۔ میں نے آج تک کسی کو اس کا نمبر نہیں بتایا تھا۔ تم اس کو بھول ہی جاؤ تو اچھا ہے یا یہ سمجھو کہ میں نے تم کو غلط نمبر بتا دیا تھا۔"

زیبا نے بہت خود اعتمادی سے جواب دیا۔" میں جس بات کو ایک مرتبہ سن لیتی ہوں کبھی نہیں بھولتی۔ نہ ہی کوئی بات غلطی اور بے خیالی میں کرتی ہوں بلکہ جب کبھی کوئی بات کہتی یا کرتی ہوں تو اس کو پہلے خوب سوچ اور سمجھ لیتی ہوں اور یقین کرو کہ میری ہر بات میں کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوتا ہے۔ اچھا خیر چھوڑو اس بحث کو کیوں نہ تم مجھے میرے دوست کے یہاں چھوڑتے ہوئے چلے جاؤ۔" اتنا کہہ کر اس نے اپنا کوٹ پہننا شروع کر دیا۔ عرفی زیبا سے "آؤ" کہتے ہوئے گیلری سے گذر کر کار تک جلدی سے پہنچ گئے۔

جب عرفی ہوٹل پہنچے تو مسز گراہم کو اپنا منتظر پایا۔ عرفی نے ذرا دیر سے پہنچنے کی مسز گراہم سے معافی چاہی۔ مسز گراہم نے مسکرا کر عرفی کا استقبال کیا۔ اب ڈنر کے لئے ہوٹل میں دھیمی دھیمی موسیقی شروع ہو گئی تھی۔ فضا بڑی خوشگوار معلوم ہو رہی تھی آج یہاں غیر معمولی بھیڑ نظر آ رہی تھی۔ تقریباً ساری میزیں بھر چکی تھیں۔ عرفی اور مسز گراہم نے ایک کونے کی میز کو اپنے لئے پسند کیا اور مسز گراہم نے ٹھیک عرفی کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا: "غالباً آج بھی آپ کے دیر میں آنے کی وجہ زیبا ہی ہوگی۔ مجھے تو اب زیبا سے ایک طرح کا حسد ہونے لگا ہے۔ کیسی خوش نصیب ہے وہ کہ ہر وقت آپ کے اس قدر قریب رہتی ہے۔"

عرفی نے مسز گراہم کے جملے کو ذرا درست کرتے ہوئے کہا: "میرے قریب تو نہیں رہتی، ہاں وہ میرے گھر میں ضرور رہتی ہے۔ اسے آپ اور زیبا سے حسد۔ آپ بھی کیسی بچوں کی سی باتیں کرتی ہیں۔"

مسز گراہم نے بات کا رخ بدل کر کہنا شروع کیا: "خیر چھوڑو۔ مجھے دہلی چلنے کا سخت انتظار ہے۔"

"مگر مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ کیوں نہ ہم بجائے اتوار کی رات کو چلنے کے کسی اور دن چلیں۔ کیوں کہ اتوار کے دن میرے جاننے والے سفر میں مل سکتے ہیں۔"

مسز گراہم عرفی کے اس جملے سے عاجز سی ہو گئی: "اوہ! تمھاری قدامت پسندی کی حد ہے۔ میں تو تمھاری اس عادت سے۔ اگر کوئی جاننے والا مل ہی جائے گا تو کون سا غضب ہو جائے گا۔ اور پھر ہم تو الگ الگ سفر کریں گے۔"

عرفی کو مسز گراہم کا اسے قدامت پسند کہنا کھل گیا: "دیکھئے میرے اس رویہ کے پس پشت آپ کے مفاد کا خیال بھی کارفرما ہے۔ یعنی یہ آپ کے لئے بھی مناسب نہیں ہے بہر حال میں نے تو سب کچھ آپ کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ ہاں تو کل چل رہے ہیں۔ ایک بات

اور آپ کو بتادوں کہ میں نے اپنے دہلی جانے کے بارے میں فیضی کو بھی بتادیا ہے کیونکہ مجھے خیال ہوا کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی کام میری غیر موجودگی میں پڑ جائے تو فیضی کو معلوم رہے کہ میں کہاں گیا ہوا ہوں۔"

"فیضی کون صاحب ہیں۔ شاید تمھارے بھائی ہیں۔ تو پھر انھوں نے کیا کہا؟"

"آپ جانتی نہیں کہ فیضی بڑے دور اندیش لوگوں میں سے ہیں۔ پہلے تو انھوں نے دہلی جانے سے منع کیا۔ مگر میں نے ان کو سمجھا دیا۔ دراصل میں چاہتا تھا کہ ہم لوگ پیر کے روز جائیں کیوں کہ مجھے سرکاری روپیہ جو میرے گھر میں رکھا ہے بینک میں داخل کرنا تھا۔"

اتنی ہی دیر میں بیرا کھانا لے آیا اور میز پر لگانا شروع کر دیا اور دونوں نے کھانا شروع کر دیا۔ کھانے کے درمیان عرفی کو کچھ خاموش دیکھ کر مسز گراہم نے تو یہی سوچا کہ یہ مولوی قسم کا آدمی دہلی جانے کی وجہ سے پریشان ہے۔ مگر عرفی کا خیال پھر زیبا کی طرف بھٹک گیا تھا۔ کیوں کہ اب کچھ دن سے عرفی محسوس کرنے لگے تھے کہ زیبا نے ان کے گھر کے انتظام کو بہت بہتر بنا دیا ہے حالانکہ شروع میں ان کو ہر بات میں زیبا کی دخل اندازی بہت بری معلوم ہوتی تھی۔ مگر وہ اب محسوس کرنے لگے تھے کہ زیبا ان کے گھر کے اخراجات میں بہت کمی کر دی تھی۔ بہت کم پیسوں میں اس کی دیکھ بھال کی وجہ سے چیزیں بہت بہتر آنے لگی تھیں۔ گھر کی صفائی میں بھی بہت فرق دکھائی دیتا تھا۔ ہر چیز صاف رہتی اور باقاعدہ اپنی جگہ پر دکھائی دیتی تھی۔ پھول بھی باغیچہ میں کسی موسم میں کم نہ ہوتے تھے۔ پہلے باغیچہ کی ساری دیکھ بھال عرفی کو خود کرنا پڑتی تھی۔ مگر ادھر بہت دنوں سے عرفی نے اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے اس طرف دیکھا بھی نہ تھا پھر بھی باغیچہ نہایت صاف ستھرا اور پھولوں سے بھرا ہوا تھا۔ روزانہ پابندی سے پانی دیا جاتا۔ ترکاری جو نظام و بازار سے کافی مہنگی

نا تھا۔ وہ بھی اب گھر کے باغیچہ کے ہی ایک حصہ میں پیدا ہو جاتی تھی گو کہ نظامو کو
یبا کا انتظام ایک آنکھ نہ بھاتا تھا اور وہ اکثر زیبا کی شکایتیں عرفی سے کیا کرتا
تھا۔ مگر بھلا نظامو کی مجال تھی کہ زیبا کے سامنے دم مار سکے۔ یہ سوچتے سوچتے
رفی کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔ مسز گراہم جو عرفی کو خاموشی سے کھانا کھاتے
ہوئے بہت غور سے دیکھ رہی تھیں، ایک دم یوں مسکراتا دیکھ کر تعجب سے بولی۔
خیر تو ہے کیوں ہنسی آرہی ہے؟ عرفی نے چونکتے ہوئے جواب دیا "کیا واقعی
یں ہنس رہا تھا۔ دراصل مجھ کو اپنے دفتر کے کچھ واقعات یاد آگئے تھے"۔
کھانے کے بعد عرفی نے جلد ہی مسز گراہم کو خدا حافظ کہا اور کار تیزی سے
چلاتے ہوئے اور زیبا کو اس کی دوست کے یہاں سے لیتے ہوئے گھر پہنچ گئے۔
یوں کہ انھیں کل کے سفر کے لئے تیاریاں کرنا تھیں۔

آٹھواں باب

اس وقت عرفی نے گھر پہنچ کر خلافِ معمول زیبا سے باتیں چھیڑ دیں۔ ورنہ اکثر تو یہ ہوتا تھا کہ عرفی رات کا کھانا کھاتے ہی اپنے کمرے میں چلے جاتے تھے۔ مگر آج چونکہ زیادہ وقت بھی نہیں ہوا تھا اس لئے وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ زیبا کو عرفی کا یہ جملہ سن کر تعجب سا ہوا۔ "کہو زیبا! تمھاری دوست نے کیسا کھانا کھلایا۔ اور کھانے کے بعد تم لوگوں نے کیا غپ ماری؟"

زیبا نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔ "کچھ نہ پوچھو عرفی۔ بہت اچھا وقت گذرا۔ لطف آگیا۔ ہم نے خوب کھانا کھایا۔ پھر ذرا ناچ گانا رہا۔ مگر عرفی مجھے بڑا افسوس ہوا کہ تم اپنے دوست کے یہاں میری وجہ سے ذرا دیر میں پہنچے ہو گے؟"

عرفی نے زیبا کے جملے پر کچھ زیادہ دھیان نہیں دیا اور بے خیالی میں بولے "ہاں وہ بچاری میرا انتظار کر رہی تھی؟"

"تو میرا خیال درست نکلا کہ تم آج اپنی کسی عورت دوست کے ساتھ مدعو تھے۔ عرفی سچ کہتی ہوں۔ مجھے تمھاری دوست کو دیکھنے کا بہت شوق ہے۔ ملا دو نا کسی وقت؟"

عرفی نے بھی مسکرا کر اقرار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "مگر تمھیں ان سے مل کر کوئی خاص خوشی نہ ہوگی کیوں کہ وہ تمھاری طرح تھوڑی ہی ہے مطلب یہ ہے کہ ذہنی

اعتبار سے وہ ذرا اونچے قسم کی عورت ہے۔"

"ہاں ہاں میں سمجھ گئی کہ اس سے تم ادب اور فلسفہ پر خوب بحث کرتے ہوگے۔ مگر مجھے اس قسم کے ذوق کی عورتیں بڑی خشک معلوم ہوتی ہیں۔ میرا مطلب ہے ذرا رد کھی پھیکی ہوتی ہیں۔"

زیبا کے منہ بنا بنا کر بات کرنے پر عرفی مسکراتے رہے اور کہنے لگے "اپنی اپنی پسند ہے۔ ہم کو تو ایسی ہی باتیں پسند ہیں۔ ہاں تم ان باتوں کا لطف کیا جانو بہرحال تم بھی تو بتاؤ کہ تمھاری دوست سے تمھاری کس قسم کی باتیں ہوئیں؟"

زیبا نے کرسی پر اطمینان سے بیٹھ کر جواب دیا "ہم نے تو کچھ کپڑوں کی باتیں کیں۔ کچھ گھر کی سجاوٹ کا تذکرہ ہوتا رہا۔ کچھ کھانا پکانے کی ترکیبیں ایک دوسرے کو بتائیں۔ بعد میں میری دوست نے اپنی شادی کے بارے میں باتیں شروع کیں۔ وہ دراصل اپنے ایک رشتہ کے بھائی سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ مگر دقت یہ ہے کہ لڑکا اپنے ماں باپ سے ڈرتا ہے۔ میں نے تو اس سے کہہ دیا کہ ایسے لڑکے سے تم کو شادی ہی نہیں کرنی چاہئے۔ یا پھر تمھیں اس لڑکے کو مجبور کرنا چاہئے کہ وہ تمھارے لئے اپنے والدین سے بغاوت کرے۔"

"تم خود بھی غلط باتیں کرتی ہو اور دوسری لڑکیوں کو بھی ایسی ہی ترغیب دیتی ہو۔ اپنے بڑوں کی مرضی کے آگے ضرور انسان کو جھکنا ہی پڑتا ہے۔ دنیا میں ہر لڑکی لڑکا تمھاری طرح کا نہیں ہے۔"

"مگر میں نے تو کبھی کسی بڑے کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا ہے۔"

"میں بھی تو تمھارا بڑا بھائی ہوں۔ تم خوب جانتی ہو کہ میں نہیں چاہتا کہ تم میرے گھر میں رہو۔ مگر تم نہیں مانتیں۔"

زیبا نے نہایت لاپرائی سے کہا "اول تو میں جانتی ہوں کہ اس وقت تم دقتی طور پر

میرے آنے سے پریشان تھے۔ مگر اب تو تم یہ نہیں چاہتے کہ میں چلی جاؤں۔ پھر میں نے آتے ہی یہ محسوس کیا تھا کہ تمھارے گھر کے انتظام میں کچھ خامیاں تھیں۔ میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ جب میں ان خامیوں کو درست کر لوں گی تو چلی جاؤں گی۔"

عرفی زیبا کی خود اعتمادی پر ہنس پڑے اور کہنے لگے: "ہاں یہ تو تم نے ٹھیک کہا کہ اب میں تمھارے یہاں رہنے کے خلاف نہیں ہوں۔ اچھا ایک ضروری بات میں تم کو بتانا چاہتا تھا۔ وہ یہ کہ میں ایک سرکاری کام سے کچھ دن کے لئے دہلی جا رہا ہوں۔" عرفی نے اپنا یہ جملہ ذرا رک رک کر ادا کیا۔ کیوں کہ وہ جھوٹ بولنے کے بالکل عادی نہیں تھے۔ زیبا عرفی کے جانے کی خبر سن کر کچھ پریشان سی ہو گئی اور اس نے جیسے اپنے آپ سے ہی کہنا شروع کیا۔ خدا کرے بخیریت واپس آؤ۔ دراصل عرفی آج کل اخباروں میں روزانہ حادثوں کی اس قدر خبریں آتی رہتی ہیں کہ جی ڈرنے لگتا ہے۔ اچھا دیکھو ایک بات میری تم کو ماننا پڑے گی کہ تم دہلی سے روزانہ اپنی خیرت کا تار دیتے رہو گے اور یہ بھی بتاؤ کہ تم کتنے دن کے بعد واپس آؤ گے۔"

عرفی نے مسکرا کر کہا: "اچھا میں تم کو تار سے ضرور اپنی خیریت کی اطلاع دیتا رہوں گا اور شاید آٹھ دن بعد واپس آؤں گا۔ مگر تم واقعی اس قدر بچی ہو کہ ذرا سی بات تمھارے لئے کافی پریشانی کا باعث بن جاتی ہے کہ تمھارے چہرے پر بھی پریشانی کے اثرات دکھائی دینے لگتے ہیں۔"

زیبا نے خلاف معمول عرفی کو اپنے اوپر مہربان دیکھا کہ آج عرفی نے اس کی ہر بات مان لی تھی۔ اس نے عرفی کا شکریہ ادا کیا اور اپنے ڈر کی وجہ بتانے لگی اور عجیب بات یہ ہے کہ میرے عزیزوں کو جو حادثات پیش آئے ہیں وہ سفر ہی میں پیش آئے ہیں۔ دیکھو اگر تمھارا تار مجھے کسی دن نہ ملا تو سمجھ لو کہ مجھے بہت پریشانی ہو گی اور میں اسی دن جوابی تار سے تمھاری خیریت معلوم کرنے کی کوشش کروں گی۔"

اس وقت عرفی سوچنے لگے کہ یہ تو بڑی گڑبڑ ہوئی کہ زیبا کو تار کے سلسلہ میں میرا دہلی کا پتہ معلوم ہو جائے گا۔ واقعی اگر اتفاق سے کسی دن اس کو میں تار دینا بھول گیا تو اس کی جلد باز طبیعت سے یہ بھی بعید نہیں کہ دہلی پہنچ جائے اور اس طرح مجھے اور مسز گراہم کو ایک ساتھ دیکھ لے ــــ یہ کس قدر معیوب بات ہوگی۔ اب وہ اپنی بیوقوفی پر بہت پچھتا رہے تھے۔ انھوں نے اپنی غلطی کو درست کرنے کے لئے کوئی دوسری ترکیب سوچنا شروع کی۔ انھوں نے یہ بھی سوچا کہ جھوٹ بُری بلا ہے۔ ناحق جھوٹ بول کر آدمی جھنجھٹ میں پڑ جاتا ہے۔ یہی سوچ کر وہ زیبا کو ملاقات کے کمرہ میں چھوڑ کر اپنے کمرہ کی طرف ٹہلتے ہوئے گئے تو انھوں نے دیکھا کہ درزی کا لایا ہوا نیا سوٹ نظامو عرفی کی الماری میں رکھ رہا تھا۔ نظامو پر نظر پڑتے ہی ان کے ذہن میں ایک نئی ترکیب آگئی۔ انھوں نے سوچا کہ آج ہی رات کی گاڑی سے نظامو کو اپنی روانگی سے قبل دہلی بھیج دیں اور اس کو تاکید کر دیں کہ وہ کل سے عرفی کی طرف سے روزانہ ایک تار زیبا کو بھیج دیا کرے اور نظامو کے ٹھہرنے کا دہلی میں دوسری جگہ انتظام کر دیں تاکہ زیبا کو عرفی کا صحیح پتہ نہ معلوم ہو سکے۔ اسی خیال کے ماتحت انھوں نے نظامو کو مخاطب کر کے کہا۔" نظامو سنو مجھے نہایت اہم سرکاری کام سے کل دہلی جانا ہے۔ میں تم کو بھی ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔ مگر تم کو مجھ سے پہلے یعنی آج رات کو دہلی جانا ہوگا۔ وہاں تم میرے ایک دوست کے یہاں ٹھہرے رہنا۔ میں دہلی پہنچ کر تم کو مطلع کر دوں گا تب تم میرے پاس آجانا۔ مگر جب تک تم کو میری طرف سے اطلاع نہ ملے تم میرے دوست کے یہاں ہی رہنا۔ اور کل سے ہی روزانہ مس افغانی کو میری خیریت کا ایک تار دیتے رہنا کیوں وہاں مجھے بہت مصروفیت ہوگی۔ مجھے تار وار دینے کا موقع نہیں ملے گا۔ مس افغانی کی گھبرانے کی عادت سے تم واقف ہی ہو۔ اسی لئے تار ان کو ضرور مل جانا چاہئے۔ تو تم اسی وقت جلدی سے جا کر دہلی جانے کے لئے تیار ہو جاؤ مگر

یہ بتاؤ کہ تم میری بات بالکل سمجھ گئے ہو نا؟"

نظامو نے گردن ہلاتے ہوئے کہا "جی حضور میں آپ کی بات خوب سمجھ گیا ہوں۔ کوئی غلطی نہیں ہوگی۔ میں روزانہ بہت پابندی سے ایک تار آپ کی خیریت کا مس افغانی کو روانہ کر دیا کروں گا۔ مگر حضور، جہاں مجھے دہلی میں ٹھہرنا ہے ان صاحب کا پتہ مجھے اچھی طرح بتا دیں اور ایک پرچے پر لکھ بھی دیں"

عرفی کو نظامو کی عقلمندی پر بہت بھروسہ تھا۔ اب ان کو اطمینان ہوگیا کہ بروقت خوب ترکیب سوجھی۔ اب وہ بے فکری محسوس کرنے لگے۔

ادھر نظامو اس خبر سے بہت خوش ہوا کہ چلو بیٹھے بٹھائے یہ دہلی کی سیر رہے گی۔ اس نے اپنا پروگرام بنانا شروع کیا کہ کتنے سینما دیکھے جائیں گے، کس کس جگہ کی سیر کروں گا۔ اور اس نے سیدھے باورچی خانہ کی طرف رخ کیا اور جاتے جاتے خانساماں کو خوش خبری سنائی۔ خانساماں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ابے یہ تو بتا کہ کیا مس صاحبہ بھی ساتھ جا رہی ہیں؟"

"اونہہ! بھلا ہمارے صاحب زیبا بی کو اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ پھر کوئی قاعدے کی لڑکی ہو تو ایک بات بھی ہے"

خانساماں بگڑ کر بولے "چپ بے کیا بکتا ہے۔ زیبا بی کے لئے ایک لفظ بھی کہا تو آج تیری شکایت زیبا بی سے ہی کروں گا"

"اجی واہ! تو کیا تم سمجھتے ہو کہ میں ان سے ڈرتا ہوں۔ تم بھی کیا بات کرتے ہو۔ بس یہی خیال آجاتا ہے کہ وہ ہماری مہمان ہیں"

"بڑا آیا گھر والا کہ زیبا بی مہمان ہوگئیں۔ صاحب نے کیا منہ لگا لیا ہے کہ بیچارے کے دماغ ہی نہیں ملتے ہیں۔ ابے تو یہ کیوں بھول جاتا ہے کہ زیبا بی اسی گھر کی لڑکی ہیں۔ دیکھ کیسا گھر کو سنبھال دیا ہے۔ سچ کہتا ہوں کہ یہ بھی صاحب کی ایک ضد

ہے۔ ایسی اچھی اور شریف لڑکی پھر نہیں ملے گی۔ میں نے کبھی دھوپ میں بال سفید نہیں کیے ہیں۔ دیکھ لیجو کہ صاحب بعد میں پچھتادیں گے۔"

"اے جاؤ جاؤ۔ بھلا تم نے بھی کیا جوڑ ملایا ہے۔ کہاں ہمارے صاحب اور کہاں یہ زیبا بی۔ اچھا چھوڑو اس بحث کو۔ تم مجھے جلدی سے کھانا دیدو۔ مجھے اسی وقت کی گاڑی سے دہلی کے لئے روانہ ہونا ہے۔ مجھے بھی تو دہلی جانے کی تیاری کرنے میں کچھ دیر لگے گی۔"

نواں باب

مسٹر افغان آج کل دن رات ایکٹر ڈاکو کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ ان کو رہ رہ کر یہ خیال آتا تھا کہ آج کل "ایکٹر" نے بینکوں کو اپنا نشانہ بنا رکھا ہے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی نہ کسی بینک کے بڑے افسر کا حلیہ بنا کر اور لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر لمبی لمبی رقمیں اڑا رہا ہے۔ غفران ہر وقت یہی سوچتے رہتے کہ کاش ایکٹر ڈاکو میرے ہاتھ سے پکڑا جائے تو اپنے محکمہ میں خوب نام ہو جائے۔ آج اتوار ہونے کی وجہ سے ان کو دفتر بھی نہیں جانا تھا۔ لہٰذا ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کیا جائے۔ ایکٹر کے خیال کے ساتھ ان کو عرفی کے گھر کا ضرور خیال آتا تھا کہ ممکن ہے کہ اب کی مرتبہ یہ ڈاکو عرفی کی طرف رخ کرے۔ انھوں نے دل میں طے کیا کہ لاؤ آج پھر ذرا عرفی کے گھر ان سے ملنے چلا جائے۔

مگر اتفاق سے اس وقت عرفی گھر پر نہیں تھے۔ زیبا نے ان کو بڑی خاطر سے ملاقات کے کمرے میں بٹھایا اور دریافت کیا "کیا آپ مسٹر افغانی سے ملنا چاہتے ہیں؟"

غفران نے مسکرا کر کہا "جی ہاں" اور بغیر زیبا کے کہے کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گئے۔ زیبا کو پہلے ہی دن غفران کی شخصیت بہت دلچسپ معلوم ہوئی تھی۔ اس نے اس وقت عرفی کی غیر موجودگی کو غنیمت جان کر غفران سے گفتگو کا سلسلہ شروع کر دیا۔

"آپ کا نام غفران صاحب ہے نا؟"

"جی بندے کو اسی نام سے پکارتے ہیں۔" زیبا نے فوراً تاڑ لیا کہ غفران کافی باتونی آدمی ہیں۔ اس نے اپنا تعارف خود غفران سے کرایا۔" مجھے زیبا افغانی کہتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ مسٹر افغانی اس وقت باہر گئے ہوئے ہیں لیکن اب جلد ہی آتے ہوں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ چائے منگواؤں آپ کے لئے؟" غفران نے شکریہ ادا کیا اور زیادہ سنبھل کر بیٹھ گئے۔ کہنے لگے" دیکھئے بات یہ ہے کہ میں مسٹر افغانی پر نظر رکھنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ وہ میرے خیال میں خطرے میں ہیں۔ خدا کرے میرا خیال درست نہ ہو۔"

اب تو زیبا چونکی اور بولی" کیوں خیر تو ہے۔ مہربانی سے ذرا اپنی بات کو واضح الفاظ میں کہئے۔ یہ کیوں کہا آپ نے کہ مسٹر افغانی خطرے میں ہیں۔ مجھے آپ کی باتوں سے تشویش ہونے لگی ہے۔"

غفران نے کرسی پر پہلو بدلا اور حلق صاف کرتے ہوئے جواب دیا۔ شاید آپ کو معلوم نہیں ہے کہ آج کل ایک ڈاکو نے لوگوں کو پریشان کر رکھا ہے۔ اور اس کے شکار عموماً بینکوں کے اعلیٰ افسر ہو رہے ہیں۔ مسٹر افغانی بھی ایک بینک کے ممتاز افسر ہیں۔ تو صاحب اس ڈاکو کا طریق کار یہ ہے کہ کسی بھی بینک کے اعلیٰ افسر کا حلیہ بنا کر بینک سے رقم اڑا لیتا ہے اور اس خوبی سے میک اپ کرتا ہے کہ ہوشیار سے ہوشیار آدمی بھی اس کو پہچان نہیں سکتا۔"

زیبا نے گہری دلچسپی لیتے ہوئے کہا" صاحب اس کا نام کیا ہے؟"

"ارے صاحب نام تو خدا معلوم کیا ہے۔ مگر لوگوں نے اس کا نام ایکٹر رکھ دیا ہے۔ ساری پولیس اور سی۔ آئی ڈی کا پورا محکمہ اس کے پیچھے لگا ہے مگر وہ کمبخت کسی طرح ہاتھ نہیں آتا۔ ایسا ماہر ہے میک اپ کرنے میں کہ وہ موٹے آدمی کی نقل

بھی کر سکتا ہے ، دبلے کے بھی ، بیبے کی بھی اور چھوٹے کی بھی ۔ یہ بات ہر ایک مانتا ہے کہ بڑا زبردست آرائش آرٹسٹ ہے " اتنا کہہ کر غفران نے کمرے میں چاروں طرف نظر گھما کر دیکھا کہ کوئی دوسرا تو نہیں سن رہا ہے ۔ پھر اطمینان ہو جانے کے بعد زیبا کی طرف جھک کر آہستہ سے کہنے لگے " کسی کو بتائیے گا نہیں ۔ ہمارے محکمہ کی اطلاع ہے کہ اب اس کا رخ مسٹر افغانی کی طرف ہے "

زیبا کی آنکھوں میں حیرت دکھائی دی اور وہ خطرہ کو قریب ہی محسوس کرنے لگی ۔ اس نے رک رک کر کہا " تو آپ کا مطلب ہے کہ اب وہ افغانی صاحب کی شکل بنا کر ان کے بینک کو لوٹے گا "

غفران نے صرف سر کے اشارہ سے "ہاں" کہا۔ زیبا نے جلدی سے دوسرا سوال کیا " تو کیا آپ نے یہ بات افغانی صاحب کو بتا دی ہے ۔

غفران نے بہت ہی مخلصانہ لہجے میں کہا " ہاں میں نے اشارتاً تو یہ بات مسٹر افغانی کو بتا دی ہے ۔ مگر اچھا ہوتا کہ میں اس کا ذکر ان سے نہ کرتا ۔ کیونکہ اگر کسی کو معلوم ہو جاتا کہ کوئی مجرم اس کے پیچھے لگا ہوا ہے تو وہ گھبراہٹ میں ضرورت سے زیادہ محتاط ہو جاتا ہے اور اس طرح ہم سی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ کے محکمہ والوں کا کام دشوار تر ہو جاتا ہے "

" اچھا تو یہ تو بتائیے کہ آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس کا طریق کار یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس کو وہ لوٹنا چاہتا ہے تو شاید وہ اس کا انتظار کرتا ہو گا کہ وہ شخص کہیں باہر جائے تب وہ اس کی شکل میں اس کے گھر یا دفتر میں آ جائے ۔ ظاہر ہے گھر والے اس کے میک اپ کی وجہ سے پہچان نہ پاتے ہوں گے اور وہ آسانی سے اپنا کام کر جاتا ہو گا "

" آپ نے بالکل ٹھیک سمجھا ۔ یہی طریقہ وہ اختیار کرتا ہے ۔ مگر میں آپ کو یہ بتا دوں کہ

وہ معمولی چوروں کی طرح کسی کی معمولی رقم کبھی چھوتا بھی نہیں۔ وہ تو لمبا ہاتھ مارتا ہے۔ مثلاً آپ کے معمولی زیورات سے اس کو دلچسپی نہ ہوگی۔ وہ تو نقد رقم کی فکر میں رہتا ہے۔ مثلاً وہ اگر کسی گھر کو لوٹنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ سیدھا اس گھر کی تجوری کو صاف کرتا ہے۔"

زیبا نے ایک گہری سانس لے کر کہا "واقعی یہ تو بہت خطرناک بات آپ نے سنائی۔ اس کو معمولی بات سمجھ کر نہیں ٹالنا چاہئے۔"

"جی۔ جی ہاں۔ خطرناک بات تو ہے ہی۔ مگر اس کا ایک علاج بھی ہے کہ اگر آپ اپنے نزدیک کسی ایسے آدمی کو رکھیں جو اس کمبخت کی اصل سے واقف ہو اور برسوں سے اس کے پیچھے لگا ہوا ہے اور اس کی پچھلی حرکتوں کو بغور دیکھ رہا ہے تو یہ بھی امکان ہے کہ مجرم اس سے پہلے کہ آپ کو نقصان پہنچائے، پکڑا جائے۔ سمجھ لیجئے کہ میں کئی برسوں سے اس کے طریقِ کار کا مطالعہ کر رہا ہوں اور اپنی ساری کوششیں اسے پکڑنے میں صرف کر رہا ہوں۔"

زیبا نے غفران کی بات کی تائید کرتے ہوئے جواب دیا "بے شک آپ درست فرماتے ہیں کہ ہمیں آپ ہی جیسے قابل آدمی کی مدد کی ضرورت ہے۔"

"میری رائے میں آپ اپنے والد سے ذرا سمجھا کر یہ بات بتا دیں۔ تاکہ ان پر زیادہ اثر ہو۔ میرا مطلب ہے ان کی سمجھ میں مجھ سے زیادہ آپ کی بات آئے گی۔ والدین اپنے سمجھدار بچوں کا کہنا بہت مانتے ہیں۔" یہ کہتے ہوئے غفران کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔

"معاف کیجئے۔ مجھے اور بھی ضروری کام اس وقت کرنا ہے۔ میں پھر کسی وقت مسٹر افغانی سے ملنے کی کوشش کروں گا۔ اس لئے معافی چاہتا ہوں۔"

زیبا غفران کو رخصت کرنے دروازے تک آئی اور بہت ادب سے غفران کو چلتے

وقت سلام کیا۔ غفران کی چال بھی عجیب بے ڈھنگی تھی۔ پھر اس پر ان کا ڈھیلا ڈھالا لباس بہت ہی مضحکہ خیز معلوم ہوتا تھا۔ غفران کو جاتے دیکھ کر زیبا اپنی مسکراہٹ نہ روک سکی۔

جب عرفی گھر آئے تو زیبا نے بہت تفصیل سے اسے ساری بات بتادی۔ عرفی کو یہ سب کچھ سن کر ہنسی آگئی۔ وہ کہنے لگے "خیر یہ تو میری سمجھ میں آگیا کہ وہ مجھے خبردار کرنے آئے تھے۔ مگر انھیں اس طرح تم کو خوفزدہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ بہرحال تم اطمینان رکھو۔ میں اس بات کا تذکرہ کسی وقت محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی۔ میں خود کروں گا۔"

زیبا بھلا یہ کب برداشت کرسکتی تھی کہ کوئی اس کو ڈرپوک سمجھے۔ اس نے فوراً اپنی بہادری جتانے کے لئے مسکرا کر جواب دیا۔ عرفی تم بھی کیا بات کرتے ہو۔ تم سمجھتے ہو کہ میں غفران کی خبر سے ڈر گئی۔ میں اور ڈر بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ مگر مجھے رہ رہ کر ہنسی اس بات پر آرہی ہے کہ غفران صاحب تم کو میرا والد سمجھے۔ رخصت ہوتے وقت انھوں نے خاص طور سے مجھے یاد دلایا کہ "آپ اپنے والد سے ضرور اس بات کا تذکرہ کر دیجئے گا۔"

"کیا میں اس بیوقوت کو تمھارا باپ معلوم ہوتا ہوں۔ احمق ہے یہ شخص بھی۔ بھلا یہ کیا "ایکٹر" کو پکڑ سکتا ہے۔" یہ کہتے ہوئے عرفی ایک دم کسی سوچ میں پڑگئے۔ اور فوراً اسی سرکاری روپئے کے متعلق سوچنے لگے جس کو آج اتوار ہونے کی وجہ سے وہ کسی طرح اپنے جانے سے پہلے بینک میں نہیں رکھ سکتے تھے۔ اسی خیال کے ماتحت وہ پھر ایک مرتبہ مسز گراہم سے ملے کہ کسی طرح آج کا جانا ملتوی ہو جائے مگر مسز گراہم تو یہی سمجھی کہ عرفی دہلی کے پروگرام کو دراصل بالکل ہی ملتوی کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس نے ان کی ایک نہ چلنے دی۔ بالآخر عرفی کو بھی طے کرنا پڑا کہ اسی رات کی گاڑی سے وہ دونوں دہلی کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔ گاڑی چونکہ رات کو گیارہ بجے جاتی تھی لہذا

عرفی نے مسز گراہم سے یہ بھی طے کر لیا کہ رات کو عرفی اور مسز گراہم پندرہ منٹ پہلے ہی اسٹیشن پہنچ جائیں تاکہ عرفی اپنے لئے علیحدہ اور مسز گراہم کے لئے علیحدہ سیٹیں ریزرو کرالیں اور اس طرح دونوں اطمینان سے سفر کر سکیں گے۔ نظامو اپنے دہلی جانے سے پہلے عرفی کا سارا سامان درست کر گیا تھا۔ عرفی نے اس کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ ان کا نیا سوٹ کپڑوں میں سب سے اوپر رکھے اور چونکہ عرفی تو نہایت دور اندیش انسان تھے لہٰذا انھوں نے دن ہی میں اپنا سامان اسٹیشن پر رکھا دیا تھا کیوں کہ ان کا ارادہ تھا کہ وہ سفر شروع کرنے سے قبل ہی ڈاڑھی صاف کر کے اپنا نیا سوٹ پہن لیں گے تاکہ اگر کوئی ان کو اسٹیشن پر بھی دیکھ لے تو پہچان نہ پائے۔ دوسرا کام جو عرفی نے بہت سوچ سمجھ کے کیا وہ یہ تھا کہ انھوں نے نظامو کو کئی تار کے فارم لکھ کر دے دیئے تھے جن پہ لکھا تھا "میں بخیریت ہوں — عرفی" تاکہ نظامو کو تار دینے میں کسی طرح کی دقت نہ ہو۔

دسواں باب

سہ پہر کو ایک عجیب بات ہوئی کہ زیبا بہت ہچکچاتی ہوئی عرفی کی لائبریری میں آئی اور عرفی سے کہنے لگی "عرفی تم سے مجھے ایک ضروری بات یہ کہنا تھی کہ مجھے کچھ روپئے کی ضرورت ہے۔ بات یہ ہے کہ قادر چچا کو میں نے روپئے کے لئے لکھا تھا۔ نہ معلوم کیوں ابھی تک دہرہ دون سے میرا روپیہ نہیں آیا ہے۔ آخر مجھے روپیہ کی ضرورت تو ہوتی ہی ہے۔ تو تم جانے کے پہلے کچھ روپیہ قرض کی طرح ہی دے دو۔"

عرفی کے چہرے پر یہ سنتے ہی خوشی اور اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔ کیوں کہ اکثر ان کو اس بات کی شرمندگی ہوتی تھی کہ زیبا کو اب تک انھوں نے کوئی رقم نہ دی تھی۔ لہذا زیبا کی پوری بات سننے سے پہلے ہی انھوں نے دو سو روپئے کا چیک کاٹ کر زیبا کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے بہت نرم اور مشفقانہ لہجہ میں کہا "آج تو اتوار ہے کل تم خود موٹر لے جانا اور بینک سے روپیہ نکال لینا۔ اگر یہ رقم ناکافی ہو تو فیضی کا پتہ تو تم کو معلوم ہی ہے ان سے میرے نام سے لے لینا۔"

زیبا کی آنکھوں میں شرارت چمکنے لگی اور مسکرا کر عرفی کے ہاتھ سے چیک لے لیا اور کہنے لگی "عرفی تم کس قدر اچھے ہو۔ صرف بظاہر ہی تم پتھر کے بنے ہوئے ہو۔ دراصل تمھارے سینہ میں بے حد نرم دل ہے۔ اسی کی تو مجھے بہت قدر ہو گئی ہے۔"

عرفی کو بھی اس وقت مذاق سوجھا۔ ہنس کر جواب دیا۔ بس مجھے صرف اس بات کا

افسوس ہے کہ کاش تم ایک سنجیدہ اور سمجھدار عورت ہوتیں۔ بس تم میں بچپنا بہت ہے"۔
زیبا نے کہا "اور مجھے کبھی کبھی اس کا افسوس ہوتا ہے کہ تم میں ساری خوبیاں ہیں صرف ضرورت سے زیادہ سنجیدہ ہو۔ کاش تم میں بھی تھوڑا سا بچپنا ہوتا"۔ یہ کہتی ہوئی تیز قدموں سے لائبریری سے باہر چلی گئی۔
کچھ ضروری باتیں سمجھانے کو عرفی نے آج رات کو کھانے پر فیضی کو بلالیا تھا۔ لہذا زیبا اور فیضی میں فوراً باتیں چھڑ گئیں۔ فیضی نے آج ہمت کرکے زیبا سے ایک ایسا سوال کر ہی لیا جس کو اکثر وہ سوچتے تھے کہ زیبا سے پوچھ لیں "میری یہ اب تک سمجھ میں نہ آیا کہ تمھارے پاس تو خود اتنی دولت ہے تو تم آخر کیوں عرفی جیسے خشک آدمی کے ساتھ رہنا گوارہ کر رہی ہو۔ جب کہ تم یہ بھی خوب جانتی ہو کہ عرفی تمھارے یہاں رہنے سے زیادہ خوش نہیں ہیں"۔
زیبا نے اپنی گھنی پلکیں اوپر اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا "دراصل فیضی میں تو عرفی کے یہاں صرف دو چار دن رہنے کے ارادہ سے آئی تھی۔ ارادہ تھا کہ بہت جلد دہرہ دون واپس چلی جاؤں گی۔ مگر جب عرفی نے میرے یہاں رہنے پر عجیب اور احمقانہ باتیں کیں تو مجھے بھی مذاق سوجھا اور میں نے کچھ دن عرفی کے گھر رہ جانے کا تہیہ کر لیا۔ عرفی کے اس خیال کو میں توڑ دینا چاہتی تھی کہ کوئی لڑکی ان کے ساتھ تنہا کیوں نہیں رہ سکتی۔ بہر حال میں کامیاب ہو گئی اور عرفی کو میرے سامنے ہار مان لینا پڑی۔ اور اب تو میں سوچتی ہوں عرفی میرے اپنے گھر رہنے کو برا بھی نہیں سمجھتے۔ ساتھ ہی تم یہ خوب سمجھ لو کہ اب جس وقت مجھے یہ احساس ہو جائے گا کہ مجھے اچھی طرح جان لینے کے بعد بھی عرفی چاہتے ہیں کہ میں ان کے گھر سے چلی جاؤں تو دو منٹ کے اندر شبانہ چھوڑ کر چلی جاؤں گی"۔
فیضی نے قہقہے لگا کر زیبا کی بات سنی اور بولے "زیبا میں نے تمھاری طرح کی سمجھدار لڑکی آج تک نہیں دیکھی۔ مطلب یہ کہ عورتوں میں برا مان جانے کی عادت بہت

ہی زیادہ ہوتی ہے۔ کوئی دوسری لڑکی ہوتی تو اب تک کبھی کی بگڑ کر چلی گئی ہوتی۔"
زیبا نے تعجب ظاہر کرتے ہوئے کہا۔"اس میں برا ماننے کی کیا بات تھی۔ بس یہ عرفی کی بیوقوفی کی ضد ہی تو تھی۔ جس کو زبردستی توڑ دینا تھا۔"

فیضی نے زیبا سے کہا کہ"میں ابھی تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔ ذرا مجھے ایک ضروری کام ہے۔" یہ کہتے ہوئے فیضی تو چلے گئے اور زیبا اکیلی بیٹھی سوچ میں غرق ہی تھی۔ اس کو عرفی کے جانے سے فکر سی ہو رہی تھی۔ کیوں کہ نظامو جو ذرا مستعد آدمی تھا وہ کل ہی عرفی کے حکم کے مطابق جا چکا تھا۔ خانساماں بیچارہ بوڑھا آدمی تھا۔ ہاں بس چوکیدار ایک مستعد اور ہوشیار آدمی باقی رہ گیا تھا۔ زیبا کو بار بار غفران کی باتوں کا خیال آ رہا تھا۔ ادھر عرفی بھی اپنی لائبریری میں بیٹھے اپنے سرکاری روپیہ کی وجہ سے پریشانی محسوس کر رہے تھے۔ وہ بار بار یہی سوچتے تھے کہ اگر کوئی آکر میرا سیف توڑنا چاہے گا تو یہ کام وہ آسانی سے نہ کر سکے گا کیونکہ سیف کافی مضبوط ہے۔ کبھی کبھی ان کو مسز گراہم پر غصہ آنے لگتا تھا کہ خواہ مخواہ دہلی جانے پر مصر ہے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ مجھے اگر آج دہلی نہ جانا ہوتا تو کل صبح پہلا کام یہ کرتا کہ اس روپیہ کو بینک میں داخل کر دیتا تاکہ میری ذمہ داری ختم ہو جاتی۔ انھیں خیالات میں غرق عرفی اٹھ کر ٹہلنے لگے۔ انھوں نے سوچا کہ سیف کی کنجی اپنے ساتھ نہیں لے جانا چاہئے بلکہ اسے زیبا کو دیدوں۔ کیوں کہ اب عرفی زیبا پر بہت بھروسہ کرنے لگے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ کوئی بھی معاملہ یا ضرورت ہوگی تو زیبا اتنی عقلمند لڑکی ہے، اس سے اچھی طرح نمٹ لے گی۔ اسی لئے انھوں نے سوچا کہ زیبا سے کہیں کہ وہ لائبریری میں ایک تالا لگائے اور ایک تالا گیلری کے باہر لگوائے اس کی ایک چابی عرفی کے پاس رہے اور ایک زیبا کے پاس۔ اور سرکاری روپئے کی بابت بھی زیبا کو بتا دیں کہ زیبا اور مستعدی سے گھر کی حفاظت کرے۔ یہی طے کر کے انھوں نے

زیبا کو آواز دے کر لائبریری میں بلایا اور کہا "زیبا میں اس وقت ذرا پریشان ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ ایک سرکاری رقم یعنی پندرہ ہزار روپیہ میرے پاس سیف میں رکھا ہے۔ اس کو آج اتوار ہونے کی وجہ سے میں بینک میں جمع نہیں کر سکا اور اب دہلی جا رہا ہوں۔ مگر مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے کہ تم اس روپیہ کی آج رات خوب مستعدی سے حفاظت کرو گی اور صبح ہی پہلا کام یہ کرنا کہ اس کو بینک میں میرے نام سے جمع کر دینا۔ صرف آج رات کی تمھیں تکلیف اٹھانا پڑے گی۔ کیوں کہ میں اپنی کوئی ذاتی بڑی رقم سیف میں کبھی نہیں رکھتا ہوں۔ صرف ہزار دو ہزار روپے وقت ضرورت کے لئے سیف میں رکھتا ہوں۔ اور یہ سیف بھی بہت مضبوط ہے۔ نمبر کا تالا ہونے کی وجہ سے کوئی آسانی سے کھول بھی نہیں سکتا۔ اور تالے کا نمبر تمھیں معلوم ہے یا مجھے۔ تو پھر تم اطمینان سے رہنا۔ ہاں ایک کام کل ضرور یہ کرا لینا کہ لائبریری کے کمرے کی باہری کھڑکیاں ذرا کمزور ہو رہی ہیں ان کو بڑھئی بلا کر ٹھیک کرا لینا۔"

زیبا نے بہت خاموشی سے عرفی کی بات سنی اور پھر پوری ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے جواب دیا "تم اطمینان رکھو۔ میں آج رات بہت ہوشیاری سے سیف کی حفاظت کروں گی۔ کنجی مستقل میں اپنے گلے میں پہنے رہوں گی۔ مگر تم اپنے جانے سے پہلے چل کر مجھے ایک مرتبہ سیف کھول کر بتا دو اور پھر ذرا رقم بھی ایک مرتبہ گنوا دو۔ صبح میں فوراً اس کو بینک میں خود رکھ آؤں گی۔ اس میں کوئی غلطی ہونے کا امکان نہیں ہے کیوں کہ میں قادر چچا کے لئے یہ کام ہمیشہ کرتی رہی ہوں۔ وہ ہمیشہ مجھ ہی سے روپیہ بینک میں رکھاتے تھے اور روپیہ نکالنے بھی میں ہی جاتی تھی۔ تم بالکل مطمئن رہو۔"

عرفی اور زیبا یہی باتیں کرتے سیف کے قریب پہنچے اور عرفی نے سیف کا تالا کھول کر زیبا کو اچھی طرح سمجھا دیا۔ پھر روپیہ بھی ایک مرتبہ گنا دیا۔ پندرہ ہزار کے نوٹوں کے علاوہ خود عرفی کے تقریباً دو ہزار روپے سیف میں نکلے۔ ان کو گن کر زیبا

نے علیحدہ کر لیا۔ پھر سیف کو خود ہی بند کیا۔ ایک بات سے زیبا کی مستعدی اور ہو
عرفی پر ظاہر ہوئی کہ جب عرفی سیف کا تالا کھولنے جا رہے تھے تو زیبا نے لپک کر
کمرے کے دروازہ پر آکر باہر کی جانب دیکھا کہ کمرے کے قریب کوئی ہے تو نہیں۔
پھر دروازہ بند کر لیا۔ عرفی کو زیبا کی یہ احتیاط بہت پسند آئی اور مسکرا کر کہنے
لگے "واقعی تم بہت چالاک ہو۔ میرا ادھر خیال بھی نہیں گیا تھا۔" جواب میں زیبا
بھی ہنس پڑی اور کہا "دیکھو جی تم نے لفظ چالاک میرے لئے بہت غلط استعمال
کیا ہے۔ خیر میں جانتی ہوں تمھاری نیت بری نہیں۔"

"ہاں دیکھو زیبا میں نے دوسرا انتظام یہ کیا ہے کہ میری غیر موجودگی میں
چوکیدار کی بیوی اندر برآمدہ میں سوئے گی۔ وہ بوڑھی عورت ہے۔ رات کو ذرا
جاگتی رہے گی۔ ویسے گھر کے متعلق مجھے تم کو کچھ بتانا نہیں ہے۔ کیوں کہ تم مجھ سے
کہیں زیادہ سارے معاملات جانتی ہو۔"

زیبا نے مسکرا کر جواب دیا "شکریہ کہ تم مجھ پر اب اس قدر بھروسہ کرنے لگے
ہو۔" اسی درمیان میں زیبا آج کی آئی ہوئی ڈاک جو میز پر رکھی تھی دیکھنے لگی
اور ساتھ ہی عرفی سے کہنے لگی "میں نے تمھارے وہ سارے کپڑے جن کو مرمت
کی ضرورت تھی نظامو سے کہہ کر نکلوا لئے ہیں۔ تمھاری غیر موجودگی میں ان کو اطمینان
سے درست کر لوں گی۔" یہ سن کر عرفی کو محسوس ہوا کہ واقعی زیبا کو عرفی سے بڑا خلوص
لگاؤ ہے اور عرفی کے گھر کو زیبا اب اپنا گھر سمجھنے لگی ہے۔ عرفی نے زیبا سے دریافت
کیا کہ فیضی جلد ہی آنے کو کہہ گئے تھے مگر ابھی آئے نہیں۔ زیبا جو ایک خط کو بہت
بغور پڑھ رہی تھی عرفی کے سوال پر بغیر ان کی طرف رخ کئے بولی "آتے ہی ہوں گے"
اسی وقت فیضی کے بھاری بلیپر بوٹوں کی آواز گیلری میں گونجنے لگی۔ عرفی نے بلند آواز
سے کہا "چلے آؤ" فیضی کمرے میں داخل ہوتے ہی زیبا کی کرسی کی پشت پر جھک کر اسو

خط پڑھنے کی کوشش کرنے لگے۔ ساتھ ہی زیبا کی طرف جوان کی نظر اٹھی تو انھیں ایسا محسوس ہوا کہ اس کے چہرہ کا رنگ اڑا ہوا ہے اور وہ کچھ پریشان سی ہے۔ اسی لئے انھوں نے زیبا سے کہا "خیر تو ہے۔ تم تو کچھ پریشان دکھائی دے رہی ہو۔ کیا تمھارے خط میں کوئی بری خبر ہے" زیبا جلدی سے کرسی پر سے کھڑی ہوگئی۔ اور خط کو اپنے ہاتھ سے چھپاتے ہوئے بولی "فیضی یہ تمھاری بہت بری عادت ہے کہ بغیر اجازت خطوط پڑھنے لگتے ہو۔ نہیں کوئی بری خبر نہیں ہے۔ دراصل مجھے عرفی کی جدائی بہت کھل رہی ہے۔ میری یہ کمزوری ہے کہ میں جس کے ساتھ رہتی ہوں اس کی تھوڑی سی جدائی بھی مجھے بہت شاق گذرتی ہے" اس نے عرفی کو مخاطب کر کے کہا۔

"ابھی صرف نو بجے ہیں۔ ابھی تمھارے جانے میں دو گھنٹے باقی ہیں۔ کیوں نہ تم دو گھنٹے سو جاؤ۔ پھر رات کو سفر میں بے آرام رہو گے۔ میں تمھیں ٹھیک ساڑھے دس بجے جگا دوں گی۔"

"نہیں نہیں۔ مجھے نیند اس طرح نہیں آئے گی۔ اور پھر میری عادت ہے کہ میں سفر میں اپنی نیند خوب آرام سے پوری کر لیتا ہوں"

عرفی بات کر رہے تھے مگر زیبا کا خیال پھر اپنے خط کی طرف بھٹک گیا تھا۔ یہ خط طارق کا تھا جس میں اس نے عجیب عجیب القابوں سے زیبا کو مخاطب کیا تھا جیسا کہ وہ ہمیشہ گفتگو کے درمیان بھی کرتا تھا۔ اور یہ لکھا تھا کہ "میں نے سنا ہے کہ آج کل تم اپنے رشتہ کے بھائی عرفی کے ساتھ رہ رہی ہو۔ میں بھی کچھ دن تمھارے ساتھ رہنے کے لئے آ رہا ہوں۔ تمھاری یاد نے آج کل مجھے بہت ستا رکھا ہے۔ اچھا ہے اسی سلسلہ میں میری ملاقات بھی عرفی بھائی سے ہو جائے گی۔ یعنی وہ بھی تمھارے ہونے والے شوہر کو دیکھ لیں گے۔"

گیارھواں باب

زیبا کے لائبریری سے جانے کے بعد عرفی اور فیضی آپس میں باتیں کرنے لگے۔
فیضی کو اس بات پر اعتراض تھا کہ عرفی اپنے ساتھ نظامو کو لے جا رہا ہے کیوں کہ وہ ایک مستعد نوکر تھا۔ زیبا کی وجہ سے اس کو گھر پر چھوڑنا چاہئے تھا۔ اور جب فیضی کو یہ معلوم ہوا کہ نظامو تو کل ہی دہلی جا چکا ہے تو ان کو کچھ تعجب ہوا۔ انھوں نے عرفی سے دریافت کیا "یہ کیوں آخر نظامو کو پہلے سے دہلی بھیجنے میں آپ کی کیا مصلحت تھی۔ کیا زیبا کو کوئی اور دھوکہ دینا ہے۔"
عرفی نے چڑ کر کہا "تم بھی عجیب طرح کی باتیں کرتے ہو۔ آخر نظامو کے پہلے جانے سے اور زیبا کے دھوکے سے کیا مطلب۔ دراصل میں اس کو اپنے ساتھ ٹھہرانا نہیں چاہتا تھا کہ شاید مسز گراہم اس بات کو اچھا نہ سمجھے اور اس کو دہلی نہ لے جاتا تو مجھے وہاں باہری کاموں کے لئے دقت ہوتی۔ اسی لئے اس کو پہلے سے اپنے ایک دوست کے پاس بھیج دیا ہے تاکہ وہ مجھے وہاں مل جائے۔"
"ان تمام باتوں پر غور کرنے کے بعد میں تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آدمی عورت کے چکر میں پڑ کر نہایت فضول باتیں کرنا شروع کر دیتا ہے۔"
عرفی کی پیشانی پر بل پڑ گئے اور کہنے لگے "فیضی کم سے کم تمھیں تو میرے متعلق اس طرح نہیں سوچنا چاہئے۔ ارے بھائی! مسز گراہم شادی شدہ ہے۔"

عرفی اور فیضی یہی باتیں کر رہے تھے کہ کسی نے باہری دروازہ کھٹکھٹایا۔ فیضی یہ دیکھنے گئے کہ کون ہے۔ دروازہ پر لمبا کوٹ پہنے ہوئے غفران کھڑے تھے انھوں نے فیضی کو سلام کیا اور دریافت کیا کہ مسٹر افغانی گھر پر ہیں یا نہیں فیضی نے ان سے کہا کہ آپ ملاقات کے کمرے میں تشریف رکھئے۔ میں اندر جاکر دیکھتا ہوں۔"

فیضی نے واپس آکر عرفی کو غفران کے بارے میں بتایا۔ عرفی کو اس وقت غفران کی آمد بہت ناگوار ہوئی۔ انھوں نے فیضی سے منھ بنا کر کہا" عجیب سرپھرا آدمی ہے خواہ مخواہ سر ہو رہا ہے۔"

فیضی نے دریافت کیا" آخر یہ کون صاحب ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔"

عرفی نے فیضی کو بتایا کہ یہ صاحب سی۔ آئی۔ ڈی۔ کے محکمہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ایکٹر ڈاکو کے پیچھے لگائے گئے ہیں اور خاص بات یہ ہے کہ غفران کو یہ اطلاع اس کے محکمہ سے ملی ہے کہ ایک مرتبہ ایکٹر کا ارادہ عرفی کا بینک یا ان کا گھر لوٹنے کا ہے۔

فیضی نے ذرا پریشان ہو کر کہا" بھئی نام تو اس ڈاکو کا میں نے بھی سنا ہے۔ ہر شخص یہی کہتا ہے کہ کمبخت بلا کا چالاک ہے۔ تو کیا آپ کے گھر میں کوئی رقم رکھی ہے۔ دیکھئے اس بات کو معمولی سمجھ کر نہیں ٹالنا چاہئے۔ احتیاط تو کرنی ہی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ بعد میں پچھتانا پڑے۔"

"ارے بھائی میں نے شاید بتایا تو تھا تم کو کہ میرے سیف میں پندرہ ہزار روپیہ ہے۔ آج اتوار ہونے کی وجہ سے اس کو بینک میں داخل نہیں کر سکا ہوں بہرحال میں نے اس کے لئے معقول انتظام کر دیا ہے۔ زیبا آج رات کو اس کی حفاظت کرے گی۔ اور صبح ہی جاکر اس کو بینک میں رکھا دے گی۔ ہاں میرے خیال میں سیف کے تالے کا نمبر میں تم کو بھی بتا دوں تو اچھا ہے۔ تم نمبر نوٹ کر لو۔"

فیضی نے گھبرا کر کہا" بھئی مجھے اطمینان نہیں ہوا ہے۔ آپ کی نقل کر لینا کسی

کے لئے کچھ مشکل نہیں صرف ایک عدد کالی داڑھی کی ضرورت ہے اور بس۔ میں تو خود کبھی کبھی مذاق میں آپ کا حلیہ بنانے کی سوچا کرتا ہوں۔ اور پھر ایکٹر ڈاکو کے لئے تو یہ کام بہت ہی سہل ہوگا۔ بھائی کوئی پکا انتظام کرو۔"

عرفی نے اٹھ کر مذاق میں فیضی کو کمرے سے ڈھکیلتے ہوئے کہا۔" اما جاؤ۔ تم ایک فوجی افسر ہونے کے باوجود بہت ہی ڈرپوک ہو۔" یہ کہہ کر وہ جلدی سے اٹھ کر اسٹیشن جانے کی تیاری کرنے لگے۔ انھوں نے تھوڑی دیر بعد زیبا کو آواز دی تاکہ اس سے رخصت ہولیں۔ زیبا نے شاید عرفی کی آواز نہیں سنی۔

گھڑی پر نظر پڑتے ہی عرفی گھبرا گئے۔ کیوں کہ اس وقت دس بج کر چالیس منٹ ہو چکے تھے۔ وہ جلدی سے بغیر کسی سے کچھ کہے کار میں جا کر بیٹھ گئے اور دفتر کے ڈرائیور سے جو کار کو واپس گھر لاتا۔ کہا۔" جلدی کرو اسٹیشن چلو۔ عرفی نے فیضی کو بھی چلتے وقت خدا حافظ نہ کہا تھا۔ نہ ہی انھوں نے فیضی سے یہ بتایا تھا کہ وہ غفران سے کیا کہہ دیں۔ اسی لئے کچھ دیر بعد فیضی ان کو تلاش کرتے ہوئے جب لائبریری میں آئے تو معلوم ہوا کہ عرفی جا چکے ہیں۔ فیضی کو بڑا افسوس ہوا کہ انھوں نے عرفی سے ان کا دہلی میں قیام کا پتہ بھی نہ دریافت کیا۔ مگر جیسے ہی انھوں نے گھڑی دیکھی تو انھیں معلوم ہوا کہ ابھی تو ٹرین کے آنے میں پندرہ منٹ باقی ہیں۔ کیوں نہ وہ اسٹیشن جا کر عرفی سے ان کا پتہ وغیرہ دریافت کرلیں۔ اور اس طرح ان کو اس وقت مسز گراہم کو بھی دیکھ لینے کا موقع مل جائے گا۔ یہی سوچ کر انھوں نے زیبا کو آواز دی کہ اس کو اپنے اسٹیشن جانے کے بارے میں بتا دیں اور ساتھ ہی وہ یہ بھی سوچنے لگے کہ آج زیبا خط پڑھنے کے بعد کچھ پریشان کیوں معلوم ہو رہی تھی۔ وہ ٹہلتے ہوئے عرفی کی لائبریری میں چلے گئے۔ معاً ان کو خیال آیا کہ سیف کھول کر روپیہ جو عرفی چھوڑ گئے ہیں اس کو گن لینا چاہیے۔ انھوں نے

ہچکچاتے ہوئے سیف کے تالے کا نمبر ملایا اور جوں ہی انھوں نے سیف کھولا
تو ان کی حیرت کی حد نہ رہی کہ وہاں سوائے چند کاغذات کے کچھ نہ تھا۔

بارہواں باب

فیضی حیران پریشان لائبریری میں کھڑے تھے کہ زیبا آہستہ قدم رکھتی ہوئی کمرہ میں داخل ہوئی۔ اس کے چہرہ پر ابھی تک پریشانی کا اثر تھا فیضی پر جیسے ہی زیبا کی نظر پڑی وہ حیرت سے چلّا پڑی "اوہ فیضی تم ابھی تک یہیں ہو۔ میں تو سمجھی تھی تم بھی چلے گئے ہوگے۔ مگر تم اس قدر پریشان کیوں ہو۔ کیا بات ہے ؟"

فیضی نے زیبا کے سوال کو ان سنا کر کے خود زیبا ہی سے سوال کیا۔ "سچ بتاؤ زیبا تم وہ خط پڑھ کے اتنی پریشان کیوں ہو؟"

زیبا نے ایک گہری سانس لے کر کہا "کیا بتاؤں فیضی! میں آج بڑی الجھن میں پڑگئی ہوں مگر پہلے تم بتاؤ کہ تمھاری پریشانی کا کیا باعث ہے۔ تب میں تمھیں بتاؤں گی۔

"بھئی عرفی مجھ سے چلتے وقت کہہ گئے تھے کہ وہ کچھ سرکاری روپیہ اپنے سیف میں چھوڑے جارہے ہیں اور اسی لئے وہ سیف کے تالے کا نمبر بھی مجھے نوٹ کرا گئے ہیں۔ میں نے ان کے جانے کے بعد سیف کھول کر دیکھا تو وہاں سوائے چند کاغذات کے کچھ بھی نہیں ہے۔"

"وہ روپیہ عرفی میری نگرانی میں چھوڑ گئے تھے۔ لہٰذا وہ میرے پاس ہے۔ بس اتنی سی بات کے لئے تم پریشان تھے۔"

"خیر شکر ہے کہ روپیہ محفوظ ہے۔ اب تم اپنی پریشانی کی وجہ بتاؤ۔"
زیبا کرسی پر گرسی گئی اور اس نے ایک لمحہ توقف کے بعد کہا "یہ تو شاید میں تمھیں بتا چکی ہوں کہ کئی برس ہوئے طارق مجھ سے خفا ہو کر چلا گیا تھا اور جاتے وقت دس ہزار روپیہ بھی اس نے مجھے دیا تھا جس کا تذکرہ میں نے اس کے والد یعنی باقر چچا سے بھی نہیں کیا تھا۔ اور یہ بھی تم کو بتا چکی ہوں کہ طارق بالکل سنکی ہے۔ بلکہ بعض وقت تو اس کی عجیب حرکتیں دیکھ کر اسے صرف سنکی نہیں بلکہ پاگل کہنے کو جی چاہتا ہے۔ بہر حال مدت کے بعد شام کی ڈاک سے اس کا خط آیا ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے خط فیضی کے ہاتھ میں دے دیا۔ فیضی نے جلدی جلدی خط پڑھا اور مسکرا کر بولے۔ "تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟"
"یہ کیا کم بات ہے کہ وہ یہاں آرہا ہے۔ اور اگر کہیں اس نے اپنے روپیہ کا تقاضہ کیا تو کیا ہوگا۔ کیوں کہ میں کچھ روپیہ اس میں سے خرچ بھی کر چکی ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں سمجھی تھی کہ وہ اب واپس نہیں آئے گا۔ دوسری پریشانی کی بات یہ ہے کہ وہ پھر مجھ سے شادی کر لینے کا تقاضہ شروع کرے گا۔"
"تو پھر تم نے کیا سوچا ہے؟"
"اسی کام کے لئے تو میں تم کو اور عرفی کو باتیں کرتا چھوڑ کر دوسرے کمرے میں اس کے خط کا جواب لکھنے جلدی سے چلی گئی تھی۔ میں نے اس کو لکھ دیا ہے کہ "تمھارے آنے کی ضرورت بالکل نہیں ہے کیوں کہ اب میری شادی ہو چکی ہے اور بلکہ میں ایک بیوہ کی حیثیت سے عرفی بھائی کے یہاں نہیں بلکہ اپنے ایک چچا کے یہاں رہ رہی ہوں۔" اور اگر اس نے مجھ سے روپیہ کے لئے تقاضہ کیا تو میں نے سوچ لیا ہے کہ عرفی کے سرکاری روپئے میں سے دیدوں گی۔ تو بتاؤ میں نے دونوں باتیں ٹھیک سوچی ہیں نا!"

"نہیں زیبا ایسا غضب نہ کرنا کہ سرکاری روپیہ میں سے روپے اس کو دو۔ میں تمھارے لئے کوئی اور انتظام کر دوں گا۔"

زیبا نے اطمینان کی سانس لے کر کہا "خیر یہ بھی ٹھیک ہے مگر وہ حضرت اگر میرا خط ملنے سے پہلے ہی یہاں کے لئے روانہ ہو گئے تو کیا ہوگا۔ میں تو کہتی ہوں اس وقت عرفی کا یہاں موجود نہ ہونا بہت ہی اچھا ہوا ورنہ ان کے لئے خواہ مخواہ پریشانی کا سامان ہوتا۔"

فیضی مسکرائے اور مذاق اڑانے کی خاطر کہنے لگے۔ ایک تو بیچارے کو تم نے پاگل بنایا اور پھر اب اس کا بالکل ہی پتہ کاٹنے کی فکر میں ہو۔ یہ اپنے بیوہ ہونے کی خبر اس کو لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"میں نے یہ اس لئے لکھا کہ وہ یہاں آنے کا ارادہ ملتوی کر دے۔ اگر میں صرف یہ لکھتی کہ میں عرفی کے یہاں ہوں تو وہ باوجود میرے منع کرنے کے ضرور آدھمکتا۔ اسی لئے میں نے اسے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ میں اپنے جن چچا کے پاس رہتی ہوں وہ بے حد قدامت پرست ہیں اور میرا کسی سے ملنا جلنا بالکل پسند نہیں کرتے ہیں۔"

اب رات کافی جا چکی تھی فیضی جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ انھوں نے زیبا سے کہا "اچھا اب میں چلتا ہوں۔ مگر جانے سے پہلے تم مجھے ذرا یہ دکھا دو کہ تم نے عرفی کا روپیہ کہاں رکھا ہے۔" زیبا نے جونہی نوٹوں کی گڈیاں اپنے پرس سے نکالیں تو ان کے ساتھ ہی زیبا کا ننھا سا پستول بھی نکل کر میز پر گر پڑا۔ فیضی نے اسے اٹھا کر زیبا کے حوالہ کیا اور گھبرا کر بولے "غضب کرتی ہو زیبا۔ بھرا ہوا پستول تم ہر وقت پرس میں رکھتی ہو۔ یہ پستول کسی دراز یا الماری میں سنبھال کر رکھنا چاہئے۔"

"واہ! پھر پستول رکھنے کا فائدہ ہی کیا ہوا۔ اس کے بھرنے میں دیر لگتی ہے اسی لئے میں اس کو ہر وقت تیار رکھتی ہوں۔ تم لوگ اس خوبصورت ننھے سے پستول سے کیوں

اس قدر خوفزدہ ہو جاتے ہو۔ تمھیں معلوم ہونا چاہئے کہ جن دنوں میں کسی خطرہ کی بو محسوس کر لیتی ہوں تو یہ ہر دم میرے ساتھ رہتا ہے۔"

زیبا یہ کہہ رہی تھی کہ چوکیدار نے اندر آکر کہا "مس صاحبہ غفران صاحب کہہ رہے ہیں کہ اگر صاحب اس وقت مصروف ہوں تو وہ پھر کسی وقت ان سے ملیں گے۔"

فیضی اور زیبا دونوں چونک پڑے اور دونوں جلدی سے ملاقات کے کمرے میں آئے اور غفران سے معافی مانگنے لگے کہ ان کو اتنی دیر تک انتظار کی زحمت ہوئی۔ انھوں نے غفران کو یہ بھی بتادیا کہ عرفی کسی کام کے سلسلہ میں باہر گئے ہوئے ہیں۔ غفران نے مسکراکر کہا "کوئی بات نہیں مس صاحبہ! ذرا ان صاحب سے تعارف کرائیے۔ مجھے ان سے ملنے کا کبھی پہلے اتفاق نہیں ہوا ہے۔"

زیبا نے فیضی کا تعارف غفران سے کرایا۔ فیضی غفران سے ہاتھ ملاکر کرسی پر بیٹھ گئے۔ غفران کہنے لگے "مجھے افسوس ہے کہ آج بھی میں مسٹر افغانی سے نہ مل سکا۔ مجھے ان سے کچھ ضروری باتیں کرنا تھیں جو آج ہی مجھے اپنے محکمہ کے ذریعہ معلوم ہوئیں۔"

زیبا نے ذرا لاپروائی سے کہا "وہی ایکٹر ڈاکو کے متعلق۔"

غفران نے زیبا کے لہجہ کو سمجھتے ہوئے جواب دیا "دیکھئے مس صاحبہ یہ معمولی بات نہیں ہے۔ یہ معاملہ ایکٹر ڈاکو کا ہے۔ فرض کر لیجئے کہ اس کو معلوم ہو جائے کہ آج کل آپ کے والد گھر پر نہیں ہیں اور وہ آج ہی رات کو ان کی شکل میں گھر کے اندر آجائے تو یقین کیجئے کہ آپ اس کو کسی طرح پہچان نہ پائیں گی۔"

زیبا نے مسکراکر کہا "دیکھئے مسٹر میں پہلے آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ مسٹر افغانی میرے والد نہیں ہیں۔" غفران اس وقت اپنی بات کی جھونک میں تھے۔ زیبا کی بات شاید انھوں نے سنی بھی نہیں اور کہتے چلے گئے۔

"سمجھ لیجئے کہ ایکٹر کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔ وہ بے انتہا چالاک ہے۔ اس کو بس وہی شخص پہچان سکتا ہے جو برسوں سے اس کی حرکتوں کا مطالعہ کر رہا ہو۔"
فیضی نے غفران کی بات کاٹتے ہوئے کہا "لیکن وہ آخر گھر میں آئے گا کیوں؟"
"مسٹر یہ تو ہر شخص کہتا ہے کہ ہمارے پاس رکھا ہی کیا ہے۔ وہ ہمارے گھر بھلا کیوں آئے گا۔ لیکن جب وہ آجاتا ہے اور ہاتھ صاف کر جاتا ہے تب معلوم ہوتا ہے کہ کتنا بڑا نقصان ہو گیا۔ مثلاً وہ اگر یہاں آکر آپ کے سیف کی صفائی کر جائے۔ آخر سیف میں گھر کی قیمتی چیزیں ہی تو رکھی جاتی ہیں۔"
زیبا جلدی سے بول پڑی "ہماری سیف میں کوئی قیمتی چیز نہیں ہے دیکھئے یہ بہت پرانا بنا ہوا مکان ہے۔ یعنی اس زمانے کا بنا ہوا ہے جب لوگ اپنی جمع پونجی گھر کے اندر ہی رکھنا پسند کرتے تھے۔ بینک وغیرہ نہیں تھے بس اسی لئے ہمارے گھر میں سیف رکھا ہوا ہے۔ میرے بھائی افغانی صاحب اپنی کوئی رقم گھر کے اندر رکھنا پسند نہیں کرتے ہیں۔" یہ کہتے ہوئے زیبا محسوس کر رہی تھی کہ وہ کس صفائی سے جھوٹ بول رہی ہے اور اس نے باتوں کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا "بہر حال آپ ہمیں کچھ اور باتیں اس ڈاکو کے بارے میں بتائیے۔"
غفران نے زیبا کے بچپنے پر مسکرا کہا "یہ سمجھ لیجئے کہ ایکٹر کی نس نس سے سوائے میرے کوئی واقف نہیں ہے۔ اس کے متعلق خاص بات یہ ہے کہ اس کا کوئی گروہ نہیں ہے بلکہ اس کی شریک کار صرف ایک عورت ہے اور وہ عورت خود کو ایک امریکن تاجر کی بیوی بتاتی ہے۔ سنا ہے عورت کافی ذہین اور پڑھی لکھی ہے اور ہر موضوع پر گھنٹوں بات چیت کر سکتی ہے۔ جس پر ایکٹر کی نظر ہوتی ہے اسی آدمی سے یہ عورت پہلے دوستی کرتی ہے اور زیادہ سے زیادہ اس شخص کے نزدیک رہ کر اس کی ہر چھوٹی بڑی عادت پر غور کرتی ہے اور ساری باتوں کی اطلاع اپنے ساتھی کو کرتی رہتی

ہے۔ تاکہ اس کو اس شخص کا "رول" ادا کرنے میں کوئی دقت نہ ہو۔"
زیبا نے سر ہلا کر کہا "میں سمجھ گئی۔ اسی لئے وہ اس قدر عمدہ طریقہ سے کسی بھی شخص کا حلیہ بنا لیتا ہے۔"
" اور سنئے! وہ عورت بہت خوبصورت اور دلکش ہے۔ کرتی یہ ہے کہ پہلے آدمی سے دوستی کرتی ہے پھر اس کو اس کے گھر سے دور چلنے پر تیار کرتی ہے اور خود بھی ساتھ جانے کی تیاری کرتی ہے مگر عین وقت پر اس شخص سے آکر کہتی ہے کہ اچانک اس کا شوہر آگیا ہے۔ ظاہر ہے وہ اس کے ساتھ تو اب نہیں جاسکے گی مگر دو یا تین دن بعد اس سے آکر مل جائے گی۔ اس طرح اس کو کسی بھی طرح باہر بھیج کر گویا ایکٹر کے لئے راستہ صاف کر دیتی ہے۔"
اب توفیقی بھی جو خاموشی سے غفران کی باتیں سن رہے تھے چونک پڑے۔ انکو معاً مسز گراہم ایکٹر کی ساتھی عورت معلوم ہونے لگی۔ پھر بھی اپنا اور اطمینان کر لینے کے لئے انھوں نے غفران سے دریافت کیا "تو کیا وہ ہر عمر کے آدمی کو دھوکہ دے سکتی ہے۔ میرا مطلب ہے کہ اس کا یہ طریقہ صرف نوجوانوں کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ گویا اس کا طریق کار ہی یہی ہے۔"
" ارے صاحب وہ اتنی چالاک عورت ہے کہ اس کے لئے ہر عمر کا شخص ایک ہی طرح کا شکار ہے۔ وہ تو ہر عمر کے آدمی کو ایسا الو بناتی ہے کہ بس دیکھتے رہ جایئے۔ مثلاً وہ آپ جیسے عقلمند کو بھی چند دن میں اپنا گرویدہ بنا سکتی ہے۔ بات یہ ہے کہ وہ ایک تعلیم یافتہ عورت ہے اور فوراً تاڑ لیتی ہے کہ یہ آدمی کس طرح قابو میں کیا جاسکتا ہے، اسی طرح کی اس سے باتیں بناتی ہے۔"
اب توفیقی کو جیسے بجلی کا کرنٹ لگ گیا۔ وہ فوراً ہی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور سوچنے لگے کہ اب بھی وقت ہے۔ ابھی صرف گیارہ بجنے میں چھ یا سات منٹ ہیں۔

وہ اسٹیشن پہنچ کر عرفی کو خبردار کر سکتے ہیں۔ انھوں نے جلدی سے زیبا سے جانے کی اجازت مانگی اور تیز قدم اٹھاتے ایک ٹیکسی کی فکر میں شبانہ کے گیٹ سے نکل گئے۔

مگر زیبا کو غفران کی باتوں میں بہت دلچسپی معلوم ہو رہی تھی۔ ویسے بھی وہ اپنا وقت کاٹنا چاہتی تھی۔ وہ چاہ رہی تھی جتنی دیر ہو سکے وہ غفران کو باتوں میں لگائے رہے۔ حالانکہ فیضی کے جانے کے بعد غفران اٹھنے بھی لگے مگر زیبا نے ان کو بہت اصرار سے پھر بٹھا لیا۔ اور دونوں میں پھر باتیں ہونے لگیں۔ غفران نے زیبا سے پھر سوال کیا۔

" مسٹر افغانی کسی سیر تفریح کے لئے گئے ہیں یا کسی سرکاری کام سے ان کو مجبوراً باہر جانا پڑا ہے؟"

زیبا نے ان کا مطلب سمجھ لیا اور مسکرا کر بولی "افغانی صاحب بھلا تفریح کے لئے باہر جا سکتے ہیں۔ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ وہ بہت مصروف آدمی ہیں۔ وہ سرکاری کام ہی کے سلسلہ میں باہر گئے ہیں۔ میں آپ کے اس سوال کا مطلب سمجھ گئی ہوں۔ آپ اطمینان رکھئے کہ افغانی صاحب کو کوئی عورت کبھی نہیں پھانس سکتی۔"

" ارے صاحب ایکٹر کے لئے کوئی بات ناممکن نہیں۔ خدا کرے کہ افغانی صاحب اس سے محفوظ ہی رہیں۔ مگر احتیاط ضرور کیجئے گا۔ میں آپ کا پڑوسی ہوں۔ اس لئے عرض ہے کہ اگر ان کی غیر موجودگی میں کسی طرح کی کوئی ضرورت ہو تو بندہ ہر خدمت کے لئے اور ہر وقت حاضر ہے۔ بلا تکلف آپ مجھے بلا لیں۔"

زیبا نے غفران سے ان کا فون نمبر دریافت کیا اور ان کے خلوص کا شکریہ ادا کیا۔ غفران بھی اب جانے کی اجازت مانگ کر کھڑے ہو گئے۔ زیبا ان کو رخصت

کرنے دروازہ تک آئی۔ ان کے جانے کے بعد زیبا نے سارے گھر کے دروازہ پھر سے اچھی طرح دیکھ کر بند کئے۔ چوکیدار سے گیلری کے دروازہ میں باہر سے تالا لگوا کر اس کو ہوشیار رہنے کی ہدایت کرتی ہوئی اندر کے سارے دروازہ بھی خود بند کئے۔ لائبریری میں مضبوط تالا لگایا۔ چوکیدار کی بیوی کو بھی اندر کے برآمدے میں جاکر دیکھا کہ جاگتی ہے یا سوگئی۔ یہ سب کرنے کے بعد اس نے سوچا کہ وہ بجائے کمرہ کے ملاقات کے کمرہ ہی میں سوجائے تاکہ لائبریری سے قریب رہے۔ اسی لئے وہ ایک دلچسپ سی کتاب لے کر صوفے پر ہی لیٹ گئی تاکہ زیادہ سے زیادہ دیر تک جاگتی رہے۔ اس نے اپنا پرس جس میں روپئے اور پستول تھا اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیا۔

تیرہواں باب

عرفی جیسے ہی اسٹیشن پہنچے انھوں نے ڈرائیور سے کار واپس لے جانے کو کہہ دیا اور تیز قدم اٹھاتے فرسٹ کلاس کے ویٹنگ روم میں داخل ہو کر غسل خانہ کا رخ کیا اور جلدی سے اپنا بیگ کھول کر نیا شیونگ سیٹ نکالا۔ ان کو اپنی داڑھی پر پہلی مرتبہ ریزر چلاتے ہوئے بڑی تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ انھوں نے اپنے دل کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے سوچا کہ اس وقت مصلحت اسی میں ہے۔ ایسا ہی ہے تو داڑھی تو پھر کبھی رکھی جا سکتی ہے۔ پھر تو انھوں نے دو ہی ہاتھوں میں داڑھی کا صفایا کر دیا۔ اب جو انھوں نے اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھا تو خود کو ہی نہ پہچان سکے۔ واقعی وہ پہلے سے کہیں زیادہ حسین اور وجیہہ معلوم ہو رہے تھے۔ اور ایک ہی لمحہ میں ان کی عمر کم از کم دس سال کم معلوم ہونے لگی تھی۔ یہ عجیب بات تھی کہ اپنی نئی شکل آئینہ میں دیکھ کر سب سے پہلے ان کو زیبا کا خیال آیا۔ انھوں نے سوچا کہ " اب میں کسی طرح بھی زیبا کا باپ نہیں معلوم ہوتا۔ شیو کرنے کے بعد عرفی نے جلدی سے سوٹ کیس کھول کر اپنا نیا سوٹ نکالا۔ وہ سوٹ پہنتے جا رہے تھے اور سوچ رہے تھے کہ یہ سوٹ سل کر تو اس کا کپڑا اور بھی شوخ معلوم ہونے لگا۔ اگر وہ یہ کپڑا لینے سے پہلے زیبا کو دکھاتے تو وہ ہرگز ان کو اسے نہ لینے دیتی کیونکہ کپڑوں کے معاملہ میں زیبا کا مذاق بہت سنجیدہ اور اونچا تھا۔ بہرحال اب تو ان کو

اسی سوٹ کو پہن کر سفر کرنا تھا۔ سوٹ گو شوخ تھا مگر عرفی کے بدن پر سج گیا اور اس کی گوری چٹی رنگت پر بہار دکھانے لگا۔ انھوں نے قدآدم آئینہ میں اپنے کو دیکھا اور ہر طرح کا اطمینان ہو جانے پر ایک لمبی سانس لی۔ انھیں بالکل یقین تھا کہ ان کپڑوں میں بلا ڈاڑھی اب اگر ان کو کوئی بھی دیکھے تو ہرگز نہیں پہچان سکتا۔ باوجود اس قدر مقلند ہونے کے زیبا بھی اب ان کو نہ پہچان سکتی تھی۔ انھوں نے اپنے اتارے ہوئے کپڑوں کا ایک بنڈل بنایا۔ وہ ان کپڑوں کو اپنے ساتھ نہ لے جانا چاہتے تھے۔ لہذا انھوں نے سوچا کہ کیوں نہ اس بنڈل کو وہ ویٹنگ روم کے بیرا کو دیدیں۔ تاکہ واپسی پر اس سے واپس لے سکیں۔ انھوں نے بیرا کو طلب کر کے کپڑوں کا بنڈل اس کے حوالے کیا اور کچھ انعام بھی دیا اور کہا "اس کو تم اپنے پاس رکھو۔ ہم آٹھ دن بعد جب واپس ہوں گے تب یہ بنڈل تم سے لے لیں گے" بیرے نے پہلے تو عجیب نظروں سے عرفی کو دیکھا مگر عرفی کی آواز کو اس نے پہچان لیا۔ ان کا اسٹیشن کا ہر ملازم جانتا تھا۔ کیوں کہ عرفی اکثر کاموں سے جب بھی اسٹیشن آتے تھے تو ان لوگوں کو انعام و اکرام دے کر جاتے تھے۔ بیرا نے عرفی کو پہچانتے ہی ادب سے سلام کیا اور دریافت کیا۔

"حضور آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟"

عرفی نے بلا جھجک کہا "بھئی مجھے ایک سرکاری کام سے ذرا اپنا حلیہ بدل کر کے دہلی جانا پڑ رہا ہے"

"تو حضور کس دن واپس ہوں گے؟"

"آٹھ دن بعد صبح کی ٹرین سے لوٹوں گا۔ میں نظامو کو تمھارا نام بتا کر بھیجوں گا تم یہ کپڑے اس کو دے دینا"

"بہت بہتر حضور" کہتا ہوا بیرا باہر چلا گیا۔

عرفی نے اپنا بیگ اور سوٹ کیس بند کیا اور جلدی سے باہر نکلے۔ گاڑی آنے

میں اب صرف پانچ منٹ اور باقی تھے۔ مگر ان کو حیرت ہوئی کہ اب تک مسز گراہم کا کہیں پتہ نہ تھا۔ اس نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ گیارہ بجنے سے پندرہ منٹ پہلے وہ عرفی کو اسٹیشن پر مل جائے گی۔ عرفی بے چینی سے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگے انہوں نے ابھی مسز گراہم کے انتظار میں ٹکٹ بھی نہیں بنوایا تھا۔ جب گاڑی آنے میں صرف دو منٹ رہ گئے تو انھوں نے دیکھا کہ مسز گراہم جلدی جلدی قدم اٹھاتی کچھ گھبرائی ہوئی مگر بلا سامان کے ان کی طرف چلی آرہی ہے۔ عرفی نے بھی اپنے قدم تیز کئے اور جلدی سے مسز گراہم تک پہنچ گئے۔ اس سے پہلے کہ عرفی اس سے کچھ دریافت کرتے مسز گراہم نے جلدی جلدی مگر کانپتی ہوئی آواز سے کہنا شروع کیا "کیا بتاؤں عرفی صاحب میں تو بڑی مشکل میں پھنس گئی ہوں۔ ایک گھنٹہ ہوا اچانک مسٹر گراہم آگئے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ ان کو ہماری دوستی کے بارے میں کسی نے نہ جانے کیا کیا باتیں بتادی ہیں۔ لہذا جیسی کہ ان کی عادت ہے وہ غصہ میں آپے سے باہر ہیں۔ وہ مجھ سے کہنے لگے کہ "تم نے میرے جذبات کے ساتھ کھیل کھیلا ہے۔ میں تمھارے دوست کو تمھاری آنکھوں کے سامنے اپنی گولی کا نشانہ بناؤں گا۔" ان کا غصہ بڑا خطرناک ہے۔ نہ جانے کس طرح میں اس وقت تم کو خبر کرنے آئی ہوں کہ میں اس وقت تو کسی طرح بھی تمھارے ساتھ نہ جا سکوں گی۔ تمھارے لئے اس وقت یہی بہتر ہے کہ تم ضرور اسی گاڑی سے دہلی کے لئے روانہ ہوجاؤ کیوں کہ مسٹر گراہم اس وقت تمھارے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ دو تین دن بعد تمھارے پاس ضرور پہنچ جاؤں گی۔"

عرفی نے پیشانی پر بل ڈال کر کہا "مگر تم نے اپنے شوہر کو بتایا نہیں کہ ہم صرف دوست ہیں، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔"

"مگر تم خود سوچو کہ ایک شادی شدہ عورت کی ایسی بات کا کس کو یقین

آسکتا ہے۔ عرفی! مجھے اپنی وعدہ خلافی پر سخت افسوس اور شرمندگی ہے مگر تم ضرور دہلی چلے جاؤ۔ میں چاہتی ہوں کہ مسٹر گراہم کو بھی جلدی سے یہ معلوم ہو جائے کہ تم یہاں نہیں ہو۔ تم یقین کرو کہ میں ضرور تمھارے پاس پہنچ جاؤں گی" اتنا کہہ کر مسز گراہم نے بغور عرفی کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ عرفی کے چہرہ کو متفکر دیکھ کر بولی "عرفی جلدی کرو، جاؤ جلدی، وقت بہت کم ہے۔ سوچنے کا موقع نہیں ہے۔ مجھے بھی جلدی گھر پہنچنا ہے۔ اچھا خدا حافظ۔ میں چلی" اور تیز قدموں سے پلیٹ فارم کے باہر چلی گئی۔ ایک لمحہ تو عرفی اس کو جاتا دیکھتے رہے اور ساتھ ہی کچھ سوچتے بھی جاتے تھے۔ ایک دم جیسے کچھ انھوں نے طے کر لیا ہو۔ وہ اپنے خیالات سے چونکے اور انھوں نے قلی کو آواز دے کر بجائے ٹرین کی طرف چلنے کے پلیٹ فارم کے باہر سامان لے جانے کو کہا اور تاکید کر دی کہ وہ باہر ان کا انتظار کرے اور ان کے لئے ایک ٹیکسی روک لے۔ وہ خود جلدی سے ویٹنگ روم میں واپس آئے تاکہ اپنے پہلے والے کپڑے دوبارہ پہن لیں۔ یقیناً زیبا ان کو دیکھ کر بہت اطمینان محسوس کرے گی اور اس طرح کل صبح ہی سرکاری روپیہ بھی خود بینک میں رکھا دیں گے۔ یہی سوچتے ہوئے وہ دوبارہ ویٹنگ روم میں داخل ہوئے اور بیرے کو طلب کیا مگر ایک دوسرا بیرا آیا اور اس نے ان کو سلام کیا اور دریافت کرنے لگا "حضور حکم"! عرفی نے اس سے پوچھا کہ وہ دوسرا بیرا کہاں گیا۔ اس نے جواب دیا کہ وہ تو اپنی ڈیوٹی ختم کر کے چلا گیا۔ اب میری ڈیوٹی ہے۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ پہلا بیرا آٹھ دن کے لئے دن میں ڈیوٹی پر رہے گا۔ آج رات سے میری ڈیوٹی ہے۔ یہ سن کر عرفی کو کچھ پریشانی ہوئی۔ وہ اپنے شوخ کپڑوں میں زیبا کے سامنے جانا نہیں چاہتے تھے۔ مگر اب تو ان کے سامنے کوئی چارہ نہ تھا۔ انھوں نے بیگ ہاتھ میں لیا اور اسٹیشن سے باہر آ گئے۔ یہاں قلی ان کا سامان ایک ٹیکسی پر رکھے انتظار کر رہا تھا۔ عرفی کو دیکھتے ہی ٹیکسی ڈرائیور نے دروازہ کھولا۔ انھوں نے

جلدی سے قلی کو مزدوری دی اور جھپٹ کر ٹیکسی کے اندر بیٹھ گئے۔ ڈرائیور نے ان سے دریافت کیا کہ کہاں چلئے گا تو انھوں نے جھٹ سے شبانہ کا پتہ بتا دیا۔ ٹیکسی تیزی سے شبانہ کی طرف دوڑنے لگی۔

ادھر تو عرفی تیزی سے گھر کی طرف جا رہے تھے ادھر فیضی نے مسز گراہم اور عرفی کو تلاش کرنے کے لئے ساری ٹرین چھان ماری تھی مگر ان کو دونوں کا کہیں پتہ نہ ملا۔ عرفی خیالات میں غرق چلے جا رہے تھے۔ ایک طرف تو وہ خوش تھے کہ دہلی جانے کا پروگرام ختم ہوا اور دوسری طرف ان کو یہ خیال بہت پریشان کر رہا تھا کہ ان کپڑوں میں اور بغیر ڈاڑھی کے زیبا ان کو دیکھ کر نہ جانے اپنے دل میں کیا سوچے گی۔ یہ بھی اچھا تھا کہ سردی کافی ہونے کی وجہ سے وہ اپنا لمبا کوٹ پہنے تھے۔ اس طرح ان کا سوٹ تو کافی حد تک چھپا ہوا تھا۔ آخر انھوں نے یہی مناسب سمجھا کہ آہستگی سے گیلری کا دروازہ کھول کر گھر میں داخل ہوں اور اپنے کمرہ میں چلے جائیں۔ زیبا یقیناً اس وقت سوئی ہوئی ہوگی۔ اگر نہ بھی سوئی ہوگی تو ان کے کمرہ سے وہ اتنی دور سوتی ہے کہ اس کو ان کے آنے کی خبر ہو جانا ممکن نہیں ہے۔ اپنے کمرہ میں جا کر وہ فوراً اپنے کپڑے تبدیل کریں گے پھر زیبا کو آواز دے کر بلا لیں گے اور کہہ دیں گے کہ ان کی ٹرین چھوٹ گئی۔ اور اگر وہ ان سے داڑھی کے متعلق سوال کرے گی تو صاف کہہ دیں گے کہ جس سرکاری کام سے وہ دہلی جا رہے تھے وہ ایسا ہی تھا کہ ان کو اپنا حلیہ تبدیل کرنا تھا۔ داڑھی صاف کر دینے سے انسان کی شکل میں زمین آسمان کا فرق ہو جاتا ہے۔ پھر زیبا سے یہ بھی بعد میں کہنے میں حرج نہیں ہے کہ وہ بھی تو چاہتی تھی کہ عرفی ڈاڑھی نہ رکھیں۔ اور اب تو خود وہ بھی سوچنے لگے تھے کہ ان کو ڈاڑھی نہ رکھنی چاہئے۔ ان کو اپنی بلا ڈاڑھی کی شکل کہیں زیادہ اچھی لگی تھی۔ یہ سب سوچ کر عرفی بہت مطمئن ہو گئے۔ جب ٹیکسی شبانہ کے گیٹ پر رکی تو وہ

ایسا محسوس کر رہے تھے کہ نہ جانے کتنے دن بعد وہ گھر لوٹے ہیں۔ وہ بہت ہی خوش تھے کہ پھر اطمینان سے رات کو وہ اپنے بستر پر اور اپنے ہی آرام دہ کمرہ میں سوئیں گے۔ انھوں نے ٹیکسی والے کو اس کا کرایہ دیا اور بہت آہستہ قدم رکھتے روش پر سے گذر کر برساتی میں آئے اور برآمدے کی سیڑھیاں بھی بہت آہستہ قدموں سے طے کیں۔ گیلری کے دروازے پر پہنچ کر انھوں نے جیب سے کنجی نکالی کہ تالا کھولیں۔ نہ معلوم کیوں ان کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ انھوں نے شکر ادا کیا کہ اس وقت چوکیدار بھی شاید کوٹھی کے دوسری طرف کا "راؤنڈ" لینے گیا تھا اسی لئے اس کا بستر خالی پڑا تھا۔ تالا کھول کر بہت ہی آہستہ سے انھوں نے اندر داخل ہو کر ایک سکنڈ رک کر سننے کی کوشش کی کہ آواز سے کوئی جاگا تو نہیں۔ مگر ان کی خوش قسمتی سے اس وقت سارے گھر پر بالکل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ان کو ایک گونہ اطمینان ہوا۔ وہ بے خیالی میں گیلری کا دروازہ کھلا ہی چھوڑ کر اپنے کمرے کی طرف تیزی سے چلے۔ اپنے کمرے کے دروازہ پر پہنچ کر ان کو گیلری کے کھلے ہوئے دروازہ کا خیال آیا۔ وہ فوراً واپس مڑے۔ جیسے ہی وہ گیلری کے دروازہ کی طرف چلے انھوں نے دیکھا کہ ایک سایہ سا دروازہ میں داخل ہوا عرفی پردہ پڑا ہونے کی وجہ سے دیکھ نہ سکے کہ اندر آنے والا کون ہے مگر انھوں نے بہت دھیمی آواز سے پوچھا کون ہے۔ جواب نہ پا کر وہ لپک کر آگے بڑھے اور گیلری کا پردہ ہٹا کر دیکھا۔ ان کی حیرت کی حد نہ رہی جب انھوں نے ایک کالی شال اوڑھے مسز گراہم کو پریشان صورت دروازہ میں کھڑے دیکھا۔ عرفی کے منہ سے تعجب کی وجہ سے کوئی لفظ بھی نہ نکل پایا پھر بھی انھوں نے اپنے پر قابو پا کر ذرا سختی سے پوچھا "تم مسز گراہم اس وقت یہاں کیسے ؟" مسز گراہم نے کانپتی ہوئی آواز سے جواب دیا کہ "میں بھی تمھارے پیچھے ہی چلی آ رہی ہوں۔ میں جانتی تھی کہ تم تنہا دہلی نہ جاؤ گے لہذا میں بھی اپنے شوہر سے بچنے کے لئے یہاں چلی آئی مگر اس کمبخت نے میرا پیچھا تمھارے گھر تک کیا ہے"۔

مسز گراہم باتیں کرتے ہوئے آگے بڑھ آئی اور بے تکلفی سے عرفی کے کندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر لجاجت سے بولی "عرفی رحم کرو۔ آج رات مجھے اپنے گھر میں پناہ دے دو۔ میں یہ جانتی ہوں کہ یہ تمھارے اصولوں کے خلاف ہے مگر اس وقت میری زندگی خطرے میں ہے۔"

عرفی نے غصہ سے مسز گراہم کے ہاتھوں کو اپنے کندھوں سے جھٹک دیا اور سخت غصہ میں بولے "تم اور میرے گھر میں رات گذارو ناممکن ہے تمھیں ایسا کبھی اور کسی حالت میں بھی نہیں سوچنا چاہئے تھا۔ کیا تم پاگل ہوگئی ہو؟" مسز گراہم نے عرفی کی طرف ذرا مشتبہ نظروں سے دیکھ کر دریافت کیا۔

"سچ بتاؤ کیا تم زیبا سے شادی کر چکے ہو؟"

پہلا لفظ تو عرفی کے منہ سے نہیں نکلا مگر فوراً انھوں نے مصلحت وقت کے تقاضے کو محسوس کرتے ہوئے "ہاں ہاں" کہا مگر وہ تو ایک ہی چالاک عورت تھی اس نے فوراً تاڑ لیا اور بولی ۔

"لیکن تم نے پہلے "نہیں" کیوں کہا تھا؟"

عرفی کو اس کی یہ بحث اس نازک وقت میں بہت ہی گراں گذری انھوں نے ناگواری کے لہجے میں کہا "تمھیں اس مسئلہ سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہئے بس تمھارے لئے اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ تمھارا یہاں ایک لمحہ کے لئے بھی ٹھہرنا میری زندگی کی بربادی کے لئے کافی ہے۔ مہربانی کرکے مسز گراہم! تم فوراً اپنے گھر واپس جاؤ ورنہ مجھے تمھارے ساتھ بلاوجہ سخت برتاؤ کرنا پڑے گا۔

عرفی کے یہ سخت لفظ سن کر مسز گراہم بھی غصہ سے کانپنے لگی۔ اس کے منہ سے غصہ کی وجہ سے مشکل سے الفاظ ادا ہو رہے تھے۔ مگر عرفی اب انتظار نہ کرسکتے تھے۔ ہر لمحہ ان کو یہ خیال ہو رہا تھا کہ یہ گفتگو زیبا سن لے گی اور کمرے سے باہر آجائے گی تو اگلی

کتنی ذلت ہوگی کہ وہ دیکھے گی کہ وہ ایک عورت سے اس طرح کھڑے دروازے پر جھگڑ رہے ہیں۔ اسی لئے اب کی مرتبہ عرفی نے ذرا خوشامدانہ لہجہ میں کہا "برائے مہربانی جلدی کرو چلی جاؤ۔"

مسز گراہم نے بھی اب فیصلہ کن انداز میں کہا "میں اس وقت یہاں سے نہیں جا سکتی چاہے تم کسی طرح میرے ساتھ پیش آؤ۔" عرفی نے تقریباً مسز گراہم کے منہ پر ہاتھ رکھ کر دھیرے سے کہا "چیخو مت، آہستہ بولو۔ اور جلد از جلد یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ اچھا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ ایک گھنٹے کے بعد باہر آکر ملوں گا۔" مسز گراہم نے اپنی بات پر اڑتے ہوئے جواب دیا "کان کھول کر سن لو کہ چاہے تمھاری زندگی برباد ہو جائے یا تمھاری سخت بدنامی ہو جائے میں اس وقت اس گھر سے تنہا نہیں جاؤں گی۔"

مسز گراہم یہ کہہ رہی تھیں کہ زیبا کی گرجتی ہوئی آواز سنائی دی "کون ہے گیلری میں۔" عرفی نے زیبا کی آواز سنتے ہی قریب قریب مسز گراہم کو ڈھکیلتے ہوئے گیلری کے پردے کے پیچھے کر دیا اور خود تیزی سے قدم اٹھاتے ملاقات کے کمرے کی طرف چلے۔ زیبا نے ان کے دروازہ پر پہنچنے سے پہلے ایک مرتبہ پھر للکار کر پوچھا "کون گیلری میں چل رہا ہے۔ میں ملاقات کے کمرے سے بول رہی ہوں۔ جواب دو جلدی۔" عرفی جھپٹ کر دروازہ پر پہنچے۔ جلدی سے اپنا اوور کوٹ درست کر کے اپنے سوٹ کو چھپایا اور اپنے بالوں کو ہاتھ پھیر کر برابر کیا۔ اور دونوں ہاتھوں سے کمرے کا دروازہ جو شاید اندر سے بند نہیں تھا کھول دیا اور فوراً بہت ہی محبت بھرے لہجے میں بولے "زیبا! کوئی نہیں۔ میں ہوں تمھارا بھائی عرفی۔ بمبئی میں اسٹیشن سے سیدھا ادھر ہی چلا آ رہا ہوں۔ میری ٹرین چھوٹ گئی۔ پہلے تو میں نے سوچا کہ اس وقت اسٹیشن ہی پر رک جاؤں اور اس وقت تمھیں تکلیف نہ دوں۔ مگر

پھر خیال آیا کہ میرے پاس تو گیلری کی کنجی ہے۔ بلا تم کو جگائے میں اپنے کمرے میں جا کر سو جاؤں گا۔ مگر واہ! تم تو بہت ہی مستعد لڑکی ہو۔ بھلا تم گھر سے کیسے غافل ہو جاتیں۔"

اس وقت یہ معلوم ہو رہا تھا کہ زیبا تو شبانہ کی مالک ہے اور عرفی ایک انجان کی حیثیت سے گھر میں داخل ہو گئے ہیں۔ ایک وہ بھی وقت تھا کہ زیبا سے عرفی نے صاف کہہ دیا تھا کہ "تم شبانہ کو چھوڑ کر فوراً چلی جاؤ۔" ہاں صاحب وقت وقت کی بات ہے۔ بہرحال اس وقت عرفی اپنے کو زیبا کے رحم وکرم پر محسوس کر رہے تھے۔ جیسے ہی عرفی نے کمرے میں قدم رکھا زیبا صوفے سے اچھل کر کھڑی ہو گئی اور اپنا پرس تیزی سے کھول کر اپنا پستول نکال لیا۔ سب سے پہلے زیبا نے بہت گہری نظر سے عرفی کا سر سے پیر تک جائزہ لیا۔ وہ اپنے دل میں کہہ رہی تھی "بالکل عرفی کی طرح مگر عمر میں ذرا ان سے کم اور جسامت بھی عرفی سے کچھ زیادہ ہے۔ ایک لمحے میں زیبا نے سب کچھ سوچ لیا۔ عرفی کو زیبا کی نگاہیں عجیب سی لگیں۔ جیسے ہی زیبا ان کی طرف آگے بڑھی وہ نہ جانے کیوں ایک قدم پیچھے کی طرف سرک گئے۔ اپنے کو مخصوص انداز میں ظاہر کرنے کے لئے انھوں نے ایک قہقہہ لگا کر کہا "ارے اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو۔ اپنے بھائی عرفی کو بھی نہیں پہچانتی ہو۔ کچھ شک ہے کیا تمھیں۔"

زیبا نے بہت سنجیدگی سے جواب دیا "اوہو! بہت ہنسی آرہی ہے میرے بھائی عرفی کو۔ مجھے تمھارا مذاق بہت ہی پسند آیا مگر میں ہنسنے میں کبھی پہل نہیں کیا کرتی ہوں۔ میں ذرا بعد میں ہنستی ہوں۔ آپ مہربانی فرما کر اس کرسی پر آرام سے تشریف رکھئے۔"

عرفی نے ایک مرتبہ پھر اپنے جملوں کو دہراتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں کہنا شروع کیا "میں تمھیں ساری باتیں جلدی سے بتائے دیتا ہوں۔ بات یہ ہوئی کہ مجھے

یہاں سے روانگی میں ذرا دیر ہوگئی اور اسی وجہ سے ٹرین چھوٹ گئی ۔۔"
عرفی اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ اچانک ان کی نگاہ زیبا کے ہاتھ پر ٹھہر گئی ۔
جس میں بڑی مضبوط گرفت کے ساتھ پستول تھما ہوا تھا ۔ اسی لمحے عرفی کو خیال آیا
کہ زیبا اس کو ہر وقت بھرا ہوا رکھتی ہے ۔ وہ قریب قریب چیخ پڑے " زیبا یہ تم
کیا کر رہی ہو ۔ تم ہوش میں ہو یا نہیں ؟"
مگر اس وقت زیبا کی آنکھیں قاتلوں کی آنکھوں کے مانند چمک رہی تھیں ۔ بہت
ہی سخت لہجے میں بولی " تو آپ تشریف لے ہی آئے ۔ حالانکہ مجھے آپ کی اتنی جلدی آمد
کی امید نہیں تھی ۔ بہر حال آپ بہت ہی ٹھیک وقت پر آئے ہیں ؟"
" ارے سنو تو بیوقوف لڑکی ؟"
" بس بس ! اپنی چالاکیوں کا استعمال اب نہ کرو تو اچھا ہے ۔ آج تمھیں معلوم
ہوگا کہ زندگی میں پہلی مرتبہ ایک لڑکی نے تم کو ایک ہی نظر میں پہچان لیا ۔ میں تم کو
خوب جانتی ہوں مسٹر !"
" ہاں ہاں ! میں نے یہ کب کہا کہ تم مجھے نہیں جانتی ہو ؟"
" جی ہاں میں آپ کو خوب جانتی ہوں ۔ مسٹر ایکٹر !"
عرفی زیبا کا یہ جملہ سن کر اپنی کرسی سے اچھل پڑے ۔ حالانکہ وہ جانتے تھے
کہ اس وقت وہ بالکل زیبا کی پستول کی زد میں ہیں " کیا کہا تم نے یعنی ایکٹر ڈاکو ؟"
" جی ہاں ایکٹر ڈاکو ۔ میں آپ کو خوب جانتی ہوں اور آپ کی تعریفیں بھی
بہت سن چکی ہوں کہ آپ کسی شخص کا بھیس بدل لینے میں اپنا جواب نہیں رکھتے ہیں
اور یہ بھی سن چکی ہوں کہ آپ کا طریق کار بھی نرالا ہے ۔ یعنی آپ کی دوست جو ایک
بہت ہی چالاک عورت ہے اور وہ حسین بھی بہت ہے ، وہی لوگوں سے دوستی رکھ
کر ان کی عادتوں کا گہرا مطالعہ کرکے آپ کو ساری رپورٹ دیتی ہے تاکہ آپ اس شخص

کی بجنسہٖ نقل اتار سکیں۔ ہاں مگر میں آپ سے یہ دریافت کرنا تو بھول ہی گئی کہ وہ دوست صاحبہ کہاں تشریف رکھتی ہیں۔ کیا ان کا کام اسی وقت ختم ہو جاتا ہے جب وہ آپ کے شکار کو اس کے گھر سے دور روانہ کر چکتی ہیں؟"

اب عرفی بولنے پر مجبور ہو گئے "بس کرو زیبا! میں تم سے خدائے پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم خود دھوکا کھا رہی ہو۔ میں تو درحقیقت تمہارا اپنا بھائی عرفی ہوں!"

زیبا یہ سن کر مسکرانے لگی۔ "مگر اس کی مسکراہٹ میں اس وقت گہرا طنز جھلک رہا تھا۔ "مگر مسٹر ایکٹر! آپ میرے بھائی کی نقل کرنے میں ذرا چوک گئے۔ شاید آپ بھول گئے کہ میرے بھائی ڈاڑھی رکھتے ہیں!"

"اوہ! زیبا یہ بھی ایک اتفاق ہے کہ آج ہی میں نے اپنی ڈاڑھی محض تمہاری خوشی کے لئے صاف کر دی ہے!"

زیبا کے ہونٹوں پر اب بھی ایک تلخ مسکراہٹ تھی۔ "یہیں آپ سے پھر غلطی ہوئی۔ میرے بھائی اپنی وضع کے اس قدر پابند ہیں کہ وہ صرف کسی کو خوش کرنے کے لئے کبھی اپنی ڈاڑھی کا صفایا نہیں کر سکتے۔ خیر اب آپ مجھے کسی طرح دھوکہ نہیں دے سکتے۔ لہٰذا آپ لگے ہاتھوں یہ بھی بتا دیجئے کہ آپ کی دوست صاحبہ کہاں ہیں؟"

اس سوال پر بلا ارادہ عرفی کی نظر گیلری کی طرف اٹھ گئی اور زیبا جیسی ذہین لڑکی نے ان کی نظروں کا فوراً پیچھا کیا اور اس نے جلدی سے دروازہ سے گردن نکال کر گیلری میں جھانکا تو گیلری کے پردے کو ہلتے ہوئے پایا۔ زیبا نے ساری بات لمحہ بھر میں سمجھ لی اور بلند اور تحکمانہ لہجہ میں کہا "مہربانی کر کے آپ بھی اس کمرہ میں تشریف لے آئیے!" مگر جواب نہ پا کر زیبا کو دوبارہ اپنا جملہ دہرانا پڑا۔ "پردہ کے پیچھے سے باہر

نکل کر سیدھی اس کمرہ میں چلی آؤ ورنہ میں بے دریغ فائر کردوں گی۔ میرے ہاتھ
میں بھرا ہوا پستول ہے۔" فوراً پردہ کو آہستہ سے جنبش ہوئی اور مسز گراہم کانپتے
ہوئے قدموں سے ملاقات کے کمرے میں داخل ہوئی اور بے اختیار عرفی کی جانب
لپکتے ہوئے چیخی۔" بچاؤ مجھے اس خونناک لڑکی سے بچاؤ۔"
زیبا نے سر کے اشارہ سے اس کو دوسری کرسی پر جو عرفی کے برابر ہی رکھی
تھی بیٹھ جانے کا حکم دیا اور دریافت کرنے لگی۔" تو یہ آپ کے شوہر نامدار ہیں۔" یہ
کہتی ہوئی بغیر مسز گراہم کا جواب لئے زیبا الٹے قدموں دروازہ کی طرف بڑھ گئی
مگر اس کے پستول کا رخ اب بھی انھیں دونوں کی طرف تھا۔ جلدی سے لپک
کر وہ گیلری کا دروازہ مقفل کر آئی۔ واپس آکر دونوں کو بدستور اپنے پستول کی زد
میں رکھتے ہوئے کہنے لگی۔" آپ دونوں کس قدر بدقسمت ہیں کہ دونوں میاں بیوی میرے
گھر میں مجھ کو دھوکہ دینے آئے تھے مگر خود ہی پھنس گئے۔ اب یہ میرے اختیار میں
ہے کہ جب چاہوں آپ دونوں کو پولیس کے ہاتھوں میں دے دوں۔ اور آپ
مسٹر ایکٹر کیا کبھی یہ سمجھ سکتے تھے کہ اگر آپ میرے بھائی عرفی ہوتے تو کیا ان کے
ساتھ کوئی عورت آدھی رات کو اس گھر میں قدم رکھ سکتی تھی اور کیا وہ کبھی آپ کے
جیسا لوفروں کا سا لباس زیب تن کر سکتے تھے۔ کبھی نہیں۔ لہٰذا اب کبھی آپ اپنے
منہ سے میرے بھائی کا نام دہرانے کی کوشش نہ کیجئے۔ اس طرح آپ ایک باعزت آدمی
کی تذلیل کریں گے۔"
عرفی نے بولنے کی کوشش کی مگر الفاظ ان کے حلق ہی میں اٹک کر رہ گئے۔ زیبا
نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا۔
" اور برائے مہربانی آپ کے پاس جو گیلری کی چابی ہے مجھے دے دیجئے۔" عرفی
نے بلا چون و چرا زیبا کے حکم کی تعمیل کی۔ پھر انھوں نے سوچا کہ زیبا کو سمجھانے کی

ایک آخری کوشش اور کرلیں ۔

" دیکھو زیبا میں دراصل ایک ایسے سرکاری کام سے دہلی جا رہا تھا جس میں مجھے وہاں اپنا حلیہ تبدیل کرنا ضروری تھا۔ یہ حقیقت ہے کہ میں عرفی ہوں ۔ حالانکہ میں یہ ضرور کہوں گا کہ ڈاڑھی صاف ہو جانے سے اور اس طرح کے شوخ کپڑے پہن کر تم کیا مجھے کسی کا بھی عرفی سمجھنا دشوار ضرور ہے ۔ تمہارا اس وقت مجھے نہ پہچاننا ٹھیک ہی ہے۔ مگر زیبا! میں تم کو ساری باتوں کا جواب دیدوں گا ۔ تمہاری غلط فہمی کو اچھی طرح تمھیں سمجھا کر دور کر دوں گا اور ..."

عرفی اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ باہری دروازہ چوکیدار نے کھٹکھٹایا ۔ زیبا نے چوکیدار کی آواز پہچان کر پوچھا کیا بات ہے " تار ہے مس صاحبہ " زیبا نے بغیر اپنی نظریں عرفی اور مسز گراہم سے ہٹائے جواب دیا ۔

"دروازے کی دراز سے لفافہ اندر ڈال دو" دوسرے ہی لمحہ ایک پیلے رنگ کا لفافہ کمرے کے دروازہ کے پاس آکر گرا ۔ زیبا نے جلدی سے اٹھ کر لفافہ اٹھایا اور تیزی سے اسے چاک کر کے کاغذ نکال کر پڑھا اور فوراً مسکرا کر کاغذ عرفی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہنے لگی ۔

" لیجیے یہ ایک اور ثبوت آگیا ۔ اس کو پڑھ کر بھی آپ کہیں گے کہ آپ میرے بھائی عرفی ہیں ۔ خیر آپ کہاں تکلیف کریں گے ۔ لیجیے میں خود آپ کو پڑھ کر سنائے دیتی ہوں ۔ لکھا ہے ۔

" میں گیارہ بجے کی ٹرین سے دہلی جا رہا ہوں ۔ افسوس ہے کہ چلتے وقت تم سے نہ مل سکا ۔ تم اطمینان سے رہنا ۔ خدا حافظ !"

تمھارا بھائی عرفی

یہ درحقیقت وہ تار تھا جس کو لباس تبدیل کرتے وقت عرفی نے ، چونکہ وہ زیبا

ے بغیر ملے گھر سے چلے گئے تھے اسی لئے بیراے مقامی اسٹیشن سے ہی دلوا دیا تھا مگر
اس وقت تو زیبا کے لئے اس تار کا ملنا اور بھی عرفی کے حق میں زہر ہو گیا اور تار ختم کر کے
اس نے نہایت طنز سے عرفی کو مخاطب کیا۔

" اب کہئے آپ کیا فرماتے ہیں۔ اب تو آپ سچ ہی بول دیجئے تو بہتر ہوگا۔ میں
آپ کے ہی منہ سے سننا چاہتی ہوں کہ آپ عرفی نہیں بلکہ ایکٹر ہیں۔ دو سکنڈ زیبا نے
جواب کا انتظار کیا۔ اس عرصہ میں اس کی کالی آنکھیں جو اس وقت غصہ میں چمک رہی
تھیں عرفی کے چہرہ پر گڑی ہوئی تھیں۔ آخر اس نے اکتا کر سخت آواز میں کہا۔

" بولئے جلدی کیجئے۔ میں بہت بے صبر لڑکی ہوں "
عرفی کو اب محسوس ہونے لگا تھا کہ انھوں نے سارے معاملے کو پوشیدہ رکھنے
کے لئے جتنا جھوٹ زیبا سے بولا تھا وہی اب ان کی گردن پھانس رہا تھا۔ انھوں نے
اپنے کندھے غصہ میں جھٹک دیئے اور ان کے منہ سے صرف یہی لفظ نکلا۔

" ایکٹر ڈاکو " اب انھوں نے اپنے کو قسمت کے سہارے چھوڑ دیا۔

چودھواں باب

جب دن کی روشنی کچھ پھیلنے لگی تو زیبا کرسی سے اٹھی اور اس نے ملاقات کے کمرے کے دروازے اچھی طرح بند کئے اور پھر خود کمرے سے باہر آکر دروازے کو باہر سے بھی مقفل کر دیا۔ عرفی کی سمجھ میں اب کچھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کریں۔ انھوں نے نفرت سے بھری ہوئی ایک نظر مسز گراہم پر ڈالی اور اپنے خیالات میں کھو گئے۔ مسز گراہم بھی بہت خاموشی سے کچھ سوچ رہی تھیں۔ یہ خاموشی اس وقت ٹوٹی جب تقریباً دو گھنٹے کے بعد زیبا پھر کمرہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں بدستور پستول تھا۔ وہ شاید منھ ہاتھ دھو کر اور ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر آئی تھی کیوں کہ اس کے جسم پر اس وقت شب خوابی کے لباس کے بجائے گہرے نیلے رنگ کا سلیکس تھا اور سفید بلاؤز۔ آتے ہی اس نے ایک گہری نظر دونوں پر ڈالی اور مسز گراہم سے بولی "آئیے مسز ایکٹر آپ میرے ساتھ آئیے" مسز گراہم بغیر کچھ بولے زیبا کے ساتھ چلتی ہوئی کمرے کے باہر چلی گئی۔ زیبا نے پلٹ کر پھر کمرے کا دروازہ مقفل کیا اور مسز گراہم سے کہنے لگی۔

"آپ کچھ دیر اوپری منزل پر آرام کیجئے اور اگر آپ کو منھ ہاتھ دھونے کی ضرورت ہو تو کمرے کے ساتھ ہی غسل خانہ بھی ہے" یہ کہہ کر مسز گراہم کو لے کر وہ اوپری منزل پر پہنچی۔ جب مسز گراہم کمرہ کے اندر چلی گئی تو زیبا نے اس کمرہ کے دروازہ کو بھی باہر سے قفل لگا دیا اور واپس نیچے آکر پھر ملاقات کے کمرے کو کھولا اور عرفی سے نہایت ترش لہجے میں بولی۔

"دیکھو میں نے ساری باتوں پر غور کر کے یہ طے کیا ہے کہ تمھیں بجائے پولیس کے سپرد کرنے کے خود اپنی ہی قید میں رکھوں گی۔ تم بھاگنے کی بالکل کوشش نہیں کروگے ورنہ نتیجہ کے خود تم ذمہ دار ہوگے۔ آؤ میرے ساتھ آؤ!"

عرفی نے ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالا اور زیبا کے پیچھے چلنے لگے۔ وہ ان کو لے کر باورچی خانہ میں آئی اور باورچی خانہ کو بھی چاروں طرف سے بند کر دیا اور عرفی سے کہنے لگی۔

"دیکھو! یہاں پر کھونٹیاں بھی لگی ہوئی ہیں۔ اگر چاہو تو اپنا کوٹ ان پر ڈال سکتے ہو۔ اور تمھارے لئے کام یہ ہے کہ یہ آلو جو میز پر رکھے ہیں ان کو چھیل ڈالو۔ میں جانتی ہوں کہ یہ کام کرنے میں تم کو تکلیف بہت ہوگی۔ مگر تم جیسے آدمی کے لئے یہ سزا تو بہت ہلکی ہے۔ بات یہ ہے کہ میں اپنے بھائی کے گھر کی بدنامی کسی طرح بھی نہیں چاہتی ہوں۔ میں نہیں چاہتی کہ کسی کو یہ معلوم ہو کہ تم جیسے ذلیل آدمی نے کبھی میرے ذی عزت بھائی کے گھر میں قدم بھی رکھا تھا۔ اسی لئے میں تم کو اپنی ہی قید میں رکھ کر تمھیں زندگی میں کچھ سبق دینا چاہتی ہوں۔ اس گھر کے سارے نوکروں کو میں نے آج چھٹی دے دی ہے کیوں کہ نوکروں ہی سے گھر کی باتیں دوسروں تک پہنچتی ہیں۔ لہذا آج سے تم کو خانساماں کا کام اور بیرے کا کام کرنا ہوگا۔ اور اگر تم کھانا نہ پکا سکو گے تو تمھاری بیگم صاحبہ تو ضرور یہ کام جانتی ہوں گی۔ مجھے ہمیشہ مختلف ہاتھوں کا پکایا ہوا کھانا پسند ہے۔ ایک ہی نوکر کا پکایا ہوا کھانا کھاتے کھاتے میں اکثر اکتاہٹ محسوس کرنے لگتی ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اب تم میری ساری اسکیم خوب سمجھ گئے ہوگے۔ مگر یہ کسی لمحے مت بھولنا کہ میری نظروں سے تم دونوں کی کوئی حرکت پوشیدہ نہ رہے گی۔ اس لئے تم کبھی بھاگنے کی کوشش مت کرنا ورنہ تم خود بھگتو گے۔"

عرفی نے زیبا کے اس لمبے لکچر کو بہت خاموشی سے سنا اور ان بچارے کے

پاس اس وقت سوائے خاموشی سے سننے کے اور چارہ بھی کیا تھا۔ زیبا اپنا آخری جملہ پورا کر کے باورچی خانہ کا دروازہ بند کر کے جا چکی تھی۔ مگر وہ پھر جلدی سے واپس آکر عرفی کو سمجھانے لگی۔

"ہاں دیکھو میں تمھیں بتانا بھول گئی تھی۔ یہ کچھ میلے برتن بھی رکھے ہیں۔ ان کو ذرا صاف کر ڈالو پھر آلو چھیل ڈالنا۔ تمھارے اطمینان کے لئے میں یہ بھی بتا دینا چاہتی ہوں کہ میں نے تم دونوں کی خبر گیری کرنے کے لئے اپنی مدد کو ایک آدمی اور بلا لیا ہے۔ وہ مسٹر غفران ہیں جو سی۔ آئی۔ ڈی۔ کے محکمے سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ بھی تم سے اتنے ہی واقف ہیں جتنی میں ہوں۔"

اب تو عرفی کی بوکھلاہٹ کا کچھ ٹھکانہ نہ رہا۔ انھوں نے جلدی سے کہنا شروع کیا۔

"ارے وہی غفران جو پاگل ہمارے پڑوس۔۔۔"

عرفی اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ باہری دروازے کی گھنٹی زور سے بجنے لگی اور زیبا جلدی سے دروازہ بند کرتی ہوئی دروازہ کی طرف دوڑی۔ جیسے ہی وہ دروازہ کے قریب پہنچی اس کی خوبصورت آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کیوں کہ دروازہ پر ایک نوجوان مولوی مع ایک عدد اپنی کالی ڈاڑھی کے مسکرا رہا تھا۔ زیبا نے اس کو پہلی ہی نظر میں پہچان لیا کہ وہ طارق تھا۔ اس پر نظر پڑتے ہی طارق دونوں ہاتھ پھیلا کر اس کی طرف بڑھا۔ زیبا نے اس کو ایک مدت کے بعد دیکھا تھا۔ اس وقت اس کے ڈاڑھی ٹھیک سے نکلی بھی نہ تھی۔ مگر اس وقت باوجود گھنی ڈاڑھی کے اس نے طارق کو فوراً پہچان لیا۔ اگر زیبا ایک طرف نہ ہو گئی ہوتی تو دوسرے ہی لمحے وہ طارق کے آغوش میں ہوتی۔ بہت لالچی آنکھوں سے طارق نے زیبا کو سر سے پیر تک دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ! میرے خیالوں کی ملکہ۔ میری زندگی! میں تمھیں کس طرح بتاؤں کہ تمھاری

جدائی کی یہ مدت میں نے کیسے گذاری ہے"۔

زیبا نے اس کو آگے کچھ کہنے سے روکتے ہوئے کہا۔

"اچھا بس کرو۔ اس طرح دروازے پر کھڑے ہوکر ایسی باتیں نہیں کی جاتی ہیں آؤ اندر آجاؤ تب باتیں کرنا۔ مگر طارق نے پھر ہاتھ پھیلا کر زیبا کو آغوش میں لینے کی کوشش کی۔ زیبا نے پیشانی پر بل ڈال کر اس کو سخت لہجہ میں منع کرتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ تم کیا کر رہے ہو۔ نوکر ادھر ادھر چل پھر رہے ہیں۔ کوئی دیکھ لے گا"۔ اور وہ طارق کو ہاتھ کے اشارہ سے اندر آنے کو کہتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ لائبریری کا دروازہ کھول کر طارق سے کہا "یہاں بیٹھو۔ دیکھو طارق تم کو ذرا ہوش میں رہنا چاہیئے۔ جیسا کہ میں نے تم کو لکھا تھا۔ میری زندگی اب بالکل بدل چکی ہے۔ میں اس وقت اپنے چچا کے اختیار میں ہوں اور وہ بہت قدامت پسند ہیں"۔

"اچھا تو تم اب اپنے چچا کے پاس ہو۔ تب تو مجھے اور اطمینان ہوگیا۔ تب تو زیبا! ہماری شادی طے ہونے میں کچھ بھی دیر نہ لگے گی۔ کیوں کہ بس چچا ہی ہماری شادی طے کر دیں گے۔ خدا کے لئے زیبا! تم مجھے اپنے چچا سے فوراً ملا دو۔ کیا وہ یہیں تشریف رکھتے ہیں"۔ یہ کہتے ہوئے اس کی نظر فون پر جا پڑی۔ وہ جھٹ سے کرسی سے اٹھ کر فون کے قریب آکر اسٹیشن فون کرنے لگا۔

"جی ہاں۔ وہ میرا ہی سامان ہے۔ آپ اپنے کسی آدمی سے اس کو جلد از جلد کوٹھی شبانہ بھجوا دیجئے۔ آپ کو تکلیف دینے کا مجھے بہت افسوس ہے۔ آداب عرض"۔

زیبا نے جلدی سے اس کے ہاتھ سے ریسیور لے لیا۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم۔ طارق تمھاری حرکتیں تو اور بھی عجیب ہوگئی ہیں۔ تم تو کوئی بات سمجھتے ہی نہیں۔ میرا مطلب یہ ہے تم یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ حامد چچا اس کو کسی طرح پسند نہ کریں گے"۔

"واہ کیوں نہ پسند کریں گے۔ تم بس مجھے ان سے ملا دو۔ پھر دیکھنا دو منٹ کے اندر میں ان کو بالکل راضی کر لوں گا۔ اور پھر انھیں کو تمھاری شادی بھی طے کرنی ہے۔ ان سے تو بے تکلف ہونا ہی پڑے گا۔ اور ہاں زیبا! تمھارے ان چچا کی بیوی بھی تو ہوں گی۔ یعنی تمھاری آچی صاحبہ ان کو بھی بلاؤ۔ میں ان دونوں بزرگوں سے فوراً ملنا چاہتا ہوں۔ ارے تم تو اس قدر پریشان صورت بنائے بیٹھی ہو۔ میری گڑیا! تم میری صلاحیتوں سے واقف نہیں ہو۔"

زیبا کو اب یقین ہو چلا تھا کہ طارق کی سنک پاگل پن کی حدوں میں داخل ہو چکی ہے۔ وہ دل ہی دل میں خوش ہو رہی تھی کہ اچھا ہی ہوا کہ میں نے صبح ہی نوکروں کو بھی چھٹی دے دی ہے ورنہ وہ بھی نہ جانے اس پاگل کو دیکھ کر کیا سوچتے۔ طارق باتیں بھی زیبا سے کرتا جارہا تھا اور سارے کمرے میں ٹہلتا پھر رہا تھا۔ وہ ایک منٹ بھی نچلا نہ بیٹھا تھا۔ کبھی کمرے کی چیزیں چھو چھو کر دیکھتا کبھی کھڑکی سے جھانک کر دیکھتا۔

"زیبا میری رانی! تم کو کیا بتاؤں کہ اس عرصہ میں نے تم کو کس قدر یاد کیا ہے۔ تمھاری ایک ایک چیز، تمھاری حسین آنکھیں، تمھارے سنہرے بال، تمھاری چاند کی مانند چمکتی ہوئی پیشانی اور تمھارے یاقوتی ہونٹ۔ بس کیا بتاؤں۔ یہی یادیں میری زندگی کا سہارا تھیں۔ اوہ! میں پھر باتوں میں وقت ضائع کر رہا ہوں۔ بھئی بلاؤ اپنے چچا اور چچی کو۔"

زیبا نے بھی اس وقت کمرے سے چلا جانا ہی مناسب سمجھا۔

عرفی بیچارہ عجب مصیبت میں مبتلا تھا۔ ان کے سمجھ میں نہ آتا تھا کہ آلو کس طرح چھیلیں۔ برتن تو انھوں نے کسی نہ کسی طرح گرم پانی میں جھاڑوں بھگو کر صاف کر ڈالے۔ مگر آلو! یہ کسی طرح ان کے قبضہ میں نہیں آرہے تھے۔ دو یا تین آلو چھیلنے کے

بعد ان کو احساس ہوا کہ اس قدر بڑے بڑے آلو چھیل جانے پر صرف بچوں کے کھیلنے کی گولیاں معلوم ہو رہے تھے۔ ساتھ ہی وہ یہ سوچ کر خدا کا شکر ادا کر رہے تھے کہ اس وقت نظامو موجود نہیں ہے ورنہ وہ اس حالت میں اس کے سامنے شرم سے پانی پانی ہو جاتے۔ جیسے ہی زیبا باورچی خانہ میں داخل ہوئی وہ ایک دم چونک پڑے اور آلو ان کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ اس وقت ان کا حلیہ بھی عجیب تھا۔ بال ماتھے پر لٹک رہے تھے قمیص کی آستینیں چڑھی ہوئی تھیں، ٹائی کی گرہ انھوں نے ڈھیلی کر لی تھی۔ پتلون گھٹنوں تک چڑھا رکھا تھا۔ اور وہ باورچی خانہ کے ایک اسٹول پر بیٹھے تھے۔ زیبا حالانکہ طارق کے آجانے سے بہت پریشان تھی پھر بھی عرفی کا حلیہ دیکھ کر وہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکی۔ اس نے عرفی کو اپنے آنے کا مقصد سمجھاتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"دیکھو مسٹر! میں تم سے ایک کام اور لینا چاہتی ہوں۔ یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ تمھارا بھلا اسی میں ہے کہ تم میرے حکموں کی تعمیل کرتے رہو۔ میں یہ نہیں چاہتی کہ اس گھر میں تمھارے اصلی نام سے میں لوگوں کے سامنے تم کو پکاروں۔ لہٰذا تمھارا نام تبدیل کر کے میں نے حامد رکھ دیا ہے۔ اب سے میں تم کو چچا حامد کہوں گی۔"

عرفی نے جو منھ کھولے ہوئے زیبا کی باتیں سن رہے تھے۔ صرف "چچا حامد" کے لفظ کو عجیب طرح دہرایا۔ انھوں نے جھاڑن سے اپنے ہاتھ پونچھے اور کہنے لگے: "مگر میں تمھارا چچا بالکل نہیں ہوں۔"

زیبا نے جیسے ان کا جملہ سنا ہی نہیں اور بولی: "اچھا جلدی کرو۔ اپنی ٹائی ٹھیک کر لو۔ کوٹ پہن لو۔ اپنی پتلون ٹھیک کرو اور میرے ساتھ آؤ۔ مگر ہاں! وہ تمھاری بیگم کہاں ہیں۔ اوہ! اچھا ٹھہرو تم۔ میں ان کو بھی ابھی لے کر آتی ہوں۔" زیبا تیزی سے قدم اٹھاتی اور جلدی جلدی سیڑھیاں طے کرتی ہوئی ایک منٹ میں اوپر

منزل پر پہنچی اور مسز گراہم کے کمرے کا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ مسہری کے ایک کونے پر بہت خاموش اور اداس بیٹھی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی ہیں۔ زیبا کو دیکھتے ہی اس نے شکایت آمیز لہجہ میں کہنا شروع کیا" دیکھو مسز افغانی میں چاہے جو کوئی بھی ہوں مگر تم کو مجھے تالے میں بند کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور تم کو میں ایمانداری سے بتا دوں کہ وہ شخص اصل میں تمھارا شوہر ہی ہے۔"

زیبا نے اس کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ بس بس! چپ رہو۔ میرا کوئی شوہر نہیں ہے۔ اور.... اور میں تو ایک بیوہ ہوں۔" زیبا کے جملے کے آخری لفظ سن کر مسز گراہم حیرت سے زیبا کی طرف دیکھنے لگی۔ زیبا نے کہا۔

" خیر جو کچھ ہوا، ہوا۔ اب تمھیں میرا ایک کام کرنا پڑے گا۔ اور اب تک میرے خیال میں تم تو کافی آرام بھی کر چکی ہو۔ تو تھوڑے دن کے لئے تم کو میری چچی بننا پڑے گا۔ دیکھو آج ہمارے گھر میں ایک مہمان آئے ہیں۔ یوں سمجھ لو کہ وہ کسی زمانہ میں ایک طرح میرے منگیتر بھی رہ چکے ہیں۔" مسز گراہم بیچ میں بول پڑی "تو کیا وہ گھر میں آ چکے ہیں۔"

" ہاں ہاں۔ آ چکے ہیں یعنی موجود ہیں یہاں پر۔ تو میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ آج کل میری چچی ہر دم میرے ساتھ رہتی ہیں۔ بس تم کو ہر دم ان پر ایک نظر رکھنی پڑے گی۔ ان سے تم ہر وقت میری چچی کی حیثیت سے باتیں کرنا۔ تو تم سمجھ گئیں نا؟"

مسز گراہم نے گردن کے اشارہ سے ہاں کہا۔ زیبا نے اپنی گفتگو جاری رکھی۔
" تمھارے شوہر نامدار میرے چچا کہلائیں گے۔ ان کا نام ہو گا حامد۔ اب تم سیدھی اپنے شوہر کے پاس جاؤ اور انھیں بھی ساری بات اچھی طرح سمجھا دو۔ تمھارے شوہر اس وقت باورچی خانہ میں ہیں۔ مسز گراہم نے ہاتھ کے اشارہ سے

زیبا کو روکتے ہوئے، کہا۔

"ٹھہرو۔ ذرا مجھے ٹھیک سے سمجھ لینے دو۔ یعنی میں تمھاری چچی ہوں گی اور وہ بچارا تمھارا چچا۔ ہاں کیا نام لیا تم نے چچا کا؟"

"چچا حامد۔"

"چچا حامد" مسز گراہم نے طنزیہ لہجے میں کہا "ہاں تو ہم دونوں کو تمھارے لئے ایک ڈرامہ کرنا ہوگا۔ تو مجھے چچی بننا ہے۔ مگر یہ خوب سمجھ لو کہ میں ایک غیر ملکی عورت ہوں اور تمھارے یہاں کے قاعدوں اور طریقوں سے واقف بھی نہیں ہوں۔ بہر حال میں کوشش کروں گی کہ تمھارا ڈرامہ ہوشیاری کے ساتھ کھیلوں۔"

پندرھواں باب

بچارے عرفی اپنے خیالا میں غرق آلوؤں سے کھیل رہے تھے کہ مسز گراہم کی آواز سے وہ چونک پڑے۔ اس نے آتے ہی عجب طرح کہا "تو تم اب چچا حامد ہوگے"۔ عرفی نے شاید اس کا جملہ سنا ہی نہیں اور مسز گراہم کو دیکھ کر بولے "اوہ مسز گراہم! تم اب تک کہاں تھیں، کیا کر رہی تھیں"۔ عرفی کو اس وقت مسز گراہم کو دیکھ کر بڑی تسلی ہوئی کہ کم از کم اس سے تو وہ اپنی حالت میں باتیں کر سکتے تھے۔ مگر وہ عجیب فطرت کی عورت تھی۔ اس پر تو جیسے اپنی اس حالت کا کچھ اثر ہی نہیں تھا۔ وہ اس وقت بھی معمول کے مطابق بات چیت کر رہی تھی۔ بلکہ ایک معنوں میں وہ اس وقت خوش تھی کہ زیبا کے ڈرامے میں ایک پارٹ اس کو بھی مل گیا تھا۔ اس طرح وہ کم از کم گھر میں آزادی سے نقل و حرکت تو کر سکے گی۔ اس نے عرفی کے قریب آکر کہا "دیکھو عرفی سچ سچ بتا دو کہ یہ لڑکی زیبا ہی ہے اور یہ تمھاری بیوی بھی ہے۔ مگر مجھے تم سے بڑی شکایت ہے کہ تم نے مجھے اپنی شادی کے بارے میں پہلے کیوں نہیں بتایا"۔

عرفی نے غصہ سے کہا "وہ میری بیوی بالکل نہیں ہے۔ بلکہ دوسرے لفظوں میں یہ سمجھ لو کہ دراصل اس کا اس گھر پر کوئی اختیار نہیں ہے۔ تم سے تو کل رات کو میں نے مصلحتاً کہہ دیا تھا کہ میری شادی ہوگئی ہے۔ مگر تم اپنی حماقت تو دیکھو کہ

اگر تم میرا کہنا مان جاتیں اور اپنے گھر چلی گئی ہوتیں تو میں کبھی اس طرح کے حالات کا شکار نہ ہوتا۔" یہ کہہ کر عرفی نے ایک ٹھنڈی سانس لی۔ مسز گراہم کے پاس خود کو عرفی کے سامنے بے قصور ثابت کرنے کا اب کوئی ذریعہ نہیں تھا لہٰذا اس نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

"مگر وہ تو کہتی ہے کہ وہ بیوہ ہے۔"

مسز گراہم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔" یہ لڑکی تو بہت ہی اکھڑ مزاج ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اس نے کسی فوجی اسکول میں تربیت پائی ہو۔ کس قدر نڈر فطرت پائی ہے اس نے۔ بہرحال میں نے ساری باتوں پر غور کر کے یہی رائے قائم کی ہے ہمارے لئے بہتر یہی ہے کہ اس کا ہر حکم مانتے رہیں۔ اس کو ہم سے اس وقت کچھ کام لینا ہے۔ میں کہتی ہوں عرفی! کہ لڑنے سے اس وقت کام نہ چلے گا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے کو اس وقت حالات پر چھوڑ دیں۔ تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے؟"

کچھ ہی دیر بعد شبانہ میں ایک عجیب طرح کا ڈرامہ ہو رہا تھا۔ طارق مسکرا مسکرا کر عرفی سے کبھی یہ ہاتھ کبھی وہ ہاتھ ملا رہا تھا اور مسز گراہم اور زیبا قریب ہی کھڑی تھیں۔ طارق کہہ رہا تھا۔

"زیبا پیاری! تمہارے چچا صاحب تو بہت نوعمر معلوم ہوتے ہیں اور چچی صاحبہ کی دلکشی کا تو کیا کہنا۔"

عرفی عجب الجھن میں مبتلا تھے کہ آخر یہ نوجوان کون ہے۔ کیوں کہ زیبا نے شاید ان سے ابھی طارق کا تعارف نہیں کرایا تھا۔ زیبا نے فوراً عرفی کی نظروں کا مطلب سمجھ لیا اور بولی۔

"چچا حامد! ان سے ملئے یہی طارق ہیں جن کا اکثر میں نے آپ سے تذکرہ

کیا ہے۔ اب عرفی سمجھے کہ یہی عاشق نامراد طارق ہے۔ وہ اپنی طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولے: "مگر یہ تو لاپتہ ہو گئے تھے۔ یہ یہاں کہاں سے آ ٹپکے"۔

طارق نے شرماکر گردن جھکالی۔ اور تھوڑا سا زیبا کی طرف کھسک گیا۔ اور پھر کچھ شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ بولا: "چچا صاحب مجھے بہت جلد آپ سے ایک خاص معاملہ پر گفتگو کرنی ہے"۔ اور پھر یکایک زیبا کی طرف مڑ گیا اور اس سے دریافت کرنے لگا: "کیوں زیب۔ میں کچھ بدل تو نہیں گیا ہوں۔ دراصل اس وقت میں بچوں کی طرح باتیں کرتا تھا۔ اب مجھ میں پوری سمجھ آ گئی ہے۔ اب خوب جان گیا ہوں کہ اپنی محبوبہ کو کس طرح خوش کرنا چاہیے۔ کیوں زیبا پیاری ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟"

زیبا نے اب اس گفتگو کو ختم کرنے کے خیال سے جلدی سے جیسے چچا حامد کو کچھ یاد دلاتا ہو کہا: "کیوں چچا حامد! آج اپنے باغیچے کی دیکھ بھال نہیں کریں گے؟"

عرفی اور مسز گراہم کے چلے جانے کے بعد زیبا بھی ان کے پیچھے باورچی خانہ میں آئی۔ اس وقت اس کی پیشانی کے بل صاف بتا رہے تھے کہ وہ کچھ بگڑی ہوئی ہے۔ آتے ہی اس نے کہنا شروع کر دیا۔

"تم لوگ کچھ نہیں کر سکتے۔ بات یہ ہے کہ تمہارا دماغ تو بس چوری ڈاکہ ہی میں زیادہ چلتا ہے، دوسری باتیں تمہارے بس کی نہیں ہیں"۔

عرفی کو اب غصہ آ گیا تھا۔ تم پھر چاہتی کیا تھیں کہ ہم کیا کرتے۔ کیا میں اس بیہودہ لڑکے کو اٹھا کر کھڑکی کے باہر پھینک دیتا مگر اس وقت تو تم گھر کی ملکہ ہو۔ تم کسی کو بھی جو چاہے کہہ سکتی ہو"۔

"نہیں میں بے ایمانی کی بات نہیں کروں گی۔ بچاری ممی نے اپنا کردار خوبی سے ادا کیا۔ وہ بہت قرینہ سے اس کی بے تکی باتوں پر حیرت کا اظہار کر رہی تھیں۔ خیر یہ

سمجھ لو کہ تم اگر اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے تو کان کھول کر سن لو مسٹر ایکٹر! کہ میں تم کو سیدھے سیدھے پولیس کے ہاتھوں میں دیدوں گی۔ میں صرف غفران صاحب کا انتظار بے صبری سے کر رہی ہوں۔ لہذا آپ اگلی مرتبہ چچا حامد کا کردار ذرا بہتر طریقہ سے ادا کرنے کی کوشش کیجئے۔ عرفی نے تلخ مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا "بیوقوف لڑکی تم نے یہ نہیں سوچا کہ تم اپنے چچا کو ایک جاسوس کے حوالے کس طرح کرو گی۔ تم یہ بھول گئیں کہ چچا ہونا کوئی ایسا جرم نہیں ہے کہ اس پر ایک جاسوس مقرر کیا جائے۔ کبھی ہمارے یہاں تو چچا کی ہستی بڑی با عزت ہوتی ہے نہ کہ ایسی کہ اس کو پولیس کے سپرد کر دیا جائے۔ ذرا میں بھی تو سنوں کہ تم اس احمق جاسوس سے کیا کہو گی"

زیبا نے بھی بہت ہی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا "یہ تو بہت ہی آسان بات ہے۔ مسٹر غفران سے میں صرف یہی کہہ دوں گی کہ میرے ان چچا کا دماغی توازن درست نہیں ہے۔ تو میں نے آپ کو صرف اس لئے تکلیف دی ہے کہ اس وقت جبکہ میرے بھائی یہاں موجود نہیں ہیں مہربانی سے میری اتنی مدد کریں کہ یہاں رہ کر ان پر ایک کڑی نظر رکھیں تاکہ یہ باہر نہ نکل سکیں"

"مگر میرا دماغی توازن بالکل درست ہے"

اس سے پہلے کہ عرفی اپنا جملہ پورا کرتے زیبا وہاں سے جا چکی تھی۔ مگر زیبا کی بات سنتے ہی عرفی بیچارے کے ہوش گم ہو گئے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ وہ یہ سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ یہ ذرا سی لڑکی ان کی اس سوچی سمجھی تقریر کو یوں چٹکیوں میں اڑا دے گی۔ وہ اپنے خشک ہونٹوں پہ زبان پھیرتے رہ گئے۔ ان کا کچھ بس نہ چلا تو وہ دانت پر دانت جما کر غصہ سے مسز گراہم کو گھور کر بولے۔

"تم نے دیکھا کہ دہلی جانے کا کیا انجام ہوا"

مسز گراہم نے جو بہت خاموشی سے زیبا اور عرفی کی باتیں سن چکی تھیں نہایت

اطمینان سے جواب دیا۔" خیر اگر تم میرے کہنے کے مطابق دہلی چلے جاتے تو ہر حال میں اس سے بہت اچھے رہتے۔ پھر گھر لوٹ کر تمھارا آنا تو یوں بھی تمھارے لئے خطرہ سے خالی نہ تھا جب کہ میں نے تم کو اپنے شوہر کے بارے میں بتادیا تھا کہ وہ تمھاری فکر میں ہے۔"

عرفی نے اپنی پیشانی کے پسینہ کو ہاتھ سے پونچھتے ہوئے کہا۔" مجھے تمھارے کمبخت شوہر کی ذرا بھی پرواہ نہیں تھی۔ بھئی تمھارا شوہر ہو یا کوئی اور شخص ہر ایک کو بات سمجھائی جا سکتی ہے مگر اس سرپھری لڑکی کو کوئی کسی طرح نہیں سمجھا سکتا۔"

مسز گراہم نے بڑے اطمینان سے اپنے اسکرٹ کی جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا اور بڑے اطمینان سے میز کے ایک کونے پر بیٹھ کر سگرٹ کا دھواں چھت کی طرف اڑانے لگی۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ کچھ سوچ رہی ہے۔ بڑی دیر تک دونوں خاموش سوچتے رہے۔ آخر مسز گراہم نے ہی اس خاموشی کو توڑا۔" کاش میں اس وقت اپنے گھر میں ہی بیٹھی ہوتی۔"

عرفی حیرت سے منہ کھولے اس عورت کے اطمینان کو دیکھ رہے تھے۔

سولھواں باب

دوپہر تک زیبا ہر بات کا جواب دیتے دیتے، ٹیلیفون کی گھنٹی سنتے سنتے اور نوکر نہ ہونے کی وجہ سے گھر کی صفائی کرتے کرتے عاجز سی آگئی تھی اور ابھی بہت سے کام کرنے کو پڑے تھے۔ سب سے زیادہ پریشان کن اس کے لئے عرفی اور مسز گراہم کی نگرانی تھی۔ وہ بہت بے چینی سے مسز غفران کا انتظار کر رہی تھی۔ ادھر طارق بار بار اس کے پاس آجاتا اور اپنی بے تکی باتوں سے اس کو پریشان کرتا۔ ابھی وہ ملاقات کے کمرے کی صفائی کر رہی تھی کہ باہری دروازے کی گھنٹی بجی۔ زیبا نے جلدی سے دروازہ کھولا۔ اس نے دیکھا کہ ایک گندہ سا آدمی میلے کپڑے پہنے باہر کھڑا ہے۔ زیبا کو دیکھ کر اس نے سلام کیا اور کہنے لگا۔

"جی میرا نام غفار ہے۔ مجھے چوکیدار نے کھڑکیاں درست کرنے کو بلایا تھا۔ مگر حضور میری مزدوری نہیں ملی!"

زیبا نے "اچھا" کہہ کر اپنا پرس تلاش کرنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی دل میں سوچنے لگی کہ یہ آدمی عجیب طرح کا ہے۔ شکل سے کچھ چور سا معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح دروازوں کی طرف دیکھ رہا تھا اس طرح کوئی چور ہی دیکھ سکتا ہے۔ جب وہ پرس لے کر واپس لوٹی تو یہ شخص گیلری کے تالے کو چھو کر دیکھ رہا تھا۔ زیبا کو اپنے قریب آتا دیکھ کر کہنے لگا۔

"صاحب آپ کا یہ تالا بہت خوبصورت اور مضبوط بنا ہوا ہے۔ میں صاحب میں پہلے تالے بنانے کا کام کرتا تھا۔"

زیبا کا شبہ اور بڑھا۔ جب زیبا نے روپے اس کے ہاتھ پر رکھے تو اس نے پھر زیبا سے عجیب طرح کا سوال کیا۔

"کیا افغانی صاحب گھر پر نہیں ہیں؟" زیبا نے صرف "نہیں" میں جواب دیا۔ اس نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے زیبا سے دریافت کیا۔" اور حضور کیا نظامو بابو بھی گھر پر نہیں ہیں؟" زیبا نے پھر "نہیں" کہہ دیا۔ اس کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی چمک پیدا ہو گئی اور اس نے پھر سوال کیا"۔ تو کیا افغانی صاحب کچھ عرصہ کے لئے باہر گئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ مجھے اپنی نوکری کے بارے میں ان سے دریافت کرنا تھا۔"

زیبا نے عاجز ہو کر کہا کہ مجھے نہیں معلوم وہ کب آئیں گے۔ مگر گھر میں تو اور بہت سے آدمی ہیں۔ تم چاہو تو اوروں سے متعلق بھی سوال کر سکتے ہو۔"

اس پر ذرا وہ گھبرایا اور "جی نہیں حضور"۔ کہتا ہوا چل دیا۔ زیبا نے فوراً دروازہ بند کر لیا اور پھر زعفران کا انتظار کرنے لگی۔ وہ سوچنے لگی کہ "میں سرکاری روپیہ تو بینک میں رکھ چکی ہوں مگر عرفی کے دو ہزار تو اب تک گھر میں رکھے ہیں۔" وہ کچھ فکرمند سی لائبریری میں پہنچی تو دیکھا کہ حسب عادت طارق کمرہ میں ٹہل رہے تھے اور کمرے کی چیزوں کو چھو چھو کر دیکھ رہے تھے۔ زیبا کو عرفی کی غیر موجودگی میں کسی پر اعتبار نہ تھا۔ وہ لپک کر سیف کے پاس پہنچی اور میز کی دراز سے ایک مضبوط سا تالا نکال کر سیف میں ڈال دیا کہ ہو سکتا ہے کسی کو سیف کے تالے کا نمبر معلوم ہو جائے تو دوسرے تالے کی وجہ سے سیف محفوظ رہے گا۔ اس کنجی کو احتیاط سے اپنے پرس میں رکھ لیا اور پھر تیز قدموں سے لائبریری کے باہر چلی گئی۔

مسٹر غفران آخر کار گاڑی سے اترے اور اپنا ایک ٹین کا بکس اور پرانا بستر بند ہاتھوں میں اٹھائے گیلری کے دروازہ تک انھوں نے آکر بڑی مشکل سے گھنٹی کا بٹن دبایا۔ اس وقت وہ اپنے آپ کو ایک بہت ہی اہم شخصیت سمجھ رہے تھے۔ کیوں کہ ان کا خیال تھا کہ زیبا نے ان کو بہت ہی قابلِ بھروسہ سمجھ کر اور کسی بہت ہی خاص بات کی وجہ سے بلایا ہے۔ گھنٹی کی آواز سنتے ہی زیبا نے جلدی سے دروازہ کھولا۔ اس سے پہلے کہ زیبا ان سے کچھ بولے۔ مسٹر غفران نے آگے بڑھ کر کہنا شروع کر دیا "آپ نے بندہ کو طلب کیا! بندہ حاضر ہے" غفران کو اس وقت دیکھ کر زیبا کو بہت ہی اطمینان ہوا۔ وہ غفران کو بہت ہی خاطر سے اندر لے چلی گئی۔ غفران برآمدہ کی ایک کرسی کے قریب اپنا بستر اور بکس رکھ کر خود بھی اطمینان سے بیٹھ گئے تب زیبا نے کہنا شروع کیا "غفران صاحب! میں نے آپ کو ایک بہت ہی شدید ضرورت کے تحت تکلیف دی ہے۔ آپ کو میرے لئے ذرا سخت کام کرنا پڑے گا"

غفران نے سر ہلایا اور بولے "آپ مجھے کام بتائیے باقی آپ میرے اوپر چھوڑ دیجئے۔ کیا آپ کی کوئی چیز نوکروں نے چرائی ہے۔ مجھے ذرا تفصیل سے بتائیے کہ آپ کا کس پر شبہ ہے؟"

زیبا نے غفران کی بات کاٹتے ہوئے کہا "میری کوئی چیز چوری نہیں گئی ہے۔ مجھے آپ سے دوسرے قسم کا کام لینا ہے۔ یعنی یہ کہ آج کل میرے ایک چچا آئے ہوئے ہیں"

غفران بیچ ہی میں بول پڑے "جی ہاں جی ہاں! یہ رشتے دار بھی کبھی کبھی انسان کے لئے عجیب مصیبت بن کر آتے ہیں۔ کھاتے ہیں، پیتے ہیں اور پھر قرض بھی مانگتے ہیں۔ خیر ان چچا صاحب کو میں پانچ منٹ کے اندر سمجھ لوں گا"

تب زیبا نے ان کو صاف صاف بتایا کہ ان کی یہ ساری خیال آرائی غلط ہے۔

ان کا کام یہ ہے کہ چچا کو سنبھالیں ۔ وہ بچارے لغو قسم کے مہمان نہیں ہیں بلکہ انکے علاوہ ان کا دماغ بھی مصیبت بنا ہوا ہے ۔ زیبا نے غفران کو بتایا کہ چچا حامد کا دماغی توازن درست نہیں ہے اور غفران کو زیبا نے انھیں چچا کی دیکھ بھال کرنے کو اپنی مدد کے لئے بلایا ہے اور ساتھ ہی یہ بتا دیا کہ ان کے ساتھ ان کی بیوی صاحبہ یعنی چچی صاحبہ بھی تشریف لائی ہیں ۔

اب غفران پوری بات سمجھ گئے تھے ۔ انھوں نے ذرا ہچکچاتے ہوئے کہا ۔ " دیکھئے مس صاحبہ ! چچا صاحب کی دیکھ بھال کا تو میں ذمہ لیتا ہوں ۔ مگر چچی صاحبہ کا معاملہ ذرا ٹیڑھا ہے ۔"

زیبا نے جواب دیا " بس بس آپ چچا کی نگرانی کیجئے ۔ خاص کر ان کو گھر کے باہر کسی حالت میں نہ جانے دیجئے ۔ کیونکہ جب تک وہ گھر میں رہتے ہیں کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے ۔ ہاں باہر نکلنے پر ہو سکتا ہے وہ اپنے کو ہی کوئی نقصان پہنچا لیں ۔ بس اسی بات کی نگرانی کرنا ہے ۔"

غفران نے سر ہلا کر بہت اطمینان سے کہا " آپ اطمینان رکھیں اور سارا معاملہ مجھ پر چھوڑ دیں ۔"

زیبا نے بھی کہا " میں ایک بات آپ کو اور بتا دوں کہ وہ کبھی کبھار اپنے کو عرفی سمجھنے لگتے ہیں ۔ اور ہیں بھی دراصل عرفی سے بہت ملتے ہوئے اور تقریباً عرفی کے ہی ہم عمر بھی ہیں ۔ بلکہ چونکہ چچا داڑھی نہیں رکھتے ہیں لہذا وہ عرفی سے کچھ عمر میں کم ہی معلوم دیتے ہیں ۔"

یہ سب غفران کو سمجھا کر زیبا تو طارق کے بلانے پر لائبریری میں گئی اور اسی وقت سے غفران نے اپنی ڈیوٹی سنبھال لی ۔ وہ ٹہلتے ہوئے باورچی خانہ کی طرف گئے ۔ عرفی کو انھوں نے بغور دیکھا مگر انھوں نے سوچا کہ ان کی شکل تو افغانی صاحب سے

ذرا بھی نہیں ملتی لیکن یہ عجیب بات ہوئی کہ چچی صاحبہ غفران کو دیکھ کر ایک دم چونک پڑیں۔ غفران نے دونوں کو بہت ادب سے سلام کیا اور خود اپنا تعارف کرانے کے لئے کہنے لگے۔

"میرا نام غفران احمد ہے۔" عرفی کو ان کی شکل ہی دیکھ کر از حد غصہ آیا تھا۔ اس تعارف پر تو وہ آپے سے باہر ہو گئے۔ اونچی آواز سے کہنے لگے۔

"نکل جاؤ یہاں سے۔ تمھیں کس نے اندر آنے کی اجازت دی ہے۔"

غفران نے بلا ان کی خفگی کا اثر لئے جواب دیا۔ "میں تو صرف جناب سے ملنے یہاں تک چلا آیا تھا۔" اور یہ کہتے ہوئے گھبرا کر مسز گراہم کو دوبارہ سلام کر لیا۔ پھر عرفی ان سے مخاطب ہوئے۔

"واپس چلے جاؤ اور جن صاحب نے تم کو میرے لئے مقرر کیا ہے ان سے کہہ دو کہ گھر کی کنجیاں دومنٹ کے اندر میرے حوالے کر دیں اور اپنے اس پاگل طارق کو گھر سے باہر نکال دیں۔ جاؤ جلدی کرو ورنہ تمھارے حق میں بہت برا ہوگا۔"

اب مسز گراہم کو بولنا ہی پڑا۔ وہ عرفی کو خاموش کراتے ہوئے ان سے کہنے لگی۔

"دیکھو لڑائی جھگڑے سے کچھ نہ بنے گا۔ سوائے اس کے کہ وہ تم کو بجائے گھر میں رکھنے کے پولیس کے ہاتھوں میں دے دے گی۔"

مگر عرفی کی تو برداشت کی اب حد ہو گئی تھی۔ انھوں نے بدستور چلاتے ہوئے کہا۔

"تم خاموش رہو۔ کوئی حد بھی ہوتی ہے۔ اب میں خود اس معاملہ کو طے کر دوں گا۔ مجھے اب کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ اس لڑکی نے سمجھا کیا ہے۔ میں اس گھر کا مالک ہوں۔"

"ہاں ہاں یہ تو ٹھیک ہے۔ واقعی تمھیں اب معاملات کو ٹھیک کرنے کے لئے طریقہ تو یہی استعمال کرنا چاہئے مگر تم نے میرے متعلق کیا سوچا ہے۔ میرے خیال میں مجھے خود اپنی اصلیت بتا دینا چاہئے تب ہی ہم دونوں اس چکر سے نکل سکیں گے۔"

غفران خاموش کھڑے سوچ رہے تھے کہ ٹھیک ہی تو ہے۔ بچارے حامد چچا عرفی کے چچا ہی تو ہیں۔ ایک طرح وہی گھر کے مالک ہیں۔ یہی سوچ کر غفران نے عرفی کے غصہ کو ٹھنڈا کرنے کو کہا۔

"بے شک بے شک! آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ آپ نہایت معقول آدمی ہیں اور دیکھنے میں بھی ایک شریف آدمی ہوں"۔ اتنا کہہ کر غفران نے چچی کی طرف مدد کے لئے دیکھا تو مسز گراہم نے بھی ان کی تائید میں سر ہلایا۔ اب عرفی بھی سوچنے لگے کہ بیکار میں اس غریب غفران پر غصہ کرنے سے کیا فائدہ۔ وہ تو کسی کے بلانے پر آیا ہے کچھ خود تھوڑا ہی آگیا ہے۔

دراصل اگر ایک شخص غصہ میں ہو اور دوسرا اس کے غصہ کا جواب نرمی سے دے تو غصہ والے کو ہار ماننی ہی پڑتی ہے۔

سترہواں باب

آج زیبا نے طے کر لیا تھا کہ طارق سے صاف کہہ دے کہ وہ اس گھر میں رات کسی طرح نہیں گذار سکتا۔ اور اس سے بہانہ یہی کر دے گی کہ میرے چچا کو تم سخت ناپسند ہو۔ اسی لئے وہ لائبریری میں گئی جہاں طارق آتشدان کے پاس بیٹھا آگ کو گھور رہا تھا۔ زیبا کے قدموں کی آواز سن کر اس نے مڑ کر زیبا کی طرف دیکھا اور اپنی کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ہاتھ کے اشارہ سے کرسی زیبا کو پیش کی اور توصیفی نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"بھئی کس قدر دلفریب ہے تمہارا حسن کہ کسی حالت میں ماند نہیں پڑتا۔ نظریں جیسے تمہارے چہرہ پر جم جاتی ہیں اور ہٹنے کا نام نہیں لیتیں۔"

زیبا جلدی سے اپنے لئے دوسری کرسی لا کر بیٹھ گئی۔ اس نے طارق کو پہلے والی کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا اور کہنے لگی "دیکھو طارق کان کھول کر سنو۔ میں اس وقت تم سے صاف صاف باتیں کرنا چاہتی ہوں تاکہ آئندہ تم کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ گھر میرا نہیں بچا حامد کا ہے اور وہ کسی طرح تمہارا یہاں ٹھہرنا پسند نہیں کرتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اب سے کئی سال پہلے جب تم اتنے پاگل بھی نہیں تھے تب ہی میں نے تم سے شادی کرنے سے انکار کر دیا تھا لہٰذا اب شادی کا سوال ہی نہیں رہا۔"

"مگر زیبا اس وقت تم بچی تھیں۔ ٹھیک ہے اس وقت شادی کی درخواست کرنا

واقعی میرا بھی بچپنا تھا۔ مگر اس وقت تمھارے انکار کی وجہ کیا ہے ؟"

زیبا نے جواب دیا "کیوں کہ اب میں ایسے شخص کو چاہتی ہوں جو مجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ مگر میرا یہ فیصلہ ہے کہ اب میری زندگی اسی کی یاد میں بسر ہوگی"

"اوہ! میری زیبا۔ تم مجھے اس ظالم شخص کا نام بتادو جس نے تمھارے معصوم دل کو یہ زخم پہنچایا ہے یعنی تم کو چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ قسم کھا کر کہتا ہوں میں اس سے ایسا انتقام لوں گا کہ وہ بھی زندگی بھر یاد کرے گا۔ میں تم سے جھوٹ نہیں بولوں گا زیبا! کہ میں بھی اس عرصہ میں ایک امریکن عورت سے محبت کرنے لگا تھا مگر اس کمبخت نے بھی مجھے دھوکا دیا اور مجھے چھوڑ کر فلمی زندگی میں چلی گئی۔ خیر زیبا! جانے دو۔ اب ہمیں چاہیئے کہ اپنی پچھلی محبت کو پھر تازہ کرلیں"

زیبا جھنجھلا رہی تھی کہ اس پاگل کو کیسے اپنا مطلب سمجھائے۔ مگر اس کو طارق کے دیئے ہوئے روپے کے تقاضہ کا خیال ہر وقت پریشان کرتا رہتا تھا۔ اس نے سوچا کہ لگے ہاتھوں اس کا تذکرہ بھی اس وقت کرکے دیکھوں کہ یہ پاگل روپئے کے لئے کیا کہتا ہے تاکہ یہ ڈر بھی دل سے نکل جائے لہذا اس نے خود ہی اس بات کو چھیڑا۔

"اب رہ جاتا ہے تمھارے دیئے ہوئے روپئے کا سوال ..."

طارق حیرت سے زیبا کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ بیچ ہی میں بول پڑا۔

"ہاں وہ روپیہ جو تم نے مجھے وقتاً فوقتاً بھیجا ہے بھئی وہ تو میں نے خرچ کردیا۔ پھر ہمارے تمھارے درمیان کوئی حساب تھوڑا ہی ہے"

زیبا کو اطمینان ہوگیا کہ یہ پاگل روپیہ کو بھی بھول چکا ہے۔ اس نے آج اطمینان کی سانس لی۔ طارق نے اپنی بات کا سلسلہ قائم رکھتے ہوئے کہا "پھر اب تو ہماری شادی ہوجائے گی۔ میرے خیال میں نکاح کے لئے جمعہ کا دن بہت مناسب رہے گا اور زیبا میں تو اس زندگی کی خوشی کو ابھی سے اکثر محسوس کرتا ہوں جب تم میری بیوی

بن جاؤ گی۔"

اب زیبا عاجز آ گئی "بس کرو طارق اپنی بکواس ذرا دیر کے لئے بند کرو تو میں تمھیں اپنی بات کا مطلب سمجھاؤں۔ دیکھو میرا مطلب یہ ہے کہ میں اس قسم کی لڑکی ہوں جو زندگی میں صرف ایک بار اور صرف ایک بار ہی کسی کو چاہ سکتی ہے۔ اور جیسا میں نے تم کو ابھی بتایا ہے کہ میں اپنا پیار ایک شخص کو سونپ چکی ہوں۔ وہ بچارہ مر چکا ہے تو اب دوبارہ میرے لئے کسی سے محبت کرنا بالکل ناممکن ہے۔"

"تو اب تم مجھ سے شادی کرنے سے بالکل انکار کرتی ہو۔ یعنی جمعہ کے دن بھی نہیں۔ یہ کہتے ہوئے سچ مچ طارق کی آنکھوں میں آنسو آ گئے مگر زیبا کو اس پر ایک ذرہ برابر بھی رحم نہیں آیا۔ اس نے نہایت رکھائی سے طارق کو جواب دیا نہیں بالکل نہیں۔ کسی جمعرات کو نہیں کسی جمعہ کو نہیں۔"

"بس بس مجھے یقین آ گیا ہے کہ تمھارے سارے خیالات اپنے ان چچا کی وجہ سے ہیں۔ دراصل میں بہت واہیات آدمی ہوں مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اب میری زندگی کا کیا بنے گا۔ میں کیا کروں گا۔ اچھا میں ابھی بلکہ اسی وقت یہاں سے چلا جاتا ہوں۔" یہ کہتا ہوا واقعی طارق اٹھ کر دروازے کی طرف چلا۔

زیبا نے جلدی سے طارق کا ہاتھ پکڑ لیا اور تحکمانہ لہجہ میں بولی "ٹھہر جاؤ۔ اگر تم اس طرح جاؤ گے تو میں تم پر الزام لگا کر پولیس کے حوالہ کر دوں گی۔"

"یعنی تم میری اپنی زیبا! میرے لئے پولیس بلائے گی۔ واللہ رونے کی جگہ ہے۔" سچ مچ وہ تو رونے لگا۔ زیبا کو اس کے اس طرح منہ بسورنے پر ہنسی آ گئی مگر اس کی حرکتوں پر دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہی تھی۔ آخر اس نے کہا "اچھا اچھا احمق آدمی اپنی آنکھیں پونچھ ڈالو۔ آج رات کے لئے میں کسی طرح چچا حامد سے اجازت لے لوں گی مگر دیکھو صبح جلدی سے بھلے اور شریف آدمیوں کی طرح چلے جانا۔" زیبا

کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور طارق سے بولی "آؤ میرے ساتھ میں تمھیں آج رات کو سونے کے لئے کمرہ بتا دوں۔" طارق زیبا کے پیچھے خاموشی سے چلنے لگا۔ اس کو لے کر زیبا اوپری منزل پر پہنچی اور مسز گراہم کے ساتھ والے کمرہ میں اس کو سونے کو کہا۔ جیسے ہی طارق کمرے کے اندر گیا زیبا نے جلدی سے باہر سے کمرہ کو تالا لگا دیا۔ تالا لگانے کی آواز نے طارق کو چونکا دیا اور وہ بہت ہی دردناک آواز میں بولا۔ "پیاری زیبا! آخر تم مجھے تالے میں کیوں بند کر رہی ہو؟"

زیبا نے جواب دیا۔ "تمھاری حفاظت کے لئے کیوں کہ چچا تمھارے سخت دشمن ہیں۔ تمھاری ساری ضرورت کی چیزیں کمرے کے اندر ہیں۔ غسل خانہ ساتھ ہی میں ہے۔"

آج زیبا اپنے کو بہت ہی تھکا ہوا محسوس کر رہی تھی۔ اس کو دن بھر ادھر سے ادھر دوڑتے ہو گیا تھا۔ سب پر اس کو نظر رکھنی پڑی تھی۔ اس کو یاد آرہا تھا کہ عرفی کی موجودگی میں وہ کس قدر بے فکر رہتی تھی۔ مگر جیسے ہی اس کو غفران کا خیال آیا اس کو بہت تسلی ہوئی اور وہ غفران کی تلاش میں باورچی خانہ کی طرف نکل گئی۔ وہاں اس نے عجیب سین دیکھا۔ مسز گراہم نے چولھا جلا کر اس پر پانی گرم ہونے کو رکھ دیا تھا عرفی نہایت پریشان صورت ایک اسٹول پر پیر لٹکائے بیٹھے تھے۔ اور غفران ان دونوں کو کچھ گا کر سنا رہے تھے۔ مسز گراہم بہت غور سے غفران کا گانا سن رہی تھی۔ زیبا نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "کہو خوب تفریح ہو رہی ہے۔ تم لوگوں کا وقت تو اچھا گذر رہا ہوگا۔"

عرفی جیسے زیبا کا انتظار ہی کر رہے تھے۔ چڑھ کر بولے۔ "تفریح ہو رہی ہے یا کچھ اور۔ مگر تم آدمی ہو یا پتھر۔ تمھیں اتنا بھی احساس نہیں ہوا کہ میں صبح سے بھوکا ہوں۔ اگر زیبا تمھارا یہ مذاق ہے تو آخر مذاق کی بھی حد ہوتی ہے۔"

زیبا کو عرفی کے اس طرح باتیں کرنے پر ذرا تعجب ہوا مگر اس نے جواب دیا۔
"صرف تم ہی بھوکے نہیں ہو۔ صبح سے میں بھی بھوکی ہوں۔ مگر میں نے طے کیا ہے کہ آج ہم سب کا روزہ ہی رہے گا۔ اب تو رات ہو گئی ہے۔ میرے خیال سے اب سب لوگ سو جاؤ۔ صبح دیکھا جائے گا۔"
"خیر جو تمھارا جی چاہے کرو۔ مگر سو جانے کے بارے میں تمھارا حکم ہرگز نہیں مانوں گا۔ جب مجھے نیند آئے گی سو جاؤں گا۔ تمھارے حکم کی مجھے تو کم از کم بالکل پرواہ نہیں ہے۔" اس وقت عرفی کی آنکھیں غصہ سے لال ہو رہی تھیں۔ غفران کی مسکراہٹ نے ان کے غصہ کی آگ پر تیل کا کام کیا۔ اس پر طرہ یہ کہ غفران نے مسکراتے ہوئے یہ بھی کہہ دیا کہ "بھئی بڑے تیز مزاج چچا ہو۔ میرے چچا ایسے ہوتے تو بڑی مشکل ہو جاتی۔ اچھا تم سونا نہیں چاہتے تو آؤ ہم سب مل کر کچھ گائیں۔"
عرفی کو باوجود سخت غصہ کے غفران کی اس احمقانہ بات پر ہنسی آ گئی۔ انھوں نے غفران کو ڈانٹ کر کہا "چپ رہو احمق! مجھے گانا نہیں آتا۔"
"اچھا اچھا میں سمجھا کہ آپ شرم محسوس کر رہے ہیں۔ میں چچی صاحبہ سے دریافت کئے لیتا ہوں کہ آپ کو گانا آتا ہے یا نہیں۔" مسز گراہم اس پر برا سا منھ بنا کر رہ گئی۔ مگر غفران کب ماننے والے تھے۔ انھوں نے عرفی سے اصرار کرتے ہوئے کہا۔
"اچھا آپ کو گانا نہیں آتا مگر گنگنانا تو ضرور ہی آتا ہوگا۔"
زیبا اب تک صبر سے اس بیوقوفی کی گفتگو کو سن رہی تھی۔ آخر اس سے نہ رہا گیا۔ اس نے ہاتھوں میں کنجی کا گچھا گھماتے ہوئے کہا۔ "اچھا بس بس! اب تم سب سونے چلو۔"
عرفی نے غصہ سے دانت پیستے ہوئے جواب دیا۔ "اچھا ٹھہر جاؤ۔ تمھیں اپنی حرکتوں پر بہت ہی پچھتانا پڑے۔ میں اپنے کو ایک نہیں ہزاروں آدمیوں سے پہچنوا دوں گا۔"

زیبا نے برجستہ جواب دیا "اور بچی صاحبہ کو پہچاننے کے لئے کتنے آدمی مہیا کروگے؟"

عرفی نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ مگر اپنے دل میں وہ محسوس کر رہے تھے کہ زیبا نے ان پر سارے دروازے بند کر دیئے ہیں اور ان کو اس کا ہر حکم ماننا ہی پڑے گا۔

اس مرتبہ ہمت کرکے مسز گراہم بولی "میں تمھیں اپنا نام و پتہ بتائے دیتی ہوں۔ اس میں مجھے کچھ سوچنا نہیں ہے؟"

زیبا نے مسکرا کہا "تب ہماری ساری مشکلات حل ہوگئیں۔ چلو میرے ساتھ میں پولیس کو فون کرتی ہوں کہ ان دونوں کو میں نے ایکٹر کے دھوکہ میں پکڑ رکھا تھا۔ اب پولیس ان کے گھروں کا صحیح پتہ لگاکر ان کو ان کے گھر پہنچا دے۔ اس طرح ذمہ داری پولیس کی ہوگی۔ اور میں جھنجھٹ سے چھوٹ جاؤں گی؟"

اس پر مسز گراہم جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور بولی۔

"اچھا بھئی مجھے تو لڑائی جھگڑا بالکل پسند نہیں ہے۔ چلو مجھے سونے کی جگہ بتا دو۔ میں تھکن بھی بہت محسوس کر رہی ہوں؟"

مسز گراہم کو زیبا اوپری منزل پر لے گئی۔ غفران اور عرفی بھی پیچھے پیچھے چلے گئے۔ زیبا نے کہا "تم دونوں میاں بیوی کے لئے یہ کمرہ ٹھیک ہے؟" مسز گراہم نے جلدی سے کمرے میں جاکر اندر سے کمرے کو بند کرتے ہوئے کہا "اس میں صرف میں رہوں گی؟" اب زیبا کو عرفی کے لئے دوسرے کمرے کی فکر کرنا پڑی لہذا اس نے عرفی سے کچھ جھنجھلا کر کہا "معلوم ہوتا ہے تم دونوں میاں بیوی آپس میں لڑ پڑے ہو۔ خیر آؤ اب تمھارے لئے میرے پاس صرف ایک کمرہ ہے جس میں فالتو چیزیں رکھی جاتی ہیں۔ وہاں صرف ایک پلنگ ہے اور تمھیں کچھ فالتو بستر بھی مل جائے گا۔ اور تمھارے لئے چاہئے بھی کیا۔ تم تو شکر کرو کہ اس گھر کا بستر بہر حال قید خانہ کے کمبل

سے تو بہتر ہی ہوگا۔"

عرفی غصہ سے پیچ و تاب کھاتے ہوئے زیبا کے ساتھ پھر پچھلی منزل میں آئے۔ انھوں نے بغیر زیبا سے پوچھے اپنے کمرے کی طرف قدم بڑھائے۔ مگر زیبا نے ان کو گھور کر دیکھا اور کہا۔

"تم اپنی دھوکہ بازی سے باز نہیں آسکتے۔ دیکھو ادھر ہے تمھارا کمرہ۔"

عرفی یوں تو اپنے گھر سے واقف ہی تھے مگر بچارے کو اس کمرے کے اندر جانے کا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا۔ جب وہ کمرے میں پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ وہاں صرف بان کا بنا ہوا ایک پلنگ پڑا تھا۔ کچھ کمبل اور رضائیاں اس پر ایک طرف تہہ کی ہوئی رکھی تھیں۔ انھوں نے غور کرنا شروع کیا کہ کمرے کا دروازہ باہر سے بند ہونے کے بعد بھی وہاں کوئی باہر نکلنے کی سبیل ہوسکتی تھی یا نہیں مگر پہلی ہی نظر میں سخت مایوسی ہوئی۔ کیوں کہ اس کمرے میں صرف ایک روشندان تھا۔ وہ بھی بہت ہی چھوٹا کہ آدمی کا اس میں سے نکلنا بالکل ناممکن تھا۔ اور پھر تھا بھی یہ بالکل چھت سے ملا ہوا۔ وہاں تک پہنچا بھی کیسے جاسکتا تھا جب کہ کمرے میں سوائے کپڑوں کی الماری اور پلنگ کے کوئی دوسرا سامان نہ تھا۔ زیبا نے جب عرفی کے کمرے کے اندر جانے کے بعد باہر سے دروازہ کو مقفل کر دیا تو وہ سخت بے بسی محسوس کرنے لگے۔ ابھی وہ اپنے خیالوں میں کھوئے ہوئے تھے کہ ان کو باہر سے غفران کی آواز آئی "چچا حامد آپ گھبرائیے بالکل نہیں کیوں کہ آپ کے دروازے کے قریب ہی میرا پلنگ ہے۔ آپ کو کوئی ضرورت ہو تو مجھ کو آواز دے لیں۔"

عرفی نے برا سا منہ بنا کر بجائے جواب دینے کے نفرت سے اپنا چہرہ دوسری طرف موڑ لیا۔

اٹھارہواں باب

شروع ہی رات سے زیبا تھکاوٹ محسوس کر رہی تھی لہذا جیسے ہی وہ اپنے بستر پر لیٹی اس کی پلکیں نیند سے بوجھل ہونے لگیں اور وہ بہت جلد گہری نیند سو گئی۔ مگر اچانک اس کی نیند کھل گئی۔ زیبا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اس کے جاگ جانے کا کیا سبب تھا۔ اس نے سوچا کہ شاید اس نے کوئی غیر معمولی آواز سنی تھی۔ یا پھر شاید کوئی پریشان خواب اس کی بیداری کا باعث ہوا تھا۔ اس نے لیٹے ہی لیٹے اندازہ لگانے کی کوشش کی۔ مگر اس کو کوئی آواز نہ سنائی دی۔ پھر بھی اس کی چھٹی حس خطرہ کا الارم دے رہی تھی۔ آخر وہ پھرتی سے بستر سے اٹھی۔ اس نے ایک گرم شال کندھوں پر ڈال لی، اپنا پرس چھو کر پستول کی موجودگی کے بارے میں اطمینان کیا اور آہستہ قدموں سے اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس پہنچی اور بہت ہی احتیاط سے اس کو کھولا اور باہر کی طرف جھانک کر دیکھنے لگی۔ فوراً اس کو گیٹ کے قریب ایک سایہ نظر آیا۔ اب تو زیبا کی نیند کافور ہو چکی تھی۔ وہ اب بالکل ہوشیار اور مستعد ہو گئی تھی۔ اس نے اور ذرا گردن آگے بڑھا کر دیکھا تو اس کو ایک دبلا پتلا آدمی گیٹ کے باہر نظر آیا۔ ساتھ ہی اس نے ایک سپاہی کو بھی اس طرف آتے دیکھا۔ سپاہی کے قدموں کی آہٹ پر وہ شخص ایک درخت کے تنے سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ پولیس مین اپنے بھاری قدم جلدی جلدی اٹھاتا اس کے پاس سے نکلا۔ بلکہ اس نے وہیں کھڑے ہو کر دیا سلائی جلا کر

اپنی سگریٹ سلگائی جس کی روشنی میں زیبا نے فوراً اس شخص کو پہچان لیا کہ وہ غفار تھا جو صبح اس سے اپنی مزدوری لینے کے بہانہ گھر کے آدمیوں کے متعلق پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ اب بھی زیبا خاموشی سے اس کو دیکھتی رہی۔ جب پولیس کا سپاہی کچھ آگے بڑھ گیا تب زیبا نے غفار کو مخاطب کر کے کہا۔

" میں تمھیں دیکھ رہی ہوں۔ تمھارا اس وقت گیٹ کے قریب کیا کام ہے۔ کہو تو پولیس مین کو ابھی بلاؤں"

غفار زیبا کی آواز پر چونک پڑا اور اس نے رات کے اندھیرے میں پوری آنکھیں کھول کر زیبا کے کمرے کی کھڑکی کی طرف دیکھا اور بہت خوشامدانہ آواز سے جواب دیا۔

" حضور میں رات میں بہت کم سوتا ہوں۔ نیند نہیں آتی۔ یہیں قریب ہی میں میرا گھر ہے۔ بس یوں ہی باہر سڑک پر نکل آیا تھا۔ یہ کہتا ہوا غفار سپاہی کی طرف دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا چل دیا۔ زیبا نے دیکھا کہ سپاہی نے اس کو روک کر کچھ دریافت کیا۔ غفار نے بھی سپاہی کے استفسار کا جواب دیا اور آگے بڑھ گیا۔ اب زیبا نے سوچا کہ ایک چکر گھر کا ضرور لگا لینا چاہئے۔ کیوں کہ اب اس کو نیند نہیں آرہی تھی اس نے گھڑی کی طرف نظر اٹھائی تو ساڑھے تین کا وقت تھا۔ وہ کمرہ کا دروازہ کھول کر گیلری میں نکل آئی۔ جیسے ہی اس نے گیلری میں قدم رکھا۔ غفران نے حلق صاف کر کے "کون ہے" کی صدا لگائی۔ کیوں کہ وہ گیلری کے دوسرے سرے پر عرفی کے کمرے کے دروازہ کے سامنے اپنا بستر لگا کر سو رہے تھے۔ زیبا نے غفران کی موجودگی اور مستعدی پر اطمینان کی سانس لی۔ اس نے فوراً جواب دیا۔" کوئی نہیں مسٹر غفران! میں ہوں زیبا۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ آپ کو بہت تکلیف سے سونا پڑ رہا ہے۔ میں نے آپ کو بہت تکلیف دی ہے۔"

"نہیں مس صاحبہ! ایسا نہ کہئے۔ ہم لوگوں کا تو کام ہی ایسا ہے۔ بلکہ ہم لوگ تو اس زندگی کے اس قدر عادی ہو جاتے ہیں کہ ہمیں رات کو نیند ہی نہیں آتی ہے۔ نہ ہی ہماری نیند کا کوئی وقت مقرر ہے۔ مگر آپ کیوں اتنی سردی میں باہر آگئیں۔ آپ اطمینان سے سوئیے۔ کوئی بات نہیں ہے۔ سب ٹھیک ہے۔"

"دراصل مسٹر غفران! نیند مجھے بھی نہیں آرہی ہے۔ اسی لئے میں نے سوچا کہ لاؤ گھر کا ایک چکر ہی لگا لوں۔ آئیے میں آپ کو ہیٹر پر چائے بنا کر پلاؤں۔ آئیے کھانے کے کمرے میں آجائیے۔ رات کو سونے کے پہلے ہی میں نے ٹرے میں برتن لگا کر رکھ دیئے تھے اور کیتلی میں پانی بھی رکھ دیا تھا۔"

بات بھی یہی تھی کہ زیبا اس وقت خود بھی بہت بھوک محسوس کر رہی تھی۔ اس نے جلدی سے چائے بنائی اور بسکٹ کا ڈبہ نعمت خانہ سے نکالا۔ اب غفران بھی کھانے کے کمرہ میں آگئے تھے۔ زیبا اور غفران نے اطمینان سے چائے کی پیالیاں ہاتھوں میں اٹھالیں اور زیبا جلدی جلدی بسکٹ بھی کھانے لگی۔ ایک دم اس کو خیال آیا کہ لائبریری کو ایک نظر ضرور دیکھ لینا چاہئے۔ یہ خیال آتے ہی اس نے چائے کی پیالی میز پر رکھ دی اور لائبریری کے دروازہ پر آئی۔ اس کے پیچھے پیچھے غفران بھی تھے۔ وہ زیبا سے کہنے لگے۔ آپ تو خواہ مخواہ شبہ میں پڑ گئی ہیں۔ کوئی کھٹکا نہیں ہے۔"

زیبا نے لاپروائی سے کہا۔ "دیکھ لینا اچھا ہوتا ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے دروازہ کا تالا کھولا اور کواڑوں کو پیچھے کی طرف دھکا دیا۔ مگر دوسرے ہی لمحے اس کو معلوم ہو گیا کہ دروازہ اندر سے بند ہے۔ اس نے حیرت سے غفران کی طرف دیکھا اور بولی۔

"اندر سے دروازہ کس نے بند کر رکھا ہے۔ ضرور اس کے اندر کوئی ہے! اچھا آپ تیار رہیں۔ اپنا پستول ہاتھ میں لے لیجئے۔ میں دوسرے دروازہ سے اندر جاتی

ہوں۔ مگر دیکھئے آپ یہ دروازہ ہرگز نہ چھوڑیئے گا۔" یہ کہتی ہوئی وہ دوسری طرف کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگئی تھی۔ اس وقت غفران کی حالت ڈر کی وجہ سے غیر تھی۔ ان کی ساری جاسوسی اور بہادری ہوا ہوگئی تھی۔ جیسے ہی زیبا دوسرے دروازے سے لائبریری کے اندر داخل ہوئی اس نے اپنے قریب سانس کی آواز محسوس کی اور اس نے فوراً سمجھ لیا کہ غفران بھی اس کے ساتھ ہی اندر آگئے ہیں۔ اس نے بہت ہی آہستہ سے دریافت کیا۔ آپ کیوں میرے ساتھ آگئے۔ میں نے آپ سے اس دروازہ پر رہنے کو کہا تھا۔"

مسٹر غفران نے بھی نہایت آہستہ سے مگر ڈر کی وجہ سے کانپتی ہوئی آواز سے جواب دیا۔ بھلا مس صاحبہ کوئی مرد یہ گوارہ کر سکتا ہے کہ اکیلی عورت کو خطرہ کے منہ میں جانے دے اور پھر ہم سی۔ آئی۔ ڈی۔ والے تو کبھی ایسے موقع پر چوکتے ہی نہیں۔" زیبا غفران کا جواب سن کر زیر لب مسکرائی اور بجلی کا بٹن دباتے ہوئے اس نے ایک مرتبہ پھر زور سے کہا "کون ہے۔ اپنی جگہ سے ہلنا مت ورنہ میرے ہاتھ میں بھرا ہوا پستول ہے۔ میں بلا سوال کئے گولی چلا دیتی ہوں۔"

زیبا اپنا جملہ پورا بھی نہ کرنے پائی تھی کہ گیلری کی طرف والا دروازہ کھول کر کوئی سایہ سا باہر کی طرف بہت تیزی سے نکل کر بھاگا اور قبل اس کے کہ زیبا اس کو اچھی طرح دیکھ سکے وہ غائب ہو چکا تھا۔ زیبا کو اس وقت غفران پر سخت غصہ آرہا تھا۔ اس کا بے اختیار جی چاہ رہا تھا کہ زوردار ہاتھ غفران کو جما ڑ دے مگر اس نے اپنے غصہ کو ضبط کرتے ہوئے کہا "دیکھا مسٹر غفران آپ نے اپنی حماقت کا نتیجہ کہ وہ ہاتھ سے نکل گیا۔" مگر غفران نے اطمینان کی سانس لے کر کہا۔ "مس صاحبہ! آپ واقعی بہادر ہیں مگر ذرا ایک بات ہے کہ موقع کی نزاکت کو اپنی کم سنی کی وجہ سے آپ نہیں سمجھتی ہیں۔ خیر آئندہ آپ سمجھنے لگیں گی۔" یہ کہہ کر غفران لائبریری

کی ایک آرام دہ کرسی پر یوں بیٹھ گئے گویا ان کو بڑی سخت کاوش کرنا پڑی ہو۔ زیبا بھی بیٹھ گئی مگر اس کی نظر فوراً سیف کی جانب اٹھ گئی تو اس نے فوراً محسوس کر لیا کہ ضرور کسی نے تالے کا نمبر ملانے کی کوشش کی تھی۔ اب وہ یہ جاننے کے لئے اور بھی پریشان تھی کہ کمرہ کے اندر کون تھا۔ اسی خیال کے ماتحت اس نے غفران سے کہا۔

"مہربانی سے چائے یہیں اٹھا لائیے۔" غفران بہت سعادت مندی سے چائے کی ٹرے اور بسکٹ کا ڈبہ اٹھا لائے اور اس کو زیبا کے سامنے والی میز پر رکھتے ہوئے بولے۔" دراصل مس صاحبہ! ہمیں مجرم کو پکڑنے کے لئے پہلے اس کمرے میں کچھ نشانات تلاش کرنے ہوں گے۔ یہی ہم سی۔آئی۔ڈی۔ والوں کا طریقہ ہے۔ ان معاملات میں پولیس تو بالکل ناکارہ ہوتی ہے۔ ہم لوگ ہی بالآخر مجرم کو پکڑتے ہیں۔"

زیبا کو آج ان کی بہادری کی حالت معلوم ہو گئی تھی۔ لہٰذا اس نے غفران کی گفتگو پر بالکل دھیان نہ دیا اور لاپروائی سے بسکٹ کھانے لگی۔ مگر غفران کہاں اپنی جاسوسی سے باز آنے والے تھے۔ وہ ٹہل ٹہل کر پکے جاسوس کی طرح سارے کمرے کا جائزہ لینے لگے۔ آخر ایک کرسی کے کشن کو بغور دیکھ کر بولے۔" لیجئے صاحب نشان بھی مل گیا۔ یعنی مجرم نے اسی کرسی پر آرام فرمایا ہے۔ دیکھئے ذرا گہری نظر سے دیکھئے کشن پر سر کا نشان صاف بنا ہوا ہے۔"

زیبا دل ہی دل میں غفران کی حماقت پر پیچ و تاب کھا رہی تھی جل کر بولی۔

"میرے خیال میں غفران صاحب آپ سگریٹ کو بغور دیکھئے اور سگریٹ کی راکھ سے مجرم کا پتہ لگانے کی کوشش کیجئے۔ بڑے بڑے جاسوس ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔ اچھا چھوڑیئے۔ آیئے کچھ کھا پی لیجئے تاکہ دماغ کام کرے۔ یہ کہتے ہوئے زیبا نے بسکٹ کا ٹین غفران کی طرف کھسکا دیا اور غفران نے بغیر جواب دیئے جلدی

جلدی بسکٹ منہ میں رکھنے شروع کر دیئے۔ آخر زیبا نے ہی سوال کیا۔

"سوال یہ ہے کہ وہ نکل کیسے گیا؟" غفران کے منہ میں بسکٹ بھرے ہوئے تھے۔ بڑی مشکل سے "کون" کہا۔

"ایکٹر، میرا مطلب ہے چچا حامد۔"

غفران نے کہا "مس صاحبہ! پھر آپ غلط سمجھیں۔ چچا حامد تو اپنے کمرے سے نکل ہی نہیں سکتے۔ بھلا وہ کس طرح باہر آسکتے ہیں۔ جب کہ مجھ جیسا مستعد آدمی بالکل ان کے دروازہ کے قریب تھا۔ یہ تو کوئی چور ہی ہو سکتا ہے۔"

"تب پھر وہ کسی طرح باہر نہیں جا سکتا کیوں کہ گھر کا باہری دروازہ بند ہی نہیں بلکہ اس میں تالا لگا ہوا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اب بھی گھر ہی میں ہے۔"

یہ سنتے ہی غفران کا دل پھر گھبراہٹ میں بلّیوں اچھلنے لگا۔ "مس صاحبہ! بس یہ نہ کہئے۔ یہی تو میری کمزوری ہے کہ مجھ کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ چور گھر میں ہے تو میں اپنے کو بالکل پاگل محسوس کرنے لگتا ہوں۔ اسی لئے ڈاکٹروں کا میرے لئے یہ مشورہ ہے کہ جہاں چوروں وغیرہ کا قصہ ہو وہاں سے میں اپنے کو دور ہی رکھوں۔"

زیبا نے غفران کی بات پر دھیان نہ دیتے ہوئے کہا "میرا خیال ہے کہ وہ ابھی تک باورچی خانہ میں چھپا ہوا ہے۔ چلئے جلدی سے چائے ختم کر لیجئے تو ایک چکر لگا کر باورچی خانہ بھی دیکھ لیں۔"

"مگر دیکھئے مس صاحبہ! چوروں کے پکڑنے کا کام سی۔ آئی۔ ڈی۔ والوں کا نہیں ہے۔ یہ کام تو پولیس والوں کا ہے۔ جو کام جس کا ہے اسی سے لینا چاہئے۔ کسی کے کام میں دخل اندازی ٹھیک نہیں ہے۔ میرے خیال میں پولیس اسٹیشن کو فون کر دوں۔ یہ کہتے ہوئے غفران فون کی طرف بڑھے۔ مگر زیبا نے ہاتھ کے اشارہ سے ان کو کرسی پر بیٹھنے کو کہا اور کہنے لگی۔

"آپ مہربانی سے اپنی کرسی پر بیٹھئے میں خود جاکر باورچی خانہ دیکھے لیتی ہوں۔"

غفران نے بہت ہی بہادرانہ انداز میں جواب دیا۔

"بھلا مس صاحبہ میں یہ گوارہ کرسکتا ہوں کہ خطرہ کے وقت آپ کو تنہا چھوڑ دوں۔ آپ جہاں جائیں گی میں آپ کے ساتھ ہوں۔" اور جیسے ہی زیبا نے لائبریری سے باہر قدم رکھا غفران بھی ساتھ ہولئے مگر اس طرح کہ زیبا آگے چل رہی تھی اور غفران دو قدم پیچھے۔ ان کو زیبا کے پستول پکڑنے کا طریقہ بہت پسند تھا۔ اور وہ اپنے دل میں سوچ رہے تھے کہ لڑکی ہے واقعی بہادر۔ اس کو کوئی صورتِ حال ڈرا نہیں سکتی۔ باورچی خانہ میں بالکل اندھیرا تھا۔ زیبا نے دروازہ کھولتے ہی روشنی کا بٹن دبا دیا۔ اور چاروں طرف اچھی طرح دیکھ کر اپنا اطمینان کرلیا۔ پھر وہ دونوں لائبریری میں واپس لوٹ آئے۔ جب زیبا کرسی پر بیٹھ گئی تو بولی۔

"میری سمجھ میں اب تک چچا حامد کی ہوشیاری اور چالاکی نہیں آئی۔ اتنے تھوڑے عرصہ میں وہ سارے گھر کے راستوں سے اس قدر واقف ہوگئے ہیں۔ دیکھئے ان کا اس وقت کمرہ سے نکل جانا کس قدر حیرت میں ڈالتا ہے۔"

غفران کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ گویا وہ معاملہ کی تہہ تک پہنچ گئے ہوں۔

"مس صاحبہ! پرانے بنے ہوئے مکانوں میں اکثر تہ خانے بھی تو ہوتے ہیں۔"

زیبا ان کے اس سوال پر جل ہی تو گئی۔ "مسٹر! میں اس مکان سے اچھی طرح واقف ہوں۔ جاکر دیکھ لیجئے یہاں کوئی تہ خانہ آپ کو نہ ملے گا۔ آپ بھی عجیب آدمی ہیں۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے آپ کا کہنا ہی کافی ہے۔ میں دیکھ کر کیا کروں گا۔

آپ تو بے شک اس مکان سے خوب واقف ہیں۔ آپ کا اپنا ہی مکان ہے۔"

اتنے ہی میں ان کو ایسا معلوم ہوا کہ جیسے کوئی گیلری میں بہت احتیاط سے قدم رکھ کر چل رہا ہے۔ زیبا نے غفران سے کہا "ذرا دیکھئے کون ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے زیبا نے پھر اپنے ہاتھ میں پستول لے لی۔ پہلے تو غفران بہت سوچتے ہوئے دروازہ کی طرف بڑھے پھر بہت احتیاط سے انھوں نے پہلے صرف گردن باہر نکال کر دیکھا پھر جلدی سے پلٹے اور مسکرا کر زیبا سے بولے۔

"مس صاحبہ! اپنا پستول پرس میں رکھ لیجئے۔ کوئی نہیں بچارے مچھی صاحب ہیں۔"

انیسواں باب

جب مسز گراہم نے زیبا اور غفران کی آواز لائبریری میں سنی تو وہ سیدھی اسی کمرہ میں چلی آئی اور کمرہ میں داخل ہوتے ہی اس نے سوال کیا: "یہ کیا ہو رہا تھا۔ میں کچھ سوگئی تھی کہ کسی کے بھاگنے سے میری آنکھ کھل گئی۔ کوئی اوپری منزل پر بھاگ رہا تھا۔" وہ یہ کہہ رہی تھی کہ اس کی نظر بسکٹ کے ڈبہ پر پڑی۔ وہ اس وقت اس قدر بھوکی تھی کہ اس نے بلا اجازت بسکٹ کے ڈبہ کی طرف ہاتھ بڑھا کر ایک ساتھ بہت سے بسکٹ نکال کر منہ میں ڈال لئے اور بسکٹ چباتے ہوئے کہنے لگی۔ "کاش اس وقت اس آتشدان میں آگ روشن ہو سکے۔ اوہ! مگر اس میں لکڑیاں تو رکھی ہی ہیں اور یہ ماچس بھی میری جیب میں ہے۔" یہ کہہ کر اس نے بغیر وقت ضائع کئے آتشدان کو روشن کر دیا۔ جب آگ خوب جلنے لگی تو مسز گراہم بڑے اطمینان سے کرسی کھسکا کر آتشدان کے قریب بیٹھ گئی اور آپ ہی آپ بڑبڑانے لگی۔ "کاش میں اس وقت اپنے گھر پر ہوتی!"

زیبا کو مسز گراہم کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر اس پر بہت ترس آیا۔ اس نے غفران سے کہا۔

"جاؤ ایک پیالی چچی کے لئے بھی لے آؤ۔ شاید یہ بھی چائے پینا چاہتی ہیں۔" غفران اپنے گھٹنوں پر دونوں ہاتھوں کا زور دے کر اٹھتے ہوئے بولے: "تو پھر

باورچی خانہ میں جانا پڑے گا۔"

"نہیں تم کھانے کے کمرے میں چلے جاؤ۔ وہاں تم کو دوسری پیالی مل جائے گی۔ اور تمھیں ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کیوں کہ کھانے کے کمرے میں بتی جل رہی ہے۔" یہ کہہ کر زیبا مسکرائی۔ غفران بھی ہنستے ہوئے جاکر دوسری پیالی لے آئے۔ انھوں نے جلدی سے چائے بنائی اور دونوں ہاتھوں سے پیالی کو ادب سے اٹھاکر پچی کے سامنے پیش کیا۔ پھر ان کو خیال آیا کہ لائبریری کا دروازہ بند ہی کرلیں تو زیادہ بہتر ہے۔ لہذا دروازہ کی طرف بڑھ گئے۔ زیبا نے موقع غنیمت جان کر مسز گراہم سے سوال کیا۔ "ٹھیک ٹھیک بتاؤ کہ ایکٹر سے تمھارا کیا رشتہ ہے؟" یہ کہتے ہوئے زیبا نے مسز گراہم کی طرف غور سے دیکھا۔ اس وقت اس کو پہلی مرتبہ مسز گراہم کی خوبصورتی کا احساس ہوا۔ اس نے سوچا کہ اس عورت کے چہرہ میں کس بلا کی کشش ہے۔ زیبا کے سوال پر مسز گراہم نے اپنے کندھوں کو ہلکی سی جنبش دی اور خاموشی ہی رہی۔ زیبا نے دوبارہ سوال کیا۔

"کیا تمھاری اس سے شادی ہوچکی ہے؟"

کچھ دیر تک تو مسز گراہم سوچتی رہی پھر بہت ہی غمناک لہجہ میں بولی "کسی دن میں تمھیں سب کچھ بتادوں گی۔ مگر اس وقت نہیں۔" یہ کہہ کر اس نے ایک گہری اور ٹھنڈی سانس لی۔ زیبا کو مسز گراہم کے غمگین لہجے پر بہت ترس آیا۔ اس کو ایک طرح کی ہمدردی اپنے اس قیدی سے محسوس ہونے لگی۔ اس نے مزید معلومات حاصل کرنے کی غرض سے کہا۔

"میں سوچتی ہوں ضرور اس میں کوئی راز ہے ورنہ اس طرح تم کیوں اپنے کو خطرہ میں ڈالتیں۔

"آپ بالکل ٹھیک سمجھیں۔" مسز گراہم نے سر ہلاکر کہا۔

زیبا نے ہمدردی کے لہجہ میں مسز گراہم سے کہنا شروع کیا "اچھا دیکھو اگر میں تمھارے لئے کچھ کرسکی"...... زیبا اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ غفران پھر ٹہلتے ہوئے ان دونوں کے قریب آگئے اور مسز گراہم سے بہت ہی ادب سے مخاطب ہوئے۔

"کیوں چچی صاحبہ! آپ کو نیند تو ٹھیک سے آئی؟"

مسز گراہم نے منہ بنا کر جواب دیا "اول تو مجھے کسی دوسرے کے بستر پر نیند کبھی نہیں آتی اور پھر میں جس حالت میں ہوں ایسے میں کیسے نیند آسکتی ہے؟"

غفران نے ذرا غور سے مسز گراہم کو دیکھ کر کہا "مگر میرا خیال ہے کہ آپ بہت آرام سے سوتی رہی ہیں؟"

مسز گراہم نے بہت تعجب سے غفران کی طرف دیکھا اور جواب دیا "اس میں تمھارے خیال کا کیا سوال ہے۔ یہ تو میں ہی بتا سکتی ہوں کہ میں سوتی تھی یا نہیں۔ مسٹر غفران! تم ذرا سوچ سمجھ کر بات کیا کرو۔"

مگر غفران اپنی بات پر اڑے ہوئے تھے۔ انھوں نے فیصلہ کن انداز میں جواب دیا "جی نہیں! بس یہی تو ایک ایسی بات ہے کہ خود آدمی نہیں جان سکتا کہ وہ سویا تھا یا نہیں۔ ویسے کیا میں آپ سے یہ دریافت کرسکتا ہوں کہ آپ کو سوتے میں چلنے کی بیماری تو نہیں ہے؟"

مسز گراہم نے تعجب سے جواب دیا "یہ تمھیں کیسے معلوم ہوا؟"

"میرا خیال ہے کہ میں نے آپ کو تقریباً ایک بجے اوپری منزل سے نیچے اترتے دیکھا تھا۔"

مسز گراہم نے نفرت اور حقارت کی نظروں سے غفران کی طرف دیکھا اور اپنا

منہ آتشدان کی طرف کر لیا اور بولی۔

" میرا خیال ہے کہ یہ بیماری تم کو ہے۔ کیوں کہ بھلا یہ ممکن ہے کہ میں نیچے اترتی اور سوتی بھی رہتی۔"

غفران نے وقت کی اور ذرا وضاحت کی۔" خیر ایک نہ سہی تو اس وقت تین بجے ہوں۔" یہ کہہ کر غفران ہنسے اور پھر کہنے لگے۔" ارے صاحب میں نے اپنی آنکھوں سے کسی کو اوپر سے نیچے اترتے دیکھا ہے۔ واہ بچی صاحبہ میں نے آپ کو اچھی طرح پہچان لیا تھا۔"

مسز گراہم نے غفران کی باتوں پر بالکل توجہ نہ دی۔ اس نے ایک انگڑائی لی اور اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔" دراصل مجھے بھوک بہت معلوم ہو رہی تھی اسی لئے نیند نہیں آئی تھی۔ اب ذرا کچھ پیٹ میں پہنچا ہے تو نیند معلوم ہو رہی ہے۔ مگر مسٹر غفران برائے مہربانی اب اپنی بھاگ دوڑ سے مجھے نہ جگائیے گا ورنہ سمجھ لیجئے بہت برا ہوگا۔" یہ کہتے ہوئے مسز گراہم لائبریری سے چلی گئی۔

تب زیبا نے بہت آہستہ سے غفران سے دریافت کیا۔

" کیا واقعی آپ نے ان کو اوپر سے نیچے اترتے دیکھا تھا۔"

غفران نے مسکرا کر جواب دیا۔" نہیں صاحب بالکل نہیں۔ میں دراصل ان سے قبلوانا چاہ رہا تھا۔ یہ بھی ہم سی۔ آئی۔ ڈی۔ والوں کا ایک طریقہ ہے۔ کہ کسی سے سوال جواب کر کے صحیح بات معلوم کرلیں۔ اسی طرح ہم لوگ راز کی باتیں معلوم کر لیتے ہیں۔

" تو آپ کا خیال ہے کہ لائبریری میں اس وقت یہی تھیں۔"

" بالکل بالکل۔ دیکھئے میرے سوال کو انھوں نے کس طرح ٹالا ہے۔"

زیبا نے مسکرا کر کہا۔" اوہ میں سمجھی! شاید آپ کو بچی کی خوشبو لائبریری

میں محسوس ہو رہی تھی۔" یہ کہہ کر زیبا بھی لائبریری سے جانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ غفران اپنے بستر کی طرف لپکے۔ زیبا کمرے میں پہنچ کر اپنے کندھوں سے شال اتار ہی رہی تھی اور لیٹنے کے لئے تیار ہو رہی تھی کہ اس کو خیال آیا کہ اس نے عرفی کے کمرے کا اندر سے معائنہ نہیں کرایا۔ اس نے پھر جلدی سے شال کندھوں پر ڈال لی اور پرس جس میں پستول رکھا ہوا تھا ہاتھ میں لے لیا اور غفران کے پلنگ کے قریب آکر کہنے لگی "اٹھو ذرا چچا حامد کا کمرہ کھول کر صرف جھانک کر یہ دیکھ لو کہ وہ سو رہے ہیں یا..... مگر تم ان سے باتیں نہ کرنے لگنا۔" یہ کہہ کر اس نے کمرے کی کنجی غفران کے ہاتھ میں دے دی۔ غفران نے پہلے تو کمرے کی کنجی کو ہاتھ میں لے کر الٹ پلٹ کر دیکھا۔ پھر ہچکچاتے ہوئے بولے۔

"مگر دیکھنا کیا ہے۔ میں تو برابر ہی چچا کے کمرے کے دروازہ کے قریب رہا ہوں۔ وہ ضرور سو رہے ہوں گے۔ مس صاحبہ میرے کان بہت تیز ہیں۔ یہاں تک کہ اس وقت بھی مجھے ان کی سانسوں کی آواز سنائی دے رہی ہے۔ یقین کیجئے وہ اس وقت بہت گہری نیند سو رہے ہیں۔"

اب زیبا جھنجھلا گئی تھی۔ اس سے ضبط نہ ہو سکا۔ اس نے تیزی سے غفران کے ہاتھ سے کنجی لے لی اور غصہ سے بولی "آپ کے ڈر سے تو میرا ناک میں دم ہے۔ لائیے میں خود دیکھے لیتی ہوں۔" یہ کہہ کر وہ عرفی کے کمرے کا دروازہ کھولنے لگی۔ غفران بھی اس کے برابر آکر کھڑے ہو گئے۔ زیبا نے دروازہ کھولتے ہی ہاتھ بڑھا کر بجلی کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحہ سارا کمرہ روشن ہو گیا۔ مگر ان دونوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جب انھوں نے دیکھا کہ عرفی کا پلنگ خالی پڑا تھا۔ بستر ضرور بچھا تھا مگر اس پر ایک سلوٹ بھی نہ تھی۔ صاف ظاہر تھا کہ اس پر کوئی لیٹا بھی نہیں تھا۔

بیسواں باب

غفران اور زیبا بڑی حیرت سے اس رسی کو دیکھ رہے تھے جو روشندان سے زمین تک لٹک رہی تھی۔ جتنی فاضل رضائیاں اور کمبل اس کمرے میں رکھے تھے ان سب کو ایک دوسرے میں باندھ دیا گیا تھا اس طرح زمین سے روشندان تک ایک رسی کی شکل بن گئی تھی۔ زیبا یہ سوچ رہی تھی کہ کس طرح وہ خود روشندان سے باہر کی طرف جھانکے کہ اس کو اتنے ہی میں کپڑوں کی الماری کے پیچھے کچھ کھڑبڑ سنائی دی۔ اس نے فوراً پستول پر اپنی گرفت مضبوط کرلی۔ اور ایک قدم پیچھے ہٹ کر گرجی "نکل آؤ الماری کے پیچھے سے!" جملہ ختم ہوتے ہی عرفی الماری کے پیچھے سے نکل آئے۔ وہ بہت لاپروائی سے کبھی زیبا اور کبھی غفران کو دیکھ رہے تھے۔ آخر اس خاموشی کو غفران نے ہنستے ہوئے توڑا "چچا حامد! مجھے کبھی خیال بھی نہ ہوسکتا تھا کہ آپ اپنے دوست کو اس طرح مذاق کر کے پریشان کریں گے۔"

مگر زیبا کو عرفی کی اس حرکت پر بہت غصہ آرہا تھا۔ اس نے بڑے تلخ لہجہ میں کہا۔

"کیا تم مجھے یہ بتا سکتے ہو کہ تم نے میری یہ ساری رضائیاں کیوں خراب کیں؟"

عرفی کو زیبا کے لفظ "میری" پر اتنا شدید غصہ آیا کہ بیان سے باہر ہے۔ انھوں نے بہت ہی جھنجھلا کر جواب دیا "تمھاری یہ ساری رضائیاں میری رضائیاں ہیں۔"

زیبا نے بحث کو ختم کرنے کے لئے ذرا جھنجھلا کر کہا " بس کیجئے چچا حامد! ہم اس وقت یہ بحث کرنے نہیں جا رہے ہیں۔ آپ برائے مہربانی ساری رضائیاں اور کمبل کھول کر ان کو تہ کر دیجئے اور بستر کو ٹھیک کیجئے۔ کیوں کہ دیکھئے صبح کی روشنی پھیلنے ہی کو ہے۔ میں اپنے باعزت بھائی کے گھر کو لوگوں کے لئے ایک تماشا بنانا نہیں چاہتی۔ اس وقت ساری ذمہ داری مجھ پر ہے۔ اب عرفی نے جلدی جلدی کہنا شروع کیا۔

" تم فیضی کو بلاؤ۔ وہ تمھارے شکوک رفع کر دیں گے۔ اور تمھیں فوراً بتا دیں گے کہ میں کون ہوں "

" اگر تمھارا مطلب فیضی سے میرے دوسرے بھائی فیضی افغانی سے ہے تو میں ان کو ٹیلیفون کر کے پہلے ہی معلوم کر چکی ہوں کیوں کہ مجھے خود اس وقت گھر کے معاملات میں مشورہ کے لئے ان کی ضرورت ہے مگر مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنے کسی کام سے شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں "

اب عرفی کے سامنے سوائے خاموشی کے کوئی چارہ نہ تھا۔ کیوں کہ انھیں معلوم ہو گیا کہ اس قید سے ان کے نکلنے کی آخری امید بھی ختم ہو چکی ہے۔ آخر کچھ سوچ کر انھوں نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا " بہت بہتر اب میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ آپ لوگوں کو کسی طرح کی زحمت نہ دوں گا " یہ کہہ کر انھوں نے نہایت خاموشی سے زیبا کے حکم کی تعمیل کرنا شروع کر دی۔ انھوں نے سب رضائیاں کھول کر ان کی باقاعدہ تہ بنالی۔ بستر صاف کیا۔ روشندان بند کیا اور پھر اطمینان سے بولے " اب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ صاحبان مجھے معاف کریں تاکہ میں کچھ دیر سو سکوں۔ میں تمام رات جاگتا رہا ہوں "

زیبا نے یہ سن کر کہا " تم ضرور سو سکتے ہو مگر ایک شرط کے ساتھ کہ مسٹر غفران

تمھارے ساتھ اسی کمرے میں سوئیں گے اور میں باہر سے دروازے میں تالا لگاؤں گی۔"

عفران کے چہرے پر زیبا کا جملہ سن کر فکر کے آثار پیدا ہوئے۔ اور انھوں نے اس سے پہلے کہ عرفی کچھ جواب دیں جلدی سے زیبا سے کہا "میرا خیال ہے کہ میں دروازہ کے باہر ہی رہوں تو زیادہ ٹھیک ہوگا۔"

زیبا نے عفران کی طرف غصہ بھری نظروں سے دیکھا اور تحکمانہ لہجہ میں بولی "جی آپ کو ان کے ساتھ ہی کمرے میں رہنا ہوگا۔"

عفران نے دونوں ہاتھوں کو ملتے ہوئے لجاجت سے کہا "بات یہ ہے مس صاحبہ کہ میں سگریٹ وغیرہ پیتا ہوں۔ شاید چچا صاحب کو ناگوار ہو۔ اسی لئے میں نے یہ کہا تھا۔"

اس سے پہلے کہ زیبا عفران کی بات کا جواب دے۔ عرفی نے غصہ میں آپے سے باہر ہو کر کہا "اگر یہ گدھا میرے پاس رہے گا تو میں بلا سوچے سمجھے اس کو کھڑکی کے باہر پھینک دوں گا۔"

عفران عرفی کا جملہ سن کر غیر ارادی طور پر دو قدم پیچھے ہٹ گئے اور زیبا سے عرفی کے لئے معافی مانگتے ہوئے کہنے لگے "مس صاحبہ! رہنے دیجئے۔ چچا حامد تنہائی چاہتے ہیں۔ ہمارا کیا حرج ہے۔"

زیبا نے بھی سمجھ لیا کہ اس وقت چچا حامد بہت غصہ میں ہیں لہذا زیادہ زبردستی ٹھیک نہیں ہے۔ وہ اور عفران کمرے سے نکل آئے اور زیبا نے جلدی سے دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا۔ اب اسے یہ اطمینان بھی تھا کہ اس کا قیدی کافی تھکا ہوا ہے لہذا اب شاید بھاگنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی لائبریری میں آئی اور کرسی پر بیٹھ کر سوچنے لگی کہ اب اس کو کسی طرح بھی فیضی سے ضرور ملنا چاہئے۔ یہ سوچ کر وہ فون کے قریب آئی اور آپریٹر سے فیضی کا نمبر مانگ کر بات کرنے لگی۔ دوسری

طرف سے ایک نوکر نے جواب دیا "فیضی صاحب تمام رات گھر نہیں آئے میں بہت پریشانی سے ان کا انتظار کرتا رہا ہوں۔"

زیبا کو ذرا تعجب ہوا کہ فیضی نوکر کو بتائے بغیر رات کے وقت کہاں چلے گئے۔ اس نے پھر ان کے نوکر سے سوال کیا "کیا تم مجھے معلوم کر کے یہ بتا سکو گے کہ وہ کہاں گئے ہیں اور کب تک واپس آئیں گے۔"

دوسری طرف سے نوکر نے جواب دیا۔ شاید وہ رات کے گیارہ بجے کے قریب اسٹیشن گئے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کام سے دہلی چلے گئے ہوں۔ مگر صاحب! وہ اپنے ساتھ کسی طرح کا سامان نہیں لے گئے ہیں۔"

اب تو زیبا کی حیرت تشویش میں تبدیل ہو گئی۔ وہ سوچنے لگی کہ فیضی دہلی کیوں چلے گئے۔ وہ رات کو یہاں سے گئے۔ اس وقت تک تو ان کا کوئی ارادہ دہلی جانے کا تھا نہیں۔ کیوں کہ انھوں نے ایسی کوئی بات زیبا سے نہیں کہی تھی۔ کیا عرفی نے فیضی کو خود ہی بلایا ہے۔ مگر کیوں۔ ایسا کیا ضروری کام ان کو آپڑا ہے۔ تب پھر زیبا نے فون پر نوکر سے سوال کیا "وہ تنہا اسٹیشن گئے تھے یا ان کا کوئی دوست بھی ان کے ساتھ تھا۔"

دوسری طرف نوکر کی آواز سنائی دی۔ جہاں تک حضور مجھے علم ہے وہ تنہا ہی اسٹیشن گئے تھے۔ بلکہ وہ پریشان اور کچھ گھبرائے ہوئے تھے۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا۔ حضور معاف کریں۔"

زیبا نے "ٹھیک ہے" کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اور سوچنے لگی کہ ہو نہ ہو یہ ایکٹر ڈاکو کے گروہ ہی کی کوئی کارستانی ہے۔ یہ لوگ بہت منظم طریقے سے جرم کرتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے اس طرح فیضی کو بھی راستہ سے ہٹا دیا ہے۔

اکیسواں باب

جس وقت فیضی عرفی کی تلاش میں اسٹیشن پہنچے تو ٹرین چھوٹنے ہی والی تھی پھر بھی انھوں نے جلدی جلدی ریل کے ڈبے دیکھنا شروع کئے۔ مگر ابھی وہ اپنی تلاش مکمل نہ کر پائے تھے کہ ٹرین نے سیٹی دی اور آہستہ آہستہ رینگنے لگی۔ فیضی نے سوچا کہ اس وقت عرفی کی نوکری کا سوال ہے، ان کی عزت کا سوال ہے۔ لہٰذا کسی طرح بھی انھیں عرفی کو تلاش کر کے خطرہ سے آگاہ کرنا چاہئے۔ اس قدر سردی میں ان کو تکلیف تو ہوگی مگر اس وقت کسی قسم کی تکلیف کا خیال نہ کرنا چاہئے۔ لہٰذا وہ بغیر ٹکٹ لئے ہی لپک کر چلتی گاڑی کے ایک ڈبہ میں چڑھ گئے۔ انھوں نے سوچا کہ اگلے اسٹیشن پر ٹکٹ لے لیں گے اور عین ممکن ہے کہ عرفی سے ملاقات بھی ہو جائے۔ جیسے ہی دوسرے اسٹیشن پر گاڑی رکی وہ کود کر اترے اور جلدی جلدی پھر ڈبوں میں عرفی کو تلاش کرنے لگے۔ اتفاق سے اسٹیشن بہت چھوٹا تھا اور جلد ہی گاڑی یہاں سے بھی روانہ ہو گئی اور فیضی پھر گاڑی میں سوار ہو گئے۔ انھوں نے اب بھی عرفی کو تلاش کرنے کا ارادہ ملتوی نہ کیا تھا۔ کئی چھوٹے اسٹیشنوں کے بعد ایک جنکشن آیا۔ ٹرین کافی دیر یہاں ٹھہری تھی۔ مگر جس وقت ٹرین اس اسٹیشن پر پہنچی ہے اس وقت سورج نکل چکا تھا بلکہ خاصا دن چڑھ چکا تھا۔ فیضی نے اطمینان سے ساری گاڑی کو چھان مارا مگر عرفی اور مسز گراہم کا کہیں نشان بھی نہ ملا۔ بالآخران کے دماغ میں یہ خیال آیا کہ ان کو جلد از جلد پولیس

میں اس معاملہ کی رپورٹ کرنی چاہئے۔ اسی طرح عرفی کا پتہ چلا کر ان کو باخبر کیا جاسکتا ہے۔ انھیں اپنے اوپر غصہ آنے لگا کہ انھوں نے پہلے ہی یہ بات کیوں نہیں سوچی اور ہو سکتا ہے کہ عین وقت پر خود عرفی نے بھی اپنا جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہو۔ ورنہ ان کے اس ٹرین پر نہ ملنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ تب تو وہ ان کو گھر پر ہی مل جائیں گے۔ حالانکہ فیضی اپنے دل میں یہ بھی خوب سمجھ رہے تھے کہ اگر عرفی نے ایک مرتبہ سفر کا ارادہ کر لیا تھا تو اس میں تبدیلی کرنے کی ان سے توقع نہیں کی جا سکتی۔ خاص طور سے ایسی صورت میں جب وہ اتنا انتظام کر چکے تھے کہ نظامو کو اپنے جانے سے پہلے ہی روانہ کر دیں۔ بہر حال فیضی نے اب ساری باتوں کو مدنظر رکھ کر اس اسٹیشن سے واپسی کا ٹکٹ خرید لیا اور جس وقت وہ پولیس اسٹیشن پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ گھڑی میں شام کے پانچ بج رہے تھے۔ اس وقت فیضی بہت ہی تھکن محسوس کر رہے تھے۔ اتنے سے سفر نے ان کی حالت عجیب بنا دی تھی۔ تمام کپڑے کوئلہ سے کالے ہو رہے تھے۔ بال بے ترتیب ہو چکے تھے۔ چہرہ شیو بڑھ جانے کی وجہ سے کھردرا ہو گیا تھا۔ مگر اس وقت ان کی نظروں میں ان چیزوں کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ وہ تو جلدی سے جلدی پولیس میں رپورٹ لکھانا چاہتے تھے۔ یہ محض اتفاق تھا کہ ان کو پولیس اسٹیشن پہنچ کر جو پہلا آدمی نظر پڑا۔ وہ ان کا پرانا دوست انسپکٹر اشوک تھا۔ وہ ان کا کلاس فیلو بھی رہ چکا تھا۔ پھر کسی وقت فوجی ٹریننگ کے زمانہ میں اشوک سے جھانسی میں ان کی ملاقات ہو چکی تھی۔ بہر حال دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہی لپک کر آگے بڑھے۔ دونوں نے گرم جوشی سے ہاتھ ملائے۔ اشوک فیضی کو اپنے کمرے میں لئے چلا گیا۔ اندر داخل ہو کر اشوک نے دروازہ بند کیا اور فیضی کو بیٹھنے کی کرسی پیش کرتے ہوئے خود بھی قریب ہی کی کرسی پر بیٹھ گیا اور بولا۔

"کہو بھائی آج اس وقت تم یہاں کہاں۔ بہت دنوں بعد تم سے ملاقات ہوئی۔"

فیضی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا " اشوک تم بالکل نہیں بدلے۔ یعنی تمھاری کنجوسی کی عادت اب بھی بدستور قائم ہے۔ ارے بھائی تم نے چائے کے لئے بھی نہ پوچھا۔ اور آتے ہی دریافت کر رہے ہو۔ کیسے آنا ہوا؟"

اشوک کچھ جھینپ گیا۔ اس نے فیضی کو جواب دینے کے بجائے ایک کانسٹبل کو آواز دے کر قریب کے ہوٹل سے چائے لانے کو کہا۔ اس کے بعد فیضی سے مخاطب ہوا۔

" معاف کرنا یار۔ تم کو کچھ پریشان دیکھ کر چائے کا خیال ہی دل سے نکل گیا تھا۔ اچھا گرم گرم چائے پی کر بتانا کہ کیا بات ہے۔ کچھ پریشان معلوم ہوتے ہو!"

فیضی نے پہلے کھانس کر گلا صاف کیا اور اپنی کہانی مختصراً سنائی۔ اشوک سنتا رہا اور مسکراتا رہا۔ آخر کہنے لگا " یار یہ ڈاکو بھی عجیب عجیب کی حرکتیں کر رہا ہے۔ کمبخت نے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ ہر بڑے شہر کی پولیس اس کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ مگر اس نے ہم پولیس والوں کی ناک میں دم کر رکھا ہے۔ آج تک تو ہاتھ آیا نہیں۔ دراصل وہ کسی زمانہ میں کسی تھیٹر میں ایکٹر تھا اور سنا ہے اس کی ساتھی بھی، جو کہ ایک اینگلو انڈین عورت ہے، اس کے ساتھ تھیٹر میں کام کرتی تھی۔ یہ عورت بھی نہایت چالاک ہے اور ساتھ ہی بہت دلکش اور حسین بھی ہے۔ ان کا کوئی گروہ نہیں ہے۔ بھئی میں تم کو کیا بتاؤں کہ وہ اپنا حلیہ تبدیل کرنے میں کس قدر ماہر ہے۔ کبھی بوڑھا، کبھی جوان، کبھی دبلا اور کبھی موٹا بن جاتا ہے۔ اس کو کوئی عقلمند سے عقلمند آدمی بھی نہیں پہچان سکتا۔ آج کل اس کا کام یہ ہے کہ بینک کے ملازمین کا بھیس بدل کر بینکوں پہ ہاتھ صاف کرتا ہے اور لطف یہ ہے کہ جس بینک کے افسر کا بھیس بدلتا ہے اس افسر کے گھر والے تک بھی اس کمبخت کو پہچان نہیں پاتے۔ اچھا خیر یہ تو بتاؤ کہ تم نے کبھی عرفی کی اس دوست کو دیکھا بھی ہے۔

فیضی جو نہایت خاموشی سے اب تک اشوک کی باتیں سن رہے تھے بولے۔

"یہی تو مصیبت ہے کہ میں نے اب تک صرف یہ بات لوگوں کے منہ ہی سے سنی ہے کہ یہ محترمہ بڑی حسین اور دلکش ہیں مگر دیکھنے کی سعادت مجھے اب تک نصیب نہیں ہوئی ہے۔ مجھے تو عرفی پر حیرت ہوتی ہے کہ وہ اس عورت کے چکر میں کیسے آگئے۔ تم تو عرفی سے مل چکے ہو اور ان کی فطرت کو اچھی طرح جانتے ہو کہ عورتوں سے وہ کس قدر دور رہتے ہیں اور وہ اس حد تک اس معاملہ میں محتاط ہیں کہ ان کے لئے کسی عورت سے دھوکہ کھا جانا بہت ہی انوکھی بات ہے۔"

اشوک نے مسکرا کر کہا "میں نے تمھیں بتایا نا کہ یہ عورت کبھی کسی زمانہ میں ایکٹریس تھی اور ساتھ ہی کافی تعلیم یافتہ بھی ہے۔ ہر موضوع پر بات چیت نہایت سلیقہ سے کر سکتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس آدمی کو اسے پھانسنا ہوتا ہے پہلے اس سے خوب دوستی بڑھاتی ہے۔ یوں اپنے شکار کے قریب رہ کر اس ساری حرکتوں پر آسانی سے نظر رکھتی ہے اور ایکٹر ڈاکو کو اس شخص کا بھیس بدلنے کے لئے سارا مواد بہم پہنچا دیتی ہے۔ پھر اپنے شکار کو اس کی جائے قیام سے کہیں دور پہنچا دیتی ہے۔ پہلے تو خود بھی اس کے ساتھ جانے کو تیار ہوتی ہے مگر عین وقت پر اس کو بتاتی ہے کہ وہ تو نہ جا سکے گی کیوں کہ اچانک اس کا شوہر آدھمکا ہے مگر ساتھ ہی پکا وعدہ کرتی ہے کہ دو تین دن بعد وہ بھی اپنے دوست کے پاس پہنچ جائے گی۔ لہذا کسی نہ کسی طرح اس غریب کو باہر بھیج دیتی ہے اور ایکٹر کے لئے راستہ صاف ہو جاتا ہے۔ بہر حال یہ معاملہ معمولی نہیں بلکہ نہایت اہم ہے۔ تم کافی تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہو۔ اب گھر جاؤ پھر پتہ لگاؤ کہ عرفی گھر پر ہیں یا نہیں تب تم مجھے مطلع کرنا تو میں خود آکر ان سے مزید معلومات حاصل کروں گا اس کے بعد احتیاطی تدابیر کروں گا۔"

فیضی نے بھی اشوک کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔ "یہ بالکل ٹھیک ہے۔ دراصل اشوک اس وقت تم کو ساری بات بتا کر میرے ذہن پر سے بوجھ اتر گیا۔ تو اب

میں چلا؟" یہ کہتے ہوئے انھوں نے چائے کی پیالی میز پر رکھ دی اور جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ چلتے چلتے وہ بولے۔

" میں کچھ دیر بعد تم کو فون پر ساری صورتِ حال سے مطلع کروں گا۔ اشوک بھی فیضی سے باتیں کرتے ہوئے کمرے سے نکل آئے اور فیضی کو اپنی موٹر میں پہنچانے کی پیش کش کی۔ فیضی اشوک سے ہاتھ ملاتے اور شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کی چھوٹی سی موٹر میں بیٹھ گئے۔

جس وقت فیضی گھر پہنچے شام ہو چکی تھی۔ سڑکوں کی بتیاں جل گئی تھیں۔ فیضی نے گھر کے دروازے پر پہنچ کر اطمینان کا سانس لیا۔ جلدی سے غسل خانہ میں گئے۔ ٹھنڈے پانی سے نہا کر اس وقت ان کو بجائے سردی محسوس ہونے کے تازگی محسوس ہوئی۔ انھوں نے جلدی جلدی لباس تبدیل کیا اور نوکر بلانے کے لئے گھنٹی کا بٹن دبایا کیوں کہ اس وقت ان کو گرم چائے کی ایک پیالی کی ازحد خواہش تھی۔ ملازم نے چائے کی ٹرے فیضی کے سامنے رکھتے ہوئے ادب سے کہا۔

" حضور تقریباً صبح سات بجے مس افغانی کا فون آیا تھا؟" فیضی بیچ ہی میں بول اٹھے " تم نے مجھے آتے ہی کیوں نہ بتایا۔ تم نہیں جانتے کہ زیبا کا فون کسی خاص ضرورت ہی سے آیا ہوگا۔"

نوکر نے ادب سے فیضی کو جواب دیا " حضور میں آپ سے بتانے ہی جارہا تھا کہ آپ غسل خانہ کے اندر چلے گئے۔ انھوں نے دریافت کیا تھا کہ فیضی صاحب گھر پر ہیں یا نہیں ؟" فیضی چائے اسی طرح چھوڑ کر فون کے پاس پہنچے۔ انھوں نے تیزی سے زیبا کا نمبر ملایا۔ دوسری طرف سے زیبا ہی نے جواب دیا۔

" اوہ! فیضی مجھے آج سارے دن تمھاری تلاش رہی ہے۔ تم کہاں چلے گئے تھے ؟"

فیضی نے جلدی سے دریافت کیا "کیوں کیا کوئی خاص بات ہے۔ میں ایک ضروری کام سے شہر کے باہر گیا تھا تفصیل زبانی بتاؤں گا۔ اگر کوئی فوری ضرورت ہو تو ابھی چلا آؤں۔ میں ابھی ابھی واپس آیا ہوں۔ نہا کر غسل خانے سے نکلا اور چائے پینے جا رہا تھا کہ کریم نے تمھارے صبح والے فون کے بارے میں بتایا تو میں نے تم کو فون کیا کہ شاید تم کو کوئی خاص کام رہا ہو۔"

دوسری طرف سے زیبا نے بہت مطمئن لہجے میں جواب دیا "نہیں نہیں! ایسی کوئی بات نہیں۔ تم اطمینان سے آؤ۔ میں تم سے صرف ایک آدمی کی ملاقات کرانا چاہتی تھی جس کا تذکرہ میں اکثر تم سے کرتی رہی ہوں۔"

فیضی نے کچھ سمجھتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا "میں سمجھا۔ کیا حضرت طارق تشریف لائے ہیں۔ کس حال میں ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔"

زیبا نے جواب میں کہا "ہاں طارق میرے سر پر مسلط ہیں۔ اوہ فیضی! میں تمھیں اس بیوقوف کا کیا حال بتاؤں۔ میں تو سمجھی تھی اس دوران شاید کچھ سدھر گیا ہوگا۔ مگر معاملہ بالکل برعکس ہے۔ خیر تم آؤ تو باتیں ہوں گی۔" فیضی نے اچھا کہتے ہوئے رسیور کو اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ پھر چائے پی اور آج کی ڈاک دیکھنے لگے۔ پھر کچھ سرکاری کام یاد آ گیا وہ کرتے رہے۔ اب جو ان کی نظر گھڑی پر گئی تو نو بج رہے تھے۔ وہ کچھ اس قدر تھکے ہوئے تھے کہ انھوں نے اس وقت آرام ہی کرنے کی ٹھان لی۔ لہذا انھوں نے جلدی سے بہت تھوڑا سا کھانا کھایا اور یہ سوچتے ہوئے کہ صبح کو زیبا سے ملیں گے اپنے پلنگ پر دراز ہو گئے اور لیٹتے ہی گہری نیند سو گئے۔

بائیسواں باب

دوسرے دن صبح کو فیضی نے جلدی سے کپڑے پہنے اور ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر جب گھڑی دیکھی تو دس بجنے والے تھے۔ انھوں نے جلدی سے گیرج سے اپنی گاڑی نکالی اور عرفی کے گھر کی طرف چل دیئے۔ جیسے ہی انھوں نے گیلری کے دروازہ میں قدم رکھا ان کو غفران نظر پڑے۔ ان کو غفران کو اس طرح گھر کے اندر بے تکلفی سے کھڑا دیکھ کر از حد حیرت ہوئی۔ بہرحال وہ اندر آئے تو غفران نے ان کو بہت ادب سے سلام کیا اور ان سے ملاقات کے کمرے میں چلنے کو کہا فیضی ابھی حیرت پر قابو نہ پا سکے تھے پھر بھی وہ غفران کے ساتھ ملاقات کے کمرے میں آکر ایک کرسی پر بیٹھ گئے اور ہچکچاتے ہوئے انھوں نے غفران سے پوچھا کہ "کیا میں آپ سے دریافت کر سکتا ہوں کہ آج صبح ہی صبح آپ یہاں کیوں تشریف رکھتے ہیں۔ اور زیبا افغانی کہاں ہیں ؟"

غفران نے بہت بے تکلفی سے فیضی کو سگریٹ پیش کرتے ہوئے جواب دیا۔ "معاف کیجیے گا بس صاحبہ کسی نجی کام سے باہر تشریف لے گئی ہیں لیکن وہ جلد ہی واپس آتی ہوں۔ جاتے وقت وہ مجھ سے فرما گئی تھیں کہ اگر آپ آجائیں تو ان کا انتظار کریں۔ ہاں آپ نے یہ بھی دریافت کیا کہ میں کیسے اس گھر میں دکھائی دے رہا ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ شاید آپ کو معلوم نہیں کہ چچا حامد صاحب تشریف لائے ہیں اور

آپ کو جانتے ہی ہوں گے ان کی حالت ایسی ہے کہ اکیلے مس صاحبہ ان کو نہیں سنبھال سکتیں۔ عرفی صاحب گھر پر نہیں ہیں لہذا مس صاحبہ نے مجھ کو اپنی مدد کے لئے بلوالیا ہے اور آپ تو واقف ہی ہیں کہ میں افغانی صاحب کا قریب ترین پڑوسی ہوں۔ میرے اوپر ایک پڑوسی کی حیثیت سے ان کی ہر طرح مدد کرنا فرض ہے اور پھر چچا حامد کے لئے ایک بہت ہی ہوشیار آدمی کی ضرورت ہے کیوں کہ ان پر ہر وقت نظر رکھنی پڑتی ہے۔ ویسے تو چچی صاحبہ بھی ان کے ساتھ ہیں مگر وہ بیچاری کیا کریں گی۔"

فیضی منہ کھولے حیرت سے غفران کی ساری گفتگو سن رہے تھے۔ چچا حامد چچا حامد کی گردان پہلے تو وہ اپنے دماغ میں کرتے رہے پھر اچانک بول پڑے۔ "چچا حامد اور چچی صاحبہ آخر یہ کون بزرگ ہیں۔ میں تو اس قسم کے کسی چچا سے واقف نہیں۔"

غفران نے بھی اب حیرت سے فیضی کی طرف دیکھا اور بولے "تعجب ہے آپ کو اپنے چچا یاد نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ آپ عرصہ سے ان سے نہ ملے ہوں۔ اچھا میں آپ کو ان کے بارے میں تفصیل سے بتاتا ہوں۔ یہ بچارے چچا اپنا دماغی توازن کھو بیٹھے ہیں۔ ویسے تو خاموش رہتے ہیں مگر اکثر باہر جانے کے لئے بضد ہو جاتے ہیں۔ مس صاحبہ کو ان کا باہر جانا ٹھیک نہیں معلوم ہوتا ہے۔ کیوں کہ ہوسکتا ہے اس طرح چچا اپنے کو نقصان پہنچا لیں۔"

فیضی سوچنے لگے کہ شاید یہ بھی زیبا کی کوئی عقلمندی ہوگی۔ دراصل وہ بچاری عرفی کے جانے کے بعد تنہائی محسوس کرتی ہوگی اور اس کو بھی ہر وقت ایکٹر ڈاکو کی طرف سے خطرہ محسوس ہو رہا ہوگا۔ زیبا بہت ہی سمجھ دار لڑکی ہے بہر حال اس کو اس وقت ایک مرد کی ضرورت ہوگی۔ اسی لئے اس بیوقوف کو بلا کر رکھ لیا ہے۔

ادھر غفران اپنی جتنی معلومات چچا حامد کے بارے میں رکھتے تھے سب جلدی سے جلدی فیضی کو بتا دینا چاہتے تھے۔ وہ کچھ رک کر بولے "چچا بچارے اپنی بیماری کی وجہ سے کچھ چڑچڑے ہو گئے ہیں۔ اور کبھی کبھی تو ان کو غصہ کا دورہ سا پڑ جاتا ہے۔ اس وقت بس مس صاحبہ کی عقلمندی ہی کام دیتی ہے۔"

اب فیضی سے رہا نہ گیا۔ ہاتھ کے اشارہ سے انھوں نے غفران کو روکتے ہوئے کہا۔ "ٹھہریئے پہلے آپ مجھے اچھی طرح سمجھ لینے دیجئے کہ ایک چچا حامد آئے ہوئے ہیں اور وہ بالکل پاگل بھی ہیں۔"

غفران نے فیضی کی تائید میں سر ہلا کر کہا "جی! اور چچی صاحبہ بھی ان کے ہمراہ تشریف لائی ہیں۔ یہ بھی مت بھولئے گا۔"

فیضی نے کرسی کے ہتھے پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔ ان کو اس وقت غفران ایک جادوگر معلوم ہو رہا تھا۔ جو اپنی جھولی سے نت نئے جادو کا کھیل نکال رہا تھا۔ اس صورت حال پر پہلے تو انھیں تعجب ہوا پھر اس تعجب کی جگہ پریشانی نے لے لی۔ یہاں تک کہ غفران بھی فیضی کی پریشان صورت دیکھ کر چونک پڑے اور اپنی گفتگو کو بیچ ہی میں چھوڑ کر بولے "آپ تو بہت ہی پریشان ہو گئے۔ کیا آپ کی طبیعت کچھ خراب ہے۔ آپ کے لئے ایک پیالی گرم چائے منگواؤں؟"

فیضی نے خلا میں گھورتے ہوئے کہا "نہیں آپ بیٹھئے۔ میں تھکن سی محسوس کر رہا ہوں۔" کچھ دیر بعد وہ سنبھل کر بولے "ہاں اب بتایئے کیا کہا آپ نے؟ کہ ایک عدد چچی بھی ان کے ساتھ آئی ہیں۔"

غفران نے پر خلوص لہجے میں جواب دیا "جی ہاں! چچا اور چچی ایک ساتھ آئے ہیں۔ قدرتی بات ہے کہ چچی صاحبہ چچا کی وجہ سے بہت پریشان ہیں۔ اپنی پریشانی میں بچاری چچا سے لڑنے بھی لگتی ہیں۔ ویسے چچی مزاج کی بری نہیں ہیں۔ اور صاحب!

وہ بہت ہی دلکش خاتون ہیں۔ چچا کا یہ حال ہے کہ کبھی کبھی چچی کو عجیب عجیب ناموں سے پکارنے لگتے ہیں۔"

اس درمیان میں فیضی نے خود پر بہت کوشش سے قابو پالیا تھا۔ اب وہ دلچسپی اور غور سے غفران کی عجیب و غریب کہانی سن رہے تھے۔ وہ مسکرا کر دریافت کرنے لگے "تو کس عجیب نام سے چچی کو چچا مخاطب کرتے ہیں؟"

غفران نے بھی ہنستے ہوئے کہا "یہ حضرت اپنی بیوی کو اکثر مسز گراہم کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔"

یہ سنتے ہی فیضی کے سامنے ایک مرتبہ سارا گھر گھوم گیا۔ ان کو بری طرح چکر آگیا۔ اور مسز غفران کی کئی شکلیں ان کو ایک ساتھ نظر آنے لگیں۔ وہ بڑبڑانے لگے۔

"کیا کہا۔ مسز گراہم۔ کیا وہ بہت خوبصورت ہے؟"

غفران کچھ پریشان ہو کر فیضی کو بغور دیکھنے لگے۔ انھوں نے صرف جی ہاں کہا۔ پھر فیضی نے عجیب طرح ان سے سوال کیا " اور اس کی آنکھیں کیا بہت دلکش ہیں؟"

غفران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا " جی ہاں! چچی کی آنکھیں عجیب سی ہیں۔ جب وہ کسی کی طرف دیکھتی ہیں تو جیسے ان کی نظریں کھال کے اندر چبھنے لگتی ہیں۔ اور آواز بھی بہت رسیلی ہے۔" غفران کو اس پر بہت تعجب تھا کہ آخر فیضی چچی کے بارے میں اس قدر تفصیل سے کیوں پوچھ رہے ہیں۔ پھر بھی انھوں نے اپنی حیرت کو چھپائے رکھا اور اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے بولے "مگر چچی کی یہ عادت بہت خراب ہے کہ وہ چچا کو ہمیشہ بہت تیز نظروں سے گھورا کرتی ہیں۔ دوسری بری عادت ان کی یہ ہے کہ وہ سگریٹ بہت پیتی ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ یہ عادت کم سے کم شریف عورتوں میں ہوتی نہیں ہے۔"

کی طرف دیکھنے لگے۔ زیبا نے معاملہ کو سمجھتے ہوئے کہا "عرفی ان سے ملو۔ یہی طارق ہیں۔ جن کا اکثر میں نے تم سے تذکرہ کیا ہے۔ یعنی یہی باقر چچا کے لڑکے ہیں"

عرفی اب بھی طارق کو گھورے جا رہے تھے۔ آخر انھوں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "اچھا یہ طارق ہیں مگر وہ ۔۔" وہ کچھ کہتے کہتے رک گئے۔ اور طارق نے بڑھ کر گرمجوشی سے عرفی سے ہاتھ ملایا۔ عرفی نے اپنی حیرت کو طارق سے چھپاتے ہوئے کہا "مزاج شریف"

طارق نے فوراً جواب دیا "خدا کا شکر ہے۔ آپ کو شاید معلوم ہو کہ میں اور زیبا بچپن کے ساتھی ہیں۔ پہلے تو میں اپنی حماقت میں اپنی بہن سے شادی کی درخواست کر بیٹھا تھا۔ مگر جناب! آپ اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ یہ بچپن کی بات تھی۔ اب تو ہم دونوں سمجھدار ہو گئے ہیں اور اتنا جان گئے ہیں کہ بہنوں سے بھائیوں کی شادی نہیں ہوا کرتی"

عرفی حیرت سے طارق کو نیچے سے اوپر تک دیکھ رہے تھے۔ ان کے منہ سے کبھی "جی ہاں" کبھی "ٹھیک ہے" ہی نکل رہا تھا۔ اب زیبا نے بے صبری سے ان سے پوچھا۔ "عرفی یہ تو بتاؤ کہ تم اتنی جلدی کیسے آگئے۔ صبح جو تمھارا تار مجھے ملا اس میں تو آج آنے کا تم نے تذکرہ نہیں لکھا تھا"

عرفی نے بلا جھجک جواب دیا "میں ہوائی جہاز سے آگیا ہوں۔ مجھے کچھ ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ تم کچھ پریشانی میں مبتلا ہو۔ لہذا مجھے جلدی سے جلدی تم تک پہنچنا چاہیے"

زیبا مسکرائی اور بولی "تو اب آپ کا بھی دل بولنے لگا ہے۔ یعنی میری پریشانیوں کا علم تمھیں اتنی دور سے ہو گیا۔ مگر سچ کہتی ہوں عرفی میں واقعی دل سے چاہتی تھی کہ تم جلد سے جلد آجاؤ۔ ہاں! یہ تو بتاؤ کہ تمھاری ڈاڑھی کیا ہوئی۔ کیا تم نے اسے صاف کر ڈالا"

عرفی نے اقرار میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا "ہاں تم ہی نے تو کئی بار مجھ سے کہا تھا

کہ ڈاڑھی تم پر بری لگتی ہے۔ لہذا جو چیز تمھیں پسند نہ ہو اس کو میں کیسے رکھ سکتا ہوں۔" یہ کہہ کر انھوں نے معنی خیز اور محبت میں ڈوبی ہوئی نظروں سے زیبا کی طرف دیکھا اور ایک لمحے کے لیئے زیبا کی نظروں سے ان کی نظریں ٹکرائیں۔ آنکھوں نے ایک لمحے میں ساری باتیں ایک دوسرے کو سمجھا دیں۔ دونوں نے مسکرا کر نظریں نیچی کر لیں۔

ادھر انسپکٹر اشوک باہر کھڑا ہوا چوکیدار سے کہہ رہا تھا۔ "کبھی میں اس وقت فوراً مس افغانی سے ملوں گا کیوں کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کل رات کو کوٹھی کا سیف چوروں نے کھول ڈالا ہے۔ وہ جا بے کچھ کر رہی ہوں۔ تم جا کر ان کو میرے آنے کی اطلاع کر دو۔"

چوکیدار نے جواب دیا۔ "حضور اس وقت مس صاحبہ بہت مصروف ہیں۔"

اشوک نے کچھ دیر سوچ کر چوکیدار سے کہا۔ "خیر جانے دو تم مس صاحبہ کو اطلاع نہ کرو بلکہ مجھے سیدھے سیف والے کمرے میں پہنچا دو۔ کیوں کہ میں صرف ایک نظر سیف کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں اس وقت اسی کو دیکھنے آیا ہوں مس صاحبہ کو پریشان نہ کرو۔"

چوکیدار ویسے ہی پولیس کے آدمی کو دیکھ کر گھبرایا ہوا تھا۔ اس نے اپنی جان چھڑانے کی وجہ سے جلدی سے لائبریری کے کمرے کی طرف گیلری میں داخل ہو کر اشارہ کر دیا۔

دوسرے ہی لمحے انسپکٹر اشوک لائبریری میں داخل ہو گیا۔ ٹھیک اسی وقت کمرے میں بیٹھے ہوئے نقلی طارق اپنی دوست مسز گراہم سے کہہ رہے تھے۔ "تو کیا اب تمھیں اپنی گرفتاری کا انتظار ہے۔ بیوقوف تم کو پہلی ہی ٹرین سے یہاں سے روانہ ہو جانا چاہئے ہم اپنا آپس کا جھگڑا بعد کو طے کر لیں گے۔"

مسز گراہم نے جواب دیا۔ "نہ بابا میں یہ نہیں کر سکتی۔ جھگڑا پہلے نبٹا لو۔ کل کو تم اور کوئی کہانی گھڑ کر بتا دو تو میں تمھارا کیا بگاڑ لوں گی۔"

مرد نے جھنجھلا کر جواب د "مجھے تمھاری اس کمینی خصلت سے نفرت ہے۔"

اس وقت انسپکٹر اشوک کمرے میں داخل ہوا۔ مسز گراہم کا منہ چونکہ دروازہ کی طرف تھا لہذا اس نے انسپکٹر کو فوراً دیکھ لیا اور پہلی ہی نظر میں معاملہ کی نوعیت کو سمجھ گئی۔ مسز گراہم نے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ میز سے اخبار اٹھا کر پڑھنے کے بہانہ اس کو اپنے منہ کے سامنے کر لیا اور اخبار پڑھتی ہوئی آہستہ قدموں کمرے کے دروازہ کی طرف بڑھنے لگی۔ ایکٹر نے جیسے ہی اس کو باہر جاتے دیکھا جلدی سے اس طرف مڑا اور

کہنے لگا: "باہر مت جاؤ۔ ٹھہرو۔"

اسی وقت ایکٹر نے انسپکٹر کو اور انسپکٹر نے ایکٹر کو دیکھا اور اشوک لپک کر ایکٹر کی کرسی کے پاس آیا جیسے ہرن ایک ہی چھلانگ میں کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے۔ اور اس نے بلا وقت ضایع کئے کہنا شروع کیا: "اجی مولانا صاحب! یہ جو سائن بورڈ آپ کے مقدس چہرے پر لٹک رہا ہے اس سے آپ دوسرے لوگوں کو بھلے ہی دھوکہ دے جائیں مگر مجھے یعنی انسپکٹر اشوک کو جو آپ کی لاتعداد تصویریں اپنے البم میں جمع کئے ہوئے ہے آپ شاید کسی طرح دھوکہ نہ دے سکیں گے۔ ایکٹر! آج میری دیرینہ تمنا پوری ہوئی ہے یعنی تم سے ملاقات نصیب ہوئی ہے۔"

نقلی طارق نے فوراً ہی اپنی گھبراہٹ کو چھپا لیا اور بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا: "مسٹر! آپ کو شاید غلط فہمی ہوئی ہے۔ آپ یقین کیجئے۔"

اب اشوک کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا: "آپ بالکل یقین کیجئے کہ مجھے اپنی آنکھوں پر پورا اعتماد ہے۔ میں کبھی دھوکہ نہیں کھا سکتا۔" یہ کہتے ہوئے انسپکٹر کی نظر سیف کے کھلے دروازے پر پڑی: "یہ بھی جناب کا ہی کارنامہ معلوم ہوتا ہے۔"

ایکٹر نے بلا جھجک جواب دیا: "تم جانتے ہو اشوک! کہ میرا کام یہ نہیں ہے۔ نہ ہی میں نے آج اس سیف کو توڑا ہے۔ اور تم خوب سمجھ لو کہ تم میرے اوپر کوئی جرم نہ ثابت کر سکو گے۔ میں تو مسٹر افغانی کے یہاں ایک مہمان کی حیثیت سے ٹھہرا ہوا ہوں۔"

"خیر کچھ زیادہ فرق نہ پڑے گا۔ اب تم پولیس کے مہمان بننے جا رہے ہو۔" یہ کہتے ہوئے انسپکٹر نے ایک جوڑ ہتھکڑی جیب سے نکال کر ایکٹر کے ہاتھوں میں ڈال دی اور ایکٹر کی کمر تھپتھپا کر کہا: "مانتا ہوں دوست! کہ تم بہت اونچے آرٹسٹ ہو۔ اس کے بعد ہی اشوک نے مسز گراہم کی تلاش شروع کر دی مگر اس کا کوئی نشان بھی نہ پا سکا کوئی نہ بتا سکا کہ وہ شبانہ سے کس وقت فرار ہوئی۔

تیسواں باب

ایکٹر کی گرفتاری کے دوسرے دن صبح کے آٹھ بجے شبانہ کے باہری لان پر
کئی کرسیاں پڑی تھیں۔ جاڑا ختم ہو چکا تھا موسم خوشگوار تھا۔ ہر طرف پھول کھلے ہوئے
تھے۔ شبانہ بھی اس وقت پھولوں سے دلھن کی طرح سجی ہوئی دکھائی دے رہی تھی بھینی
بھینی پھولوں کی خوشبو سے فضا معطر تھی۔ سبز لان پر شبنم کے ننھے قطرے ایسے معلوم
ہو رہے تھے جیسے قدرت نے نہایت فیاضی سے موتیوں کی بارش کر دی ہو۔ صبح کی
نرم اور خوشگوار دھوپ بڑی حسین لگ رہی تھی۔ ایک کرسی پر زیبا بیٹھی تھی۔ وہ اس
وقت سفید شلوار اور پھولدار لال قمیص اور لال ہی رنگ کا ڈوپٹہ پہنے تھی۔ صبح کی ہلکی
دھوپ میں اس کا چہرہ چمک رہا تھا۔ سنہرے بال اس کے شانوں پر لہرا رہے تھے۔ وہ
کسی گہری سوچ میں غرق تھی اور آپ ہی آپ مسکرا رہی تھی۔ اسی وقت عرفی بھورا سوٹ
پہنے بنگلہ کے باہری برآمدے سے ہوتے ہوتے لان پر آگئے اور انھوں نے زیبا کو
خیالوں میں محو دیکھ کر چپکے سے پیچھے جا کر اس کی آنکھیں اپنے ہاتھوں سے بند کر لیں۔
زیبا چونک پڑی اور اپنے سفید نرم ہاتھوں سے عرفی کے ہاتھ چھو کر بولی۔ "اوہ عرفی!
تم نے تو مجھے ڈرا دیا۔ دیکھو! جلدی چھوڑو کہیں کوئی دیکھ نہ لے۔"
عرفی نے بدستور زیبا کی آنکھیں بند کئے کئے جواب دیا: "اچھی طرح پہچان لو
کہ میں عرفی ہوں یا ایکٹر۔ بھئی تمھارا کچھ اعتبار نہیں۔"

فیضی ان کی بات کاٹ کر بولے " اچھا آپ یہ تو بتائیے کہ چچا حامد ہیں کہاں؟"

غفران نے تو فیضی کے اوپر گویا حیرتوں کا پہاڑ گرا دیا۔ انھوں نے نہایت اطمینان سے جواب دیا "چچا حامد اس وقت باورچی خانہ میں برتن صاف کر رہے ہیں۔"

حامد چچا! اور باورچی خانہ میں برتن صاف کر رہے ہیں۔ یہ سب کیا ہے۔ یا تو غفران پاگل ہے یا خود میرے کانوں اور دماغوں کی حالت مشکوک۔ انھوں نے بیحد حیرت کے لہجے میں غفران کو مخاطب کیا "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آخر چچا حامد برتن کیوں صاف کر رہے ہیں۔ اور گھر کے نوکر کیا ہوئے؟"

غفران نے اپنا سر کھجاتے ہوئے جواب دیا " دیکھئے مسٹر! میرا کام تو مس افغانی نے یہی مقرر کیا ہے میں رات دن چچا پر نظر رکھوں تاکہ وہ گھر کے باہر نہ جانے پائیں۔ مجھے گھریلو معاملات سے کیا مطلب ہے۔ مگر اتنا جانتا ہوں کہ مس افغانی نے گھر کے نوکروں کو کچھ دن کے لئے چھٹی دے دی ہے۔"

اب حالات کچھ کچھ فیضی کی سمجھ میں آتے جا رہے تھے۔ انھوں نے سمجھ لیا کہ شاید زیبا نے دھوکہ کھایا ہے اور اس نے عرفی کو ایکٹر سمجھ لیا ہے اسی لئے اس نے اس کا نام بدل کر چچا حامد رکھ دیا ہے۔ اور اسی لئے اس احمق غفران کو اس پر نظر رکھنے کو بلا لیا ہے۔ اور قدرتی بات ہے کہ بچارے عرفی گھر کے باہر نکلنا چاہتے ہوں گے۔ تب فیضی نے پھر غفران سے دریافت کیا " تو کیا چچا حامد باہر جانے کے لئے بہت بیتاب ہوتے ہیں؟" غفران کو فیضی کے ان سوالوں سے بہت تعجب ہو رہا تھا کہ ان کو اپنے چچا کی بیماری کا حال بالکل معلوم نہیں ہے۔ مگر انھوں نے بظاہر انجان بنتے ہوئے کہا۔

" ارے صاحب! چچا کو اصل میں غصہ تو اسی بات پر ہے کہ ان کو باہر جانے

سے روکا جاتا ہے۔ وہ تو ہر وقت باہر جانے کے لئے نئی نئی ترکیبیں کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ اس سلسلہ میں عجیب عجیب حرکتیں کر ڈالتے ہیں اور مجھے کافی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور اسی دورے کے درمیان وہ کبھی کبھی ایک اور بیماری کا شکار بھی ہو جاتے ہیں۔ یعنی وہ بھول جاتے ہیں کہ وہ چچا حامد ہیں بلکہ وہ اپنے آپ کو مسٹر افغانی سمجھنے لگتے ہیں۔ جناب اس بیماری میں ایسا بھی ہوتا ہے۔ میں خوب جانتا ہوں۔"

فیضی نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔ خیر یہ سب تو ٹھیک ہے مگر آخر ان کو برتن دھونے کو کس نے کہا ہے۔"

" صاحب! میں تو مس افغانی کی عقلمندی کا قائل ہو گیا ہوں۔ بہت ہی ہوشیار لڑکی ہیں۔ انھوں نے ہی یہ ترکیب سوچی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ جو بیماری چچا کو ہے اس میں مصروفیت بہت کام کی چیز ہے۔ لہذا اس طرح وہ چچا کو کچھ دیر مصروف رکھنا چاہتی ہیں۔ غفران اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ ملاقات کے کمرے کے باہر قدموں کی آہٹ معلوم ہوئی تو غفران نے جلدی سے ہونٹ پہ انگلی رکھ کر فیضی سے کہا۔" خاموش! دیکھئے چچا ادھر ہی آرہے ہیں مگر آپ خوفزدہ بالکل نہ ہوں۔ بچارے کسی قسم کا نقصان کسی کو نہیں پہنچاتے۔"

اسی وقت عرفی کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کی نظر جونہی فیضی پر پڑی وہ شرم سے پسینہ پسینہ ہو گئے۔ کیوں کہ اس وقت وہ عجیب حلیہ میں تھے۔ وہ دھاری دار پائجامہ پہنے تھے اور قمیص کی آستین اور کہنی تک چڑھی ہوئی تھی قمیص بھی میلی سی تھی۔ پیروں میں سلیپر تھے۔ بال پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔ شیو نہ بنانے کی وجہ سے چہرے پر بے رونق بال اگ آئے تھے۔ ہونٹ پریشان سے سوکھے ہوئے تھے اور ہاتھوں میں ایک میلا سا جھاڑن تھا۔ وہ شاید جھاڑ پونچھ کرنے کے لئے

کمرے میں آئے تھے۔ فیضی کو بھی عرفی کی یہ حالت دیکھ کر تعجب ہوا۔ ان کے منہ سے حیرت اور تعجب کی وجہ سے کوئی لفظ نہ نکل سکا۔ وہ صرف آنکھیں پوری طرح کھولے عرفی کو دیکھتے رہے۔ آخر فیضی کو غفران کی موجودگی کا احساس ہوا اور وہ بڑبڑا کر بولے۔

"اوہ! یہ تو یقیناً چچا حامد ہیں۔"

غفران نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ "میں جانتا تھا کہ آپ ان کو فوراً پہچان لیں گے۔ آخر تو آپ کے چچا ہی ہیں۔ بلکہ مجھے بہت تعجب ہوتا اگر آپ ان کو نہ پہچان پاتے۔"

فیضی نے فوراً جواب دیا۔ "ہاں بھلا میں ان کو نہ پہچانوں گا۔" اتنے ہی میں غفران عرفی کے قریب پہنچ گئے اور ان کے کندھے پر بہت بے تکلفی سے ہاتھ رکھ کر دریافت کیا۔

"کیا بات ہے۔ کیا آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے؟" عرفی کی حالت اس وقت اس قدر بری تھی کہ ان کو اس وقت غفران پر غصہ بھی نہ آسکا۔ بس انھوں نے کھڑے کھڑے صرف اتنا کہا۔ "نہیں کچھ نہیں۔" غفران نے معنی خیز انداز میں فیضی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "دیکھا آپ نے! بعض وقت یہ بچارے یہ بھی طے نہیں کر پاتے کہ کیا کہیں اور کیا کریں۔ مجھے تو تعجب ہے کہ ان کی شادی کس طرح ہو گئی۔"

اب عرفی نے اپنی حالت پر کسی قدر قابو پا لیا تھا۔ انھوں نے بات کا رخ بدلنے کے لئے سنبھل کر کہا۔ "چچی کہاں ہیں۔" غفران نے فوراً جواب دیا۔ "چچا صاحب وہ تو اپنے کمرے میں کچھ پڑھ رہی ہیں۔" ایک دم عرفی کے چہرے پر نفرت چھا گئی۔ اور انھوں نے منہ بنا کر کہا۔ "میں تمھارا چچا تو نہیں ہوں پھر تم کیوں مجھے چچا کہہ کر مخاطب کرتے ہو۔"

غفران نے اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے جواب دیا۔ "جی نہیں آپ میرے چچا نہیں

ہیں کسی طرح نہیں ہیں۔ چونکہ آپ کو گھر میں چچا کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے اسی لئے میں چچا کہہ دیتا ہوں۔ اگر آپ اس کو برا سمجھتے ہوں تو میں معافی چاہتا ہوں۔" یہ کہتے کہتے ایک خاص قسم کی چمک غفران کی آنکھوں میں دکھائی دی اور ایک دم غفران فیضی کی طرف مڑے اور آزادانہ طریقے سے دریافت کرنے لگے "برائے مہربانی مسٹر! آپ اچھی طرح اس شخص کو پہچان لیجئے کہ یہ آپ کے چچا ہی ہیں۔ مجھے اب کچھ اور شبہ ہو رہا ہے۔ مجھے آپ۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کے چچا کے بھیس میں یہ ایکٹر ڈاکو آپ کے گھر میں گھس آیا ہو۔ ارے صاحب! اس کمبخت سے کچھ بھی بعید نہیں۔"

فیضی نے غفران کے چہرے سے نظر ہٹا کر عرفی کی طرف دیکھا جو غصہ کی وجہ سے کانپ رہے تھے اور لال لال آنکھوں سے غفران کی طرف دیکھے جا رہے تھے۔ انھوں نے جلدی سے معاملہ کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے غفران سے کہا "میں انھیں خوب جانتا ہوں۔ یہ سولہ آنے چچا حامد ہیں۔ آپ بالکل اطمینان رکھئے۔"

مگر غفران کو پھر بھی یقین نہ آیا تو انھوں نے جواب دیا۔ "ایک مرتبہ اور غور کر لیجئے۔"

فیضی نے جلدی سے کہا۔ "بالکل یہ چچا حامد ہیں۔ اس میں مجھے کوئی شبہ نہیں ہے۔ میں نے ان کو پہلی ہی نظر میں پہچان لیا تھا۔"

آخرکار غفران نے کہا "صاحب! یہ سمجھ لیجئے کہ ایکٹر بہت ہی چالاک ہے۔"

فیضی کو اب جلدی تھی کہ کسی طرح بھی غفران وہاں سے ٹل جائیں اور وہ عرفی سے تنہائی میں بات چیت کر سکیں۔ اسی لئے انھوں نے بہت سوچ کر غفران سے کہا۔

"مسٹر غفران! مجھے چچا حامد سے خاندانی معاملات پر کچھ باتیں کرنا ہیں۔ کیا آپ کچھ دیر کے لئے ہم دونوں کو تنہا چھوڑ دیں گے۔"

اس سوال پر غفران بہت ہچکچائے اور بولے۔ "مگر دیکھئے یہ باہر نہ نکل سکیں جناب!

یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ باہر نکلنے کے لئے ہر وقت بیتاب رہتے ہیں اور طرح طرح کے بہانے سوچتے رہتے ہیں۔ میں آپ کو یہ بعد میں بتاؤں گا کہ رات انھوں نے مجھے اور مس صاحبہ کو کس طرح پریشان کیا۔"

فیضی نے جلدی سے کہا "آپ اطمینان رکھیں یہ باہر کسی طرح نہ جا سکیں گے۔"

پھر بھی غفران کمرے سے جاتے ہوئے اطمینان نہیں محسوس کر رہے تھے۔ آخر اٹھتے ہوئے انھوں نے کہا "دیکھئے اس وقت میری دہری ذمہ داری ہے کیوں کہ مس صاحبہ باہر تشریف لے گئی ہیں۔ وہ ان کو تمام تر میری ذمہ داری پر چھوڑ گئی ہیں۔ اور ہاں! دیکھئے کہ یہ فون کے پاس بھی نہ جانے پائیں۔ بہت ہی زیادہ خیال رکھئے گا۔" اور پھر جب غفران بالکل دروازے کے پاس پہنچ گئے تو انھوں نے ایک بار پھر فیضی کو باخبر کیا کہ "میں بالکل دروازے کے پاس بیٹھا ہوں۔ جیسے ہی کوئی ضرورت پڑے مجھے آپ فوراً بلائیں۔ اور دیکھئے چچا حامد صاحب! اس وقت آپ کوئی ترکیب نہ کھیل جائیے گا۔"

بچارے عرفی نے گردن ہلا کر وعدہ کر لیا۔ بات یہ تھی کہ وہ اس وقت فیضی کی مصلحت کو سمجھ گئے تھے۔

جب ہی غفران نے کمرے سے باہر قدم رکھا فیضی نے جلدی سے اٹھ کر دروازہ اندر سے بند کر لیا اور فیضی نے ہی گفتگو کا سلسلہ شروع کیا۔ "عرفی آخر یہ قصہ کیا ہے؟"

عرفی نے، جو اس تمام عرصہ میں اپنے کو بہت روکے رہے تھے، جذبات کی شدت سے قدم بڑھا کر فیضی کو اپنے بازوؤں میں لے اور کانپتی ہوئی آواز سے کہنا شروع کیا۔

"کیا بتاؤں فیضی! میرے بھائی! کہ میں کس مصیبت میں مبتلا ہو گیا ہوں۔"

فیضی بھی عرفی سے لپٹ گئے اور بولے "میرے بھائی! آخر بات تو بتاؤ کہ یہ سب کیوں ہوا۔ تم نے فوراً مجھے کیوں نہ بلا لیا؟"

عرفی نے فیضی کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی کہنا شروع کر دیا: "اوہ فیضی! میں نے تم کو کئی مرتبہ فون کرنے کی کوشش کی مگر یہ گدھے کا بچہ ہر وقت میرے سر پر سوار رہتا ہے۔ فیضی! میں نے اگر کبھی کسی کو قتل کر ڈالنے کی خواہش کی ہے تو وہ یہی کمبخت انسان ہے۔ آخر فیضی! انسان کی برداشت کی حد بھی تو ہوتی ہے۔"

فیضی نے بھی عرفی کی بات کاٹی: "مگر کچھ کہو تو ہوا کیا؟"

اب عرفی نے کمرے میں ٹہل ٹہل کر کہنا شروع کر دیا: "میں اسٹیشن پر کپڑے وغیرہ تبدیل کر کے باہر نکلا۔ اور جیسا کہ تم کو معلوم ہے کہ مسز گراہم کا انتظار کرنے لگا۔ مگر وہ کمبخت نہ دکھائی دی۔ آخر وہ عین گاڑی چھوٹنے کے وقت آئی اور یہ کہانی سنائی کہ چند گھنٹے پہلے ہی اچانک اس کا شوہر آگیا ہے۔ اور یہ کہ اس کو میری اور مسز گراہم کی دوستی کا حال کسی نے عجیب طرح سنا دیا ہے اور وہ اپنی بیوی کے اور میرے خون کا پیاسا ہو رہا ہے اور اس عورت نے ساتھ ہی مجھے مجبور کرنا شروع کیا کہ میں ضرور اسی گاڑی سے دہلی چلا جاؤں کیوں کہ وہ بھی دو یا تین دن بعد مجھ سے دہلی میں آملے گی مگر میں نے اپنا دہلی جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا کیوں کہ میں اپنے کسی کام سے تو وہاں جا نہیں رہا تھا۔ یہ تو اسی عورت کی ضد تھی۔ لہٰذا جب وہ مجھ سے یہ کہہ کر چلی گئی تو میں نے سیدھے واپس ویٹنگ روم کا رخ کیا کیوں میں کچھ عجیب سے کپڑے پہن کر دہلی جا رہا تھا تاکہ کوئی مجھے پہچان نہ سکے۔ میں نے اپنے کپڑے اتار کر اسٹیشن کے بیرے کو دے دیئے تھے تاکہ دہلی سے واپسی پر اس سے لے لوں مگر جب میں نے اس بیرے کو طلب کیا تو معلوم ہوا کہ وہ تو آٹھ دن بعد رات کی ڈیوٹی پر آئے۔ آخر مجبور ہو کر ان ہی کپڑوں میں گھر کی طرف چل دیا۔ مگر تمھیں تعجب ہوگا کہ وہ کمینی عورت بھی میرے پیچھے لگی ہوئی تھی اور میرے پہنچنے کے بعد ہی وہ بھی گھر میں داخل ہوگئی۔" یہاں پہنچ کر

عرفی اپنے خیال میں مسز گراہم سے نفرت کا اظہار کرتے لگے اور بار بار "کمینی عورت کمینی عورت!" کہنے لگے۔

مگر فیضی نے جو بڑے انہماک اور دلچسپی سے ان کی کہانی سن رہے تھے عرفی کے اس طرح خاموش رہ جانے پر اسے یاد دلایا "ہاں پھر وہ جب تمھارے آنے کے بعد گھر میں داخل ہوگئی۔ تب کیا ہوا۔ ہاں یہ تو بتاؤ کہ کیا وہ اب تک گھر میں موجود ہے۔ اچھا! یہ اسی کا نام مسٹر عفران جی صاحب لے رہے تھے۔"

عرفی نے بہت ہی برا سا منہ بنا کر کہنا شروع کیا۔ "جی ہاں! وہی جی صاحب ہیں۔ بتاؤ فیضی میں کیا کروں۔ گھر میں قید کر دیا گیا ہوں۔ کسی طرح گھر سے باہر نہیں نکل سکتا۔"

فیضی نے پھر حیرانی سے پوچھا "مگر کیوں؟"

اب عرفی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کس طرح فیضی کو بتائیں کہ پھر کیا ہوا۔ آخر فیضی نے ہی کہا۔ "تو اس میں کیا مشکل تھی۔ تم کو زیبا کو ساری بات بتا دینا چاہئے تھی۔ عرفی عجیب آواز سے ہنسے اور آگے کہنا شروع کیا۔ "ابھی تم نے اصل کہانی تو سنی ہی نہیں۔ جب میں گھر میں آیا تو مجھے دیکھتے ہی زیبا نے دھوکہ کھایا۔ اس کے دماغ میں یہ خیال جم گیا تھا کہ میں ایکٹر ڈاکو ہوں۔ اب میں کس طرح اس کو بتاتا کہ میں عرفی ہوں۔ موقع ہی عجیب تھا۔ خیر پھر بھی میں کسی طرح زیبا کو شاید سمجھا لیتا مگر یہ کمبخت مسز گراہم کتیا کی بچی آن ٹپکی۔ تب تو زیبا کو یقین ہوگیا کہ میں ایکٹر ہی ہوں اور یہ کمبخت عورت میری ساتھی ہے۔ میں یہ مانتا ہوں کہ ایک حد تک زیبا نے بھی ٹھیک ہی دھوکا کھایا۔ پھر زیبا نے مجھے اور مسز گراہم کو دھمکی دی کہ اگر ہم دونوں اپنی زبانوں سے یہ قبول نہ کریں گے کہ ہم دونوں ڈاکو ہیں تو وہ ہیں گولی کا نشانہ بنا دے گی۔ بتاؤ تم ہی بتاؤ۔ میرے لئے سوائے اس کے کیا چارہ تھا کہ میں اپنی

زبان سے کہہ دوں کہ ہاں میں ایکٹر ڈاکو ہی ہوں۔ اور فیضی! غضب یہ ہے کہ وہ یہی سمجھتی ہے کہ مسز گراہم میری بیوی ہے۔"

اب فیضی کی سمجھ میں سب معاملات آگئے تھے۔ آخر انھوں نے مسکراتے ہوئے پوچھا کہ "مسز گراہم کو چچی کیسے کہنا شروع کیا گیا؟"

عرفی نے غصہ سے دانت پیستے ہوئے کہا "کون رکھ سکتا ہے اس کا یہ نام۔ تم خود سوچو۔ وہی پاگل لڑکی زیبا۔ اوہ! فیضی! یہ لڑکی مجھے پاگل بنا دے گی۔ خدا جانے وہ کون سی منحوس گھڑی تھی کہ یہ لڑکی میرے گھر آئی تھی کہ میری پرسکون دنیا میں اس نے ہلچل مچا دی۔ اور نہ صرف یہ بلکہ اس پاگل کمینے طارق کو بھی میرے ہی گھر میں میری ہی آنکھوں کے سامنے رکھے ہوئے ہے۔ اس لونڈے کو دیکھ کر بخدا میرا خون کھولنے لگتا ہے۔ اور نئی بات یہ ہے کہ وہ طارق کو بتاتی ہے کہ وہ "بیوہ" ہے اور خدا معلوم وہ کس منحوس کی بیوہ اپنے کو سمجھتی ہے۔ کون جانے وہ خود کو میری ہی بیوہ سمجھتی ہو؟ اب تم ہی بتاؤ کہ میں کیا کروں۔ میرا تو دماغ فیل ہوا جاتا ہے۔"

خلاف معمول فیضی عرفی کی باتیں بہت سنجیدگی سے سنتے رہے۔ اصل میں موقع ہی ایسا تھا۔ آخر انھوں نے کہا "واقعی معاملات نے بہت بری صورت اختیار کرلی ہے۔"

عرفی نے بے مہری سے کہا "مگر فیضی اب تم کو ہی کچھ کرنا ہوگا یعنی تم کو ہی ان معاملات کو سلجھانا پڑے گا۔ سب سے پہلے تم کو اس طارق کو یہاں سے نکالنا ہوگا۔ کیوں کہ وہ بدبخت ہر وقت زیبا سے شادی کی تاریخ مقرر کرنے کی ضد کرتا رہتا ہے۔ کیا کروں فیضی! میرا بس نہیں چلتا ہے ورنہ اس شخص کو میں کبھی کا مار ڈالتا یا پھر دونوں کو مار کر گھر کے باہر نکال دیتا۔"

فیضی جیسے جیسے عرفی کی باتیں سنتے جارہے تھے ان کو یہ سوچ کر تعجب ہو رہا تھا کہ عرفی کو زیادہ غصہ طارق پر تھا اور اس کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ زیبا سے شادی کا خواہاں ہے۔ اس پر فیضی کو شبہ ہوا کہ کیا عرفی خود بھی زیبا کی طرف مائل ہیں۔ اس شبہ کو رفع کر لینا انھوں نے اسی وقت مناسب سمجھا اور انھوں نے فوراً عرفی کو ٹوکا۔

"کیوں بھائی! تم کو آخر بچارے طارق پر اس قدر غصہ کیوں آتا ہے۔ میں نے جہاں تک سمجھا ہے، اس کا قصور تو صرف اتنا ہے کہ وہ زیبا سے شادی کرنا چاہتا ہے تو تمھیں اس میں دخل نہ دینا چاہئے۔ کیوں کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو بہت پہلے سے جانتے ہیں۔ اور اس سے پہلے بھی طارق زیبا سے شادی کی درخواست کر چکا ہے گویا وہ اس کا بہت پرانا عاشق ہے۔"

عرفی تڑپ کر بولے "فیضی کیا تم بھی مجھے پاگل سمجھتے ہو۔ پرانا عاشق! ہُنہ! کبھی نہیں ہو سکتا۔ تم میری بات کو لکھ لو کہ ان میں نہ کبھی محبت تھی نہ اب ہے۔ بھلا زیبا جیسی لڑکی اس احمق سے شادی کر سکتی ہے یا محبت کرتی ہو گی۔ کبھی نہیں ہو سکتا۔ مجھے کم از کم زیبا کی سمجھداری سے ایسی امید ہرگز نہیں۔"

فیضی عرفی کے دل کی بات سمجھ گئے اور مسکراتے ہوئے گفتگو کا رخ بدل کر بولے۔

"ہاں! تو پھر کیا ہوا عرفی! تمھیں تو یہ بات بہت عجیب لگی ہو گی۔ یہ تو بتاؤ کہ چچی صاحبہ کی اس معاملہ میں کیا رائے ہے؟"

فیضی نے یہ سوال کر کے تو عرفی کے غصہ کی آگ کو اور بھڑکا دیا۔ وہ بھڑک کر بولے "اس کمبخت کی رائے کی حقیقت ہی کیا ہے۔ تمھیں معلوم ہے کہ کل زیبا نے کیا حرکت کی۔ اس نے مجھ سے اور مسز گراہم سے ایک ہی کمرہ میں سونے کے لئے

کہا ہے۔ اور کمرہ بھی مجھے سونے کے لئے وہ دیا ہے جس کو نوکر بھی سونے کے لئے استعمال نہیں کرتے۔ اوہ! فیضی ہنسو مت۔ مجھ پر مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ اور تم لطف لے رہے ہو!"

اصل میں عرفی کی باتیں سنتے سنتے اب فیضی کی فطری شوخی عود کر آئی تھی۔ اور وہ اپنی سنجیدگی اب برقرار نہ رکھ سکے تھے۔ بہت دیر سے وہ اپنی ہنسی روکے ہوئے تھے۔ مگر عرفی کے آخری جملوں نے ان کو بے قابو کر دیا۔ اور وہ بے اختیار ہنس پڑے۔ مارے ہنسی کے وہ بے قابو ہوئے جا رہے تھے۔ مگر اس وقت عرفی بے انتہا سنجیدہ تھے۔ انھوں نے فیضی کی ہنسی کا کچھ خیال نہ کرتے ہوئے اپنی بات کو جاری رکھی "تم کو شاید نہیں معلوم کہ زیبا اس وقت مجھ سے کتنے بے بھی خراب برتاؤ کر رہی ہے"

آخر فیضی نے اپنی ہنسی پر قابو پا کر کہا "خیر یہ تو بتاؤ کہ تم نے یہ صورت کیا بنا رکھی ہے۔ بھلے آدمی کپڑے تو بدل لیتے!"

عرفی نے پھر فیضی کی بات ان سنی کر کے کہا "دیکھو فیضی مذاق چھوڑو تمھیں اس وقت میری مدد کرنا ہوگی۔ پہلے تو تم مجھے گھر سے باہر نکالو۔ پھر میں اپنے کپڑے اسٹیشن جا کر اس بیرے سے لے لوں گا یا پھر کم از کم دہلی چلا جاؤں گا۔ مگر سوال پیسوں کا ہے۔ اس بدذات لڑکی نے میری جیبیں تک اس بہانہ خالی کرائی تھیں کہ وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ میں نے جیب میں پستول تو نہیں چھپایا ہوا ہے۔ وہ تو کوئی بات چھوڑتی ہی نہیں۔ ہر بات پر اس کی نظر رہتی ہے۔ میں نے تو اس قدر مستعد لڑکی دیکھی نہیں۔ پھر مجھے سیف کے پاس بھی نہیں پھٹکنے دیتی کہ کہیں میں تالا نہ توڑ لوں۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم مجھے اس وقت کچھ روپئے دے سکتے ہو یا نہیں!"

فیضی نے مایوسی سے گردن ہلائی اور کہا "بھئی اس وقت تو میری جیب بالکل

خالی ہے۔ ہاں تھوڑی دیر میں تم کو روپیہ لاکر دے سکتا ہوں۔"

عرفی نے جلدی سے جواب دیا: "خیر چھوڑو تم یہ کرو کہ جیسے ہی زیبا آئے۔"

فیضی عرفی کی بات کاٹ کر بولے: "ارے ہاں میں سمجھ گیا۔ یہ تو بہت آسان ہے کہ زیبا کے آتے ہی میں کہہ دوں گا کہ وہ دھوکے میں تھی۔ تم عرفی ہو۔" یہ سنتے ہی تو عرفی اپنی کرسی سے اچھل پڑے اور تلملا کر بولے: "اوہ فیضی! کیا غضب کرتے ہو تم بھی اس حالت میں جس میں میں ہوں۔ تم زیبا پر یہ ظاہر کر دوگے کہ میں عرفی ہوں۔ خدا کی قسم فیضی! اگر تم نے کہیں ایسی غلطی کر دی تو میں عمر بھر زیبا کو منہ نہ دکھا سکوں گا اور تم یہ تو سوچو کہ مسز گراہم کے بارے میں تم زیبا کو کیا بتاؤ گے۔ بھائی بات کو ذرا سمجھا کرو۔"

اب تو فیضی بھی ذرا سوچ میں پڑ گئے اور زمین کی طرف دیکھتے ہوئے عجیب لہجہ میں بولے۔

"اوہ! میں چچی کے بارے میں تو بھول ہی گیا تھا!" عرفی نے خوش ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں اب سمجھے کہ گتھی کیا ہے۔ میاں میں کئی بار کوشش کر چکا ہوں کہ باہر نکل جاؤں۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں اس گدھے غفران کی وجہ سے نہیں جا سکا۔ بالکل نہیں۔ بلکہ پیسوں کا سوال تھا بھائی۔ اب سمجھو کہ تم میری مدد یوں کرو کہ زیبا سے کسی بہانہ سے سیف کی کنجی لے کر مجھے دے دو۔ بات یہ ہے کہ اس عقلمند لڑکی نے ایک اور تالا سیف میں لگا رکھا ہے ورنہ تو سیف کے تالے کا نمبر مجھے معلوم ہی تھا کبھی کا اپنی ضرورت پوری کر کے نکل گیا ہوتا۔" یہ کہتے ہوئے اچانک عرفی کی نگاہ جیسے ہی فیضی کے چہرہ پر رکی انھیں معلوم ہوا کہ فیضی کی آنکھوں سے ساری برادرانہ محبت غائب ہو چکی تھی اور وہ نہایت مشتبہ نظروں سے عرفی کو بغور دیکھ رہے تھے۔ جیسے ہی عرفی نے

اپنی بات پوری کی فیضی طنز کے زہر میں بجھے ہوئے لہجے میں بولے۔

"ہاں تو میں زیبا سے سیف کی کنجی لے کر جناب کو دے دوں" یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھیں غصہ سے لال ہوگئیں مگر عرفی کی سمجھ میں کچھ نہ آرہا تھا انھیں اس تبدیلی پر بے حد تعجب ہو رہا تھا۔ انھوں نے آخر حقیقت معلوم کرنے کو دریافت کیا۔

"ارے ارے آخر بات کیا ہے۔ یہ تمھیں ایکدم کیا ہوگیا۔ تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو" دراصل عرفی کو پھر ناامیدی کا اندھیرا نظر آنے لگا تھا۔ اب فیضی نے دھیرے دھیرے مگر بہت واضح الفاظ میں کہنا شروع کیا "بدبخت کمینے۔ کتے"

عرفی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کو ایسا لگا جیسے کسی نے ان کے منہ پر بڑے زور سے تھپڑ رسید کر دیا ہو۔ پھر انھوں نے بہت ضبط کر کے لیکن بہت سخت لہجے میں دریافت کیا۔

"کیا مطلب۔ تم اپنے ہوش میں ہو یا نہیں" فیضی نے عرفی کو کچھ جواب نہ دیا۔ صرف ان کو بری طرح گھورتے رہے۔ کچھ دیر بعد انھوں نے نفرت بھرے لہجے میں عرفی سے کہنا شروع کیا۔

"میں نے بھی تم کو پہچان لیا دوست! واقعی تم ایکٹر ڈاکو ہو۔ اوہ مجھے کس قدر دھوکہ ہوا۔ بے شک تم ماہر ایکٹر ہو اور ساتھ ہی بہت ہی چالاک ہو تم۔ واقعی تم اپنے فن کے ایک اچھے آرٹسٹ ہو۔ کل جب میرا دوست انسپکٹر اشوک تمھاری چالاکیوں کی داستانیں مجھے سنا رہا تھا تو سمجھ رہا تھا کہ وہ کچھ مبالغہ سے کام لے رہا ہے۔ مگر اب میں قائل ہوگیا کہ تمھارے آرٹسٹ ہونے کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے مگر یار! مجھے تو اپنی بیوقوفی پر رونا آرہا ہے کہ میں نے فوراً تم کو کیوں نہ پہچان لیا جب

میرے بھائی کی طرح تمھارے چہرے پر داڑھی بھی نہیں ہے۔ یہ ضرور ہوا کہ میں پہلی ہی نظر کے بعد سے یہ ضرور محسوس کر رہا تھا کہ تمھارے اندر کوئی کمی ضرور ہے صرف میرے دماغ میں یہ صاف طور سے اب آیا ہے کہ تمھارا چہرہ تو ضرور عرفی سے بے انتہا مشابہ ہے مگر دوست تم بھی جلدی میں داڑھی کو نظر انداز کر گئے۔ بہت خوبصورتی سے تم نے مجھے کہانی سنائی۔ کیوں صاحب آپ نے یہ کہانی شاید پہلے سے گھڑ رکھی ہوگی تاکہ اگر پکڑا جانے کا اندیشہ ہو تو جلدی سے سنا دو۔ مگر شاباش ہے زیبا کو کہ اس نے تم کو پہلی ہی نظر میں پہچان لیا۔ واہ رے عقلمند لڑکی۔"

عرفی کی امیدوں کے سارے محل ایک لمحے میں گر کر چور چور ہو گئے۔ جب تک فیضی بولتے رہے بچارے منہ کھولے ان کی طعن آمیز گفتگو سنتے رہے پھر نہایت لجاجت سے بولے۔

"بھائی میں قسم کھانے کو تیار ہوں۔"

مگر فیضی نے سر ہلایا اور بولے "بس کرو مسٹر بہت ہو چکا۔ اب میں دھوکہ کھانے والا نہیں ہوں۔ ہاں تو تم نے میرے سیدھے سادے بھائی کو دہلی بھجوا کر سوچا ہوگا کہ اب گھر میں راستہ صاف ہوگا۔ اور تب تم اور تمھاری دوست اطمینان سے تشریف لے آئے ہوں گے۔"

عرفی نے پھر بولنے کی کوشش کی "بھیا تم ذرا صبر سے سنو تو میری بات کا یقین آجائے گا۔"

"نہیں بابا! میں خوب سن چکا ہوں۔ اب مجھے کہانیاں نہ سناؤ۔ مجھے صرف یہ سوچ کر تعجب ہو رہا ہے کہ زیبا اتنی عقلمند لڑکی ہے اور اس نے تم کو پہچان بھی لیا ہے پھر اس نے تم کو فوراً پولیس کے حوالے کیوں نہیں کیا۔ بہر حال مجھے اس کی عقل پر بھروسہ ہے۔ اس کی اس میں بھی کوئی مصلحت ہوگی۔ میں اب

اس کی اسکیموں میں بالکل دخل نہ دوں گا۔"

اتنا کہہ کر فیضی ہنسے اور پھر بولے "واہ دوست! تم بھی کیا ترکیب مجھے بتا رہے تھے کہ سیف کی چابی تم کو دے دوں۔ اور مجھے اپنے اوپر تعجب ہو رہا ہے کہ میں نے کتنی دیر دھوکہ کھایا۔ جاؤ جاؤ مسٹر! تم کمروں کی جھاڑ پونچھ ہی کرو۔ ٹھیک ہی تم اسی کام کے لائق ہو بلکہ دعا دو زیبا کو کہ تم اس وقت قیدخانہ کی کوٹھری میں نہیں ہو۔"

عرفی نے غصہ سے اپنے پیر زور سے زمین پر مارے اور جھنجھلاہٹ میں گندے جھاڑن ہی سے اپنے منہ کا پسینہ پونچھ ڈالا۔ اس طرح جھاڑن کی ساری کالک ان کے چہرہ پر لگ گئی۔ اور اسی حلیہ میں انھوں نے ایک مرتبہ پھر خوشامدانہ انداز سے فیضی کو مخاطب کرنے کی کوشش کی۔ مگر فیضی نے غصہ سے ان کو پلٹ کر دیکھا اور بولے "کیا اب تم میرے دو چار ہاتھ کھانا چاہتے ہو۔"

بچارے عرفی غیر ارادی طور پر جلدی سے کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے جلدی جلدی کمرے کے سامان کو جھاڑن سے پونچھنا شروع کر دیا۔ فیضی نے اٹھ کر کمرے کا دروازہ کھول دیا تو غفران نہایت سعادت مندی سے کمرے میں داخل ہوئے۔ انھوں نے فیضی سے سوال کیا۔

"کیا چچا نے آپ کو بھی کوئی چرکہ دینے کی کوشش کی تھی؟"

مگر فیضی نے نفی میں سر ہلا دیا تو غفران کو کچھ ناامیدی سی ہوئی۔ فیضی پھر ملاقات کے کمرے ہی میں کرسی پر بیٹھ گئے اور عرفی کو مخاطب کر کے بولے۔

"تو چچا حامد صاحب اب آپ اس کمرے سے تشریف لے جائیے۔"

غفران جھٹ سے بول اٹھے "چاہے آپ سمجھ نہ سکے ہوں مگر یہ حضرت ضرور کسی چکر میں ہیں۔"

فیضی نے عرفی کی تعریف کرتے ہوئے کہنا شروع کیا" غفران صاحب! واقعی اگر آپ چچا جیسے آدمی کی دیکھ بھال اس خوبی سے کر سکتے ہیں تو آپ اس کام کے لیے بہترین انسان ہیں۔ کیوں کہ چچا اپنا دماغی توازن کھونے کے باوجود نہایت چالاک اور پھرتیلے آدمی ہیں"

غفران جواب میں مسکرائے اور عرفی کی طرف دیکھ کر بولے" میں چچا کو خوب سمجھ گیا ہوں۔ ان کی ساری ترکیبوں کو خوب جانتا ہوں"

عرفی نے کوئی جواب نہ دیا اور لڑکھڑاتے قدموں سے کمرے کے باہر چلے گئے کیوں کہ ان کی آنکھوں کے سامنے بالکل اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ انھوں نے آرام کرنے کے لئے سیدھا باورچی خانہ کا رخ کیا۔

تیئیسواں باب

جیسے ہی زیبا نے گیلری میں قدم رکھا اس کی نظر فیضی پر پڑی جو ملاقات کے کمرے سے نکل کر بےچینی سے زیبا کا انتظار کر رہے تھے۔ زیبا کو اس وقت فیضی کو دیکھ کر انتہائی مسرت اور اطمینان ہوا۔ وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر ان کی طرف بڑھی اور فیضی کے کندھے پر سر رکھ کر مسرت بھرے لہجہ میں کہنے لگی۔

"اوہ فیضی مجھے اس وقت تمھاری اشد ضرورت تھی!"

فیضی نے پیار سے زیبا کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے جواب دیا "میری پیاری بہن تم نے جیسے ہی مجھے بلایا میں آگیا۔ مگر تم اتنی پریشان کیوں ہو؟"

اس سے پہلے کہ زیبا فیضی کو کچھ جواب دے نہ معلوم کدھر سے طارق ان دونوں کے درمیان آکر کھڑے ہوگئے اور انھوں نے ایک نفرت بھری نظر فیضی پر ڈالی اور بولے "کیوں صاحب آپ اس طرح میری زیبا کو گلے لگانے والے کون ہیں اور ابھی ابھی میں نے آپ کی زبان سے زیبا کے لئے لفظ پیار بھی سنا تھا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ زیبا کو پیاری کہنے کا صرف مجھ کو حق بنتا ہے۔"

طارق کے تیور اس وقت فیضی سے لڑ جانے کے تھے۔ موقع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے جلدی سے زیبا طارق کی طرف گھوم گئی۔ اور کہنے لگی "طارق تمھاری دماغی حالت سے تو میں پریشان ہوگئی ہوں۔ تمھیں میں کس طرح سمجھا کہ یہ میرے

بھائی ہیں۔ ان کا نام فیضی ہے یعنی فیضی افغانی؛" یہ کہہ کر زیبا نے بہت ہی کڑی نظروں سے طارق کو گھورا۔ طارق اس کی نگاہوں کا مطلب سمجھ گئے۔ دراصل وہ بھی زیبا کے غصہ سے بہت ڈرتے تھے۔ اب طارق کی ساری تیزی اور فیضی کی طرف سے نفرت لجاجت میں بدل گئی اور خوشامدانہ انداز میں فیضی سے کہنے لگے۔

"اوہ! آپ فیضی ہیں یعنی میری زیبا کے بھائی۔ میں نے نہ جانے کیا سمجھ بیٹھا تھا۔ مگر دیکھنے میں ساتھ ساتھ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ آپ اس قدر زیبا سے مشابہ کیوں ہیں۔ یعنی آپ کی بھی ویسی ہی حسین گہری آنکھیں ہیں۔ ویسا ہی چمکتا ہوا سرخ و سفید چہرہ ہے، ویسا ہی نازک جسم اور ہاتھ تو اتنے حسین ہیں ..."

فیضی اس بے تکی تعریف سے بہت ہی پریشان ہو رہے تھے۔ آخر بیچ ہی میں بول پڑے۔" بس بھئی بس۔ آپ کی تعریف کا دلی شکریہ مگر برائے مہربانی یہ تو بتائیے کہ آپ کی اپنی تعریف کیا ہے؟"

یہ تو فیضی نے یوں ہی گفتگو کا رخ بدلنے کو کہہ دیا تھا ورنہ وہ طارق کو دیکھتے ہی سمجھ گئے تھے کہ یہ ذات شریف کون ہیں۔ فیضی کو پہلی ہی نظر میں طارق سے ایک طرح کی نفرت محسوس ہوئی اور یہ سوچ کر دل ہی دل میں مسکرائے بغیر نہ رہ سکے کہ آج کل ان کے بھائی عرفی کا گھر ہر قسم کے پاگلوں سے بھرا پڑا ہے۔ وہ اپنے خیالات میں غرق تھے کہ زیبا نے ان کو کچھ شرمندگی بھرے لہجے میں مخاطب کیا۔

"فیضی یہی مسٹر طارق ہیں جن کے بارے میں میں نے اکثر تم کو بتایا ہے۔"

فیضی نے زیبا کی شرمندگی کو محسوس کر کے بات کو ٹالنا چاہا کیوں کہ ان کو زیبا سے بڑا پرخلوص انس تھا۔ وہ کسی طرح بھی زیبا کو ملول نہ دیکھنا چاہتے تھے۔ زیبا نے اس وقت اس جگہ سے طارق کو ٹال دینا ہی مناسب سمجھا۔" جاؤ طارق تمہارے کپڑے بہت گندے ہیں۔ ذرا جا کر ہاتھ منہ دھو کر آدمی بن جاؤ۔" طارق نے یہ سن کر

بالکل ایک تین پیسے والے اداکار کی طرح اداکاری کرتے ہوئے جواب دیا۔
" اوہ! میری رانی۔ میں ابھی چلا جاتا ہوں۔ بھلا تم حکم دو اور میں ٹال دوں۔ بس اتنا سمجھ لو کہ تمہارا حکم تو میرے لئے ایک قانون کی حیثیت رکھتا ہے۔ اچھا فیضی بھائی مجھے ذرا دیر کے لئے معافی دیجئے۔"
یہ کہہ کر ایک عجیب سا مصرعہ گنگناتے ہوئے طارق اوپری منزل کی طرف چلے گئے اور فیضی ان کی بے ہنگم چال پر مسکرائے بغیر نہ رہ سکے اور زیبا سے بولے۔
"کیوں زیبا! اب تم کو احساس ہوتا ہوگا کہ اگر انسان بچپن ہی میں محبت کے چکر میں پڑ جائے تو اس حماقت پر اس کو سن شعور کو پہنچنے پر پچھتانا ہی پڑتا ہے۔"
زیبا نے مسکرا کر اقرار میں صرف گردن ہلا دی۔ اور کہنے لگی: "فیضی! یوں تو مجھے اس سے نفرت ہے ہی۔ مگر میری نفرت اس وقت انتہا کو پہنچ جاتی ہے جب وہ بات کرتا ہے۔ اس کا طرزِ گفتگو اس قدر گندہ ہے کہ جب وہ اس لہجے میں مجھ سے باتیں کرتا ہے تو میرا بے اختیار یہی جی چاہتا ہے کہ بلا سوچے سمجھے اپنے ننھے سے پستول سے اس کو نشانہ بنا دوں۔ کم بخت بالکل پاگل ہے۔ میں تو سمجھی تھی کہ اتنے لمبے عرصہ میں اور عمر بڑھنے سے اس میں کچھ تبدیلی ہو گئی ہوگی مگر تمہیں تعجب ہوگا کہ اس کی ساری اچھی باتیں تو کافور ہو گئیں اور محض پاگل بن رہ گیا۔ ڈاڑھی رکھ کر اس نے اپنا ستیاناس کر لیا ہے۔ اس کی شکل اور بھی قبیح معلوم ہوتی ہے۔ حد یہ ہے کہ عفران بھی اس کو بیوقوف بناتے رہتے ہیں۔ اور یہ حضرت ایکٹر ڈاکو...."
یہ کہتے کہتے زیبا رک گئی۔ وہ سوچنے لگی کہ اس نے ابھی فیضی کو اس کے بارے میں نہیں بتایا ہے۔ مگر فیضی کی معنی خیز مسکراہٹ سے وہ سمجھ گئی کہ فیضی سب کچھ جان گئے ہیں۔ آخر فیضی نے ہی گفتگو کا سلسلہ شروع کیا۔

"ہاں ہاں ابھی ان حضرت سے میری ملاقات ہو چکی ہے۔"

"تو تم نے اس کو دیکھ لیا۔ مگر فیضی تم بھی مانو گے کہ یہ شخص عرفی سے کس قدر مشابہت رکھتا ہے۔ واقعی اس نے عرفی کا بھیس بنانے میں کمال کر دیا ہے اور اس قدر چالاک ہے کہ اس تھوڑے سے عرصہ میں سارے گھر کے راستوں تک سے واقف ہو گیا ہے۔ مگر میں نے بھی فیضی اس کو ایسی سزا دی ہے کہ وہ بھی عمر بھر یاد کرے گا۔ دراصل اسی کی وجہ سے میں نے سارے نوکروں کو چھٹی دے دی ہے ورنہ نوکروں کے ذریعہ یہ بات اور لوگوں تک پہنچ جاتی۔ اور نوکروں کا سارا کام میں ان دونوں سے لے رہی ہوں۔ سارے دن ان کو خوب دوڑاتی ہوں۔ اس سے زیادہ اس کی بیوی میرے لئے کار آمد ہے فیضی خدا کی قسم بڑا مزیدار کھانا پکاتی ہے مگر شاید تم نے ان صاحبہ کو نہیں دیکھا ہے۔ بڑی حسین عورت ہے۔ آنکھیں تو جیسے گہری نیلی جھیلیں ہوں۔ بدن اس قدر چست کہ کیا بتاؤں۔ مجھے تو یہ عورت کوئی غیر ملکی معلوم ہوتی ہے۔ اس کا لب و لہجہ کچھ ایسا ہی ہے۔"

فیضی نے نفرت سے منہ بنا کر کہا "واقعی یہ شخص بڑا ہی دھوکہ باز ہے۔ مجھے تو یہ تعجب ہے کہ تم نے اس کو پہلی نظر میں پہچان کیسے لیا۔ زیبا میں تو اسے دیکھ کر بالکل یہ سمجھا کہ وہ عرفی ہے۔ کمبخت نے عرفی کی صورت ایسی بنا لی ہے کہ ذرا بھی شبہ کی گنجائش نہیں۔ میں تو اس سے بہت دیر تک عرفی سمجھ کر باتیں کرتا رہا۔ تم نے جو سزائیں اس کو دے رکھی ہیں ان کا بہت دیر تک مجھ سے رونا روتا رہا۔ میں یہی سمجھتا رہا کہ تم کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ کمبخت نقل کو اصل کا رنگ دے دیتا ہے۔ مثلاً مجھے دیکھ کر اس نے بالکل عرفی کی طرح فیضی کہہ کر باتیں کرنا شروع کر دیں۔"

"مگر میں نے تو اس کو پہلی ہی نظر میں پہچان لیا تھا۔ حالانکہ مجھ سے بھی اس نے عرفی کے ہی لہجہ میں زیبا کہہ کر بہت بے تکلفی سے باتیں کرنا اور اپنی ٹرین چھوٹ جانے

کی جھوٹی کہانی سنانی شروع کی تھی۔ لیکن میں نے اس کی ایک نہ سنی۔ اور مجھے آج صبح پکا یقین ہوگیا جب کہ میں نے اس کو عرفی کے لباس تبدیل کرنے والے کمرے میں کھڑا دیکھا۔ میں نے فوراً اس کو وہاں سے نکالا۔ ارے فیضی اس کمبخت کی تو دن رات نگرانی کی ضرورت ہے اور لطف یہ ہے کہ جب بھی کوئی حرکت کرتا ہوا پکڑا جاتا ہے تو اپنی حرکتوں کی بہت ڈھٹائی سے وجہیں بتاتا ہے۔ مثلاً مجھ سے کہنے لگا کہ میں اب کپڑے بھی نہ بدلوں گا۔ اور یہ کہتے کہتے اس نے جھٹ سے اندر جاکر عرفی کا پاجامہ پہن لیا۔ اور جوتے اتار کر ان کے سلیپر بھی پہن لئے۔"

فیضی زیبا کی باتوں پر سنتے رہے اور بولے "خیر بیچارہ پتلون کہاں تک پہنے رہتا مگر اس کمبخت نے مجھے بھی واقعی بہت پریشان کیا۔ وہ تو کہو کہ عین وقت پر مجھے خیال آگیا اور میں لوٹ آیا ورنہ میں تو دہلی تک جاتا۔"

"مگر تم دہلی کیوں جارہے تھے؟" زیبا نے تعجب سے دریافت کیا۔

"اس رات جب غفران نے اس کے بارے میں گفتگو کی تو میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ میں کسی طرح بھی عرفی کو روک لوں گا۔ میں جب اسٹیشن پہنچا تو باوجود تلاش کے مجھے عرفی نہ ملے۔ میں نے سوچا کہ صورتِ حال خطرناک ہے لہذا چاہے مجھے دہلی جانا پڑے۔ مگر میں عرفی کو خبردار تو کرہی دوں گا۔"

زیبا نے اطمینان کا سانس لے کر کہا "میں نے اس کے لئے سارے انتظامات کرلئے ہیں۔ وہ تو کہو خیر گذری کہ میں نے غفران سے ان کا فون نمبر معلوم کرلیا تھا۔ لہذا میں نے اپنی مدد کے لئے فوراً ان کو بلا لیا۔ تم گھر پر تھے نہیں ورنہ مجھے اس کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ خدا مجھے معاف کرے۔ اس بدذات کی وجہ سے مجھے خوب خوب جھوٹ بولنا پڑا۔ خیر دروغ مصلحت آمیز تو جائز ہے نا۔ تو میں نے ایک عجیب کہانی چچا حامد کے پاگل پن کی گڑھی اور غفران کو اس کے اوپر مسلط کردیا۔ غنیمت یہ ہے کہ

طارق کو جو کہ دوسرا پاگل ہے ان چچا حامد سے ایک خاص لگاؤ ہے۔"

"مگر تمھارے چچا حامد طارق سے انتہائی نفرت کرتے ہیں۔ وہ باتوں کے درمیان اپنی نفرت کا اظہار کر چکے ہیں لیکن انھوں نے طارق سے اپنی نفرت کا اظہار اس وقت کیا تھا جب وہ خود کو عرفی ظاہر کر رہے تھے۔ بدمعاشہ، کمینہ۔"

"اور غفران بھی طارق میں کافی دلچسپی لیتے ہیں۔ اکثر دونوں مل کر لائبریری میں پڑھا کرتے ہیں۔"

فیضی نے پھر ایکٹر کا تذکرہ چھیڑتے ہوئے زیبا سے دریافت کیا "یہ تو بتاؤ کہ جب اسے یہ معلوم ہوا کہ تم نے پہلی ہی نظر میں اس کو پہچان لیا ہے تو اس نے کیا کہا۔"

زیبا نے منھ بنا کر جواب دیا "یہ بڑی عجیب بات ہوئی کہ اس نے بہت خاموشی اور بہت جلدی ساری بحث چھوڑ کر ہار مانتے ہوئے تسلیم کر لیا کہ وہ عرفی نہیں بلکہ ایکٹر ڈاکو ہے۔ اس پر مجھے اب تک تعجب ہے۔"

"اور چچی صاحبہ نے کیا؟" فیضی نے مسکراتے ہوئے اور زیادہ دلچسپی کے ساتھ دریافت کیا۔"

زیبا نے جواب دیا "ظاہر ہے چونکہ وہ عورت ہے اس نے اپنی غلطی مشکل سے تسلیم کی۔ وہ ذرا مشکل سے راہ پر آئی۔ مگر جب سے میں نے اس کو چچی کا کردار دے دیا ہے تو ذرا خوش ہو گئی ہے۔"

اتنا کہہ کر زیبا نے بہت دھیمی آواز میں فیضی سے کہا "اور ایک دلچسپ بات سنو کہ ان دونوں کی شادی نہیں ہوئی ہے۔"

فیضی نے بھی اس خبر کو دلچسپی سے سنا اور تعجب سے پوچھا "واقعی! سچ بتاؤ۔"

زیبا نے دوبارہ تصدیق کے لئے سر ہلایا "سچ کہہ رہی ہوں۔ مجھے پہلی ہی مرتبہ شبہ ہوا تھا۔ دیکھو تو اس کمبخت مرد کو کہ ایک عورت کو اس طرح رکھے ہوئے ہے۔ میں نے

طے کر لیا ہے کہ اس کی سزاؤں میں ایک بات کا اور اضافہ کروں گی۔ اس سے پہلے کہ یہ ہمارا گھر چھوڑے میں اس کو مجبور کروں گی کہ وہ اس عورت سے باقاعدہ شادی کرلے۔ اس کمبخت کو کوئی حق نہیں کہ اس طرح کی ذلیل حرکتیں کرے۔ بات یہ ہے کہ اس قسم کے آدمیوں میں ایک طرح کی جانوریت ہوتی ہے لیکن ایک بات ہے کہ یہ اس عورت سے دبتا بہت ہے۔ بلکہ وہ ایک طرح سے اس پر حکومت کرتی ہے۔"

فیضی پر ایکٹرس کی اس حرکت کا کوئی خاص اثر نہ ہوا۔ انھوں نے مسکرا کر زیبا کی طرف دیکھا اور کہا۔

بھئی میں اگر تمھاری جگہ پر ہوتا تو اس شادی وادی کے معاملہ میں کبھی نہ پڑتا کیوں کہ ہم سے ان باتوں سے کیا مطلب ہے۔ یہ تو ان کا اپنا ذاتی معاملہ ہے۔"

اسی وقت عرفی بھی بہت خاموشی سے ملاقات کے کمرے میں داخل ہوئے۔ بیچارے اس وقت کمرہ جھاڑنے کے لئے برش لے کر آئے تھے۔ جب ان کی نظر زیبا اور فیضی پر پڑی تو بہت خاموشی سے دونوں کے پیچھے آکر کھڑے ہوگئے۔ اور ایک دم دونوں سے مخاطب ہو کر بولے۔

"تم لوگوں کو کچھ عرفی کا حال بھی معلوم ہے کہ وہ کہاں ہیں؟"

زیبا کی آنکھوں میں ایک طرح کی چمک پیدا ہوئی اور اس نے عرفی کی طرف مڑکر جواب دیا۔

"جی ہاں! میرے ہمدرد۔ شاید تمھیں معلوم نہیں کہ عرفی کو میری پریشانی کا اس قدر خیال ہے کہ وہ ہر روز دہلی سے مجھے اپنی خیریت کا تار بھیجتے ہیں۔"

فیضی کو بھی عرفی کی یہ بات بہت پسند آئی اور انھوں نے خوش ہو کر زیبا سے کہا۔ "مجھے امید تھی کہ عرفی تمھارے اطمینان کی خاطر اپنی خیریت تار کے ذریعہ تم کو بھیجتے رہیں گے۔"

زیبا نے جھٹ سے ایک تار کا لفافہ اپنے پرس سے نکال کر فیضی کی طرف بڑھا دیا: "دیکھو آج ہی صبح جب میں پوسٹ آفس گئی تو مجھے یہ ملا ہے۔"

فیضی نے زیبا کے ہاتھ سے تار لے کر زور سے پڑھا۔

"زیبا میں بالکل اچھی طرح ہوں امید ہے تم بھی بخیر ہوگی۔

تمہارا بھائی عرفی"

فیضی نے جیسے ہی تار ختم کیا عرفی نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور اپنا سر کھجاتے ہوئے کمرہ جھاڑنے لگے۔ زیبا نے نگاہ پھیر کر ان کی طرف دیکھا اور اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گئی اور کہنے لگی۔

"کاش اس وقت عرفی یہاں ہوتے تو میں کس قدر اطمینان سے بیٹھی ہوتی۔"

فیضی نے عرفی کے تذکرہ میں دلچسپی لے کر کہنا شروع کیا: "بات یہ ہے زیبا کہ میں نے آج تک عرفی کو اپنا سگا بھائی ہی سمجھا ہے۔ ان کا برتاؤ ہی میرے ساتھ ایسا رہا ہے۔ اور صرف میرے ساتھ ہی ساتھ کیا ان کی فطرت اس قدر اچھی ہے کہ جس کا بھی ان سے سابقہ پڑتا ہے وہ ان کو چاہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ان کے سینہ میں بیحد ہمدرد دل ہے بلکہ اس کو تو میں اکثر ان کی کمزوری سمجھتا ہوں اور کبھی کبھی انکی اس حسین کمزوری پر مسکرا دیتا ہوں۔ شاید بچارے اپنی اس کمزوری کو خود بھی محسوس کرتے ہیں اور اس جذبہ کو چھپانے کے لئے بلاوجہ لوگوں کے ساتھ سخت برتاؤ کرتے ہیں مگر جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ یہ سختی بالکل بناوٹی ہے۔"

"یہ بات نہیں ہے فیضی! میں نے اتنے دن ساتھ رہ کر عرفی کو خوب سمجھ لیا ہے۔ میں تم سے سچ کہتی ہوں۔ آج تک میں نے اتنا سچا انسان نہیں دیکھا۔ ان کو دراصل بناوٹ اور جھوٹ سے سخت نفرت ہے۔ اسی لئے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی فطرت بڑی سخت اور کھردری ہے۔ جو ان کو نہیں جانتا وہ ان کے گفتگو کے طریقہ سے غلط فہمی میں

مبتلا ہو جاتا ہے۔ مگر جو ان کو جانتا ہے وہ کبھی ان کو غلط نہیں سمجھتا۔ سچ کہتی ہوں فیضی! میں نے تو عرفی سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ مجھے تو اپنے اس بھائی پر فخر ہے۔"

فیضی نے تائید میں گردن ہلاتے ہوئے کہا "تم بالکل ٹھیک کہتی ہو زیبا۔ عرفی واقعی ہزاروں میں ایک ہیں۔ بس ذرا ناراض جلدی ہو جاتے ہیں اور تنہائی پسند بہت واقع ہوئے ہیں اور اس عادت کی بھی وجہ بہت صاف ہے۔ بات یہ ہے ماں باپ کے اکلوتے ہونے کی وجہ سے وہ بچپن سے تنہا رہنے کے عادی ہو گئے ہیں۔"

زیبا نے عرفی کی اور زیادہ تعریف کرتے ہوئے جواب دیا "فیضی! میں تو ان کی صاف گوئی، سچائی اور ہمدردی کی عاشق ہوں۔"

یہ دونوں باتیں کر رہے تھے اور عرفی خاموشی سے اپنی تعریفیں سن رہے تھے مگر بیچارے دم نہیں مار سکتے تھے۔ ان کو اپنی اس وقت کی بے بسی پر سخت جھنجھلاہٹ محسوس ہو رہی تھی فیضی کہہ رہے تھے۔

" اگر عرفی میں کچھ کمزوریاں ہیں بھی تو وہ ان کی خوبیوں کے سامنے ماند پڑ جاتی ہیں۔"

"کمزوریاں کیا۔ بس اپنی عمر سے زیادہ سنجیدہ ہیں۔ میں تو کبھی کبھی سوچتی ہوں کہ یہ ایک بوڑھی روح لے کر پیدا ہوئے ہیں۔ شاید وہ بچپن میں بھی اسی قدر سنجیدہ رہے ہوں گے۔ مجھے بس ان کی سنجیدگی سے چڑ ہے۔"

عرفی نے اس جملے کو سن کر بے خیالی میں سر ہلا دیا اور فیضی ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولے "کاش عرفی کو ایک صحیح قسم کی عورت مل جاتی تو ان کی یہ کمزوریاں بھی دور ہو جاتیں۔ دیکھو زیبا! انسان کو ایک ساتھی کی زندگی میں ضرور ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہی ساتھی اس کو اس کی کمزوریاں خوبصورتی سے بتاتا ہے اور اس طرح

اپنی کمزوریوں سے واقف ہو کر ان کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔"
زیبا پہلے تو بہت غور سے فیضی کی گفتگو سنتی رہی۔ پھر اس نے فیضی کو بہت عجیب جواب دیا۔
"فیضی! اگر میں عرفی کی بیوی ہوتی تو یقین کرو کہ میں ان کی پرستش کرتی۔ وہ واقعی پوجے جانے کے قابل ہیں۔ تم چاہے کچھ کہو مگر میری نظروں میں تو ان کی ایک بھی کمزوری قابلِ گرفت نہیں ہے۔ سچ پوچھو تو میں ان کی سیدھی سادی فطرت سے اس قدر خائف ہوں کہ ان کے دہلی جاتے وقت مجھے ڈر لگ رہا تھا کہ کہیں کوئی چالاک عورت میرے بھائی کو پھانس نہ لے۔"
فیضی کو چونکہ یہ معلوم تھا کہ عرفی نے زیبا کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ ایک عورت ہی کے ساتھ صرف تفریح کے لئے دہلی گئے ہیں۔ اس لئے جب انھوں نے زیبا کے جملے کا آخری حصہ سنا تو ان کو زیبا کے سامنے کچھ شرمندگی سی محسوس ہوئی انھوں نے سوچا کہ اس لڑکی نے عرفی کو کس قدر بلند کردار کا مالک سمجھ لیا ہے۔ عرفی کے اس چھوٹے سے جھوٹ پر فیضی کو شرمندگی معلوم ہو رہی تھی۔ پھر بھی وہ سنبھل کر بولے۔
"ارے نہیں! اب ایسے بھی عرفی بیوقوف نہیں ہیں۔"
زیبا نے مسکرا کر جواب دیا "ہاں یہ تو میں ایسے ہی مذاق میں کہہ رہی تھی۔ عرفی کو میں خوب جانتی ہوں کہ بھلا وہ کسی عورت کی طرف اس نظر سے دیکھ بھی نہیں سکتے۔ وہ بہت اونچے انسان ہیں۔ اسی لئے تو جب اس دھوکہ باز نے اپنے کو عرفی ظاہر کیا تو میں نے فوراً جواب دیا کہ "تم یہاں غلطی کر گئے۔ میرے بھائی عرفی اس قدر گرے ہوئے کردار والے نہیں ہیں کہ وہ رات کو بارہ بجے ایک عورت کو لے کر گھر آئیں گے۔ اور جب سب لوگوں کو پتہ چل جائے تو اس عورت کے منھ پر ہی کہہ دیں کہ وہ اس کو جانتے بھی نہیں ہیں کہ وہ کون ہے۔"

ایک دم فیضی کو کچھ خیال آگیا اور انھوں نے کہا: "مگر دیکھو زیبا! میں تمھیں ایک بات بتادوں کہ تم عرفی پر عورت کے معاملہ میں ضرورت سے زیادہ بھروسہ کئے ہوئے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی وقت تمھارے بھروسہ کو ٹھیس لگ جائے اور تمھیں افسوس ہو۔"

اس سے پہلے کہ زیبا فیضی کو جواب دے عرفی کمرے کے دوسرے کونے سے بول اٹھے: "یہی تو میں بھی کہتا ہوں کہ کسی کی طرف سے بھی اس قدر خوش خیال نہ ہونا چاہئے۔ کیوں کہ انسان کسی وقت غلطی بھی کر سکتا ہے۔ آخر انسان ..."

اس سے پہلے کہ عرفی اپنی بات پوری کرتے زیبا نے گھوم کر ان کی طرف دیکھا۔ آنکھوں میں غصہ تھا۔ بچارے عرفی گڑبڑا کر رہ گئے۔ زیبا نے ان کو غصہ بھری نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"تم سے کس نے کہا ہے کہ گھر کی باتوں میں دخل دو۔"

عرفی جواب میں ہکلائے اور صرف "میں ہاں میں" کہہ کر رہ گئے۔ فیضی نے ان کو مخاطب کیا۔

"دیکھو دوست اپنی مکاری اب چھوڑ دو اور صفائی سے مان لو کہ تم ایکٹر ہو۔ کیوں کہ اب تمھاری اس مکاری سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ گھر کے سارے لوگ تم کو پہچان چکے ہیں۔ حالانکہ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ تم اپنی آخری سانس تک ہم کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے رہوگے کیوں کہ یہ تمھاری فطرت بن چکی ہے۔ میری بہن نے تم کو نہ جانے کن مصلحتوں کی وجہ سے ابھی تک پولیس کے سپرد نہیں کیا ہے۔ ورنہ تمھاری سزا تو بہت سخت ہونی چاہئے تھی۔"

یہ سن کر عرفی کے غصہ کی حد نہ رہی۔ انھوں نے ہاتھ سے برش اور جھاڑن دور پھینک دیا اور غصہ سے زمین پر پیر مار کر بولے: "مجھے اب کسی کی پرواہ نہیں۔ میں اب سچ بات کو منوا کر رہوں گا۔ مختصر یہ کہ میں عرفی ہوں۔ یہ تم لوگوں کو ماننا ہی پڑے گا۔"

اتنے ہی میں عمران ایک اور تار لے کر کمرے میں داخل ہوئے اور زیبا کی طرف اس کو بڑھا کر بولے "مس صاحبہ! آپ کا تار ہے۔" اور ساتھ ہی عرفی کو غور سے دیکھنے لگے۔ زیبا نے لفافہ کھولا اور پڑھ کر مسکرانے لگی۔ اور فیضی سے بولی "لو یہ دوسرا تار ہے۔ وہ جلد ہی واپس آنے والے ہیں۔ خیریت لکھی ہے۔"

فیضی نے بھی مسکرا کر جواب دیا "تو تمہارا خیال ہے کہ عرفی کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔"

زیبا نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا "کبھی نہیں فیضی! نہ جانے کیا بات ہے کہ دن بہ دن عرفی کی قدر میرے دل میں بڑھتی ہی جا رہی ہے۔"

یہ کہتے ہوئے اسے خیال آیا کہ چچا حامد ابھی تک کمرے ہی میں ہیں۔ لہٰذا اچانک ان کی طرف رخ کر کے بولی "تم اب یہاں کیوں کھڑے ہو۔ جاؤ اپنا کام کرو۔"

بچارے عرفی نے بے بسی سے جواب دیا "کچھ نہیں کچھ نہیں۔" اور یہ کہتے ہوئے جھاڑن اٹھا کر دوبارہ اپنے کمرے میں مصروف ہو گئے۔ زیبا نے ان کو پھر ٹوکا۔

"تمہاری ساتھن کہاں ہے؟"

عرفی نے سر اٹھا کر نفرت سے منہ بنا کر کہا "وہ کھانا پکا رہی ہے اور پڑھ بھی رہی ہے۔ کمبخت عورت۔"

فیضی نے عرفی کی بات ان سنی کرتے ہوئے زیبا سے آہستہ سے دریافت کیا "یہ بتاؤ کہ اب تم طارق کے لئے کیا کرو گی؟"

زیبا نے برا سا منہ بنایا اور بولی "کیا بتاؤں فیضی! یہی ایک ایسی الجھن ہے جس کا میرے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔ اس پاگل سے کس طرح چھٹکارہ حاصل کیا جائے۔ یہ سوال میرے لئے پہاڑ بن گیا ہے۔ تم ہی کوئی ترکیب بتاؤ۔"

فیضی نے پتلون کی جیبوں میں دونوں ہاتھ ڈال کر کچھ سوچتے ہوئے کہا "ہاں آں! ترکیبیں تو بہت ہو سکتی ہیں۔ مگر میں پہلے تمہاری سوچی ہوئی کوئی ترکیب سننا چاہتا

ہوں۔ آخر تم نے کچھ تو اس پاگل سے چھٹکارہ پانے کے لئے سوچا ہوگا۔"

زیبا نے زیرِ لب مسکراتے ہوئے جواب دیا۔" تمھاری طرح ترکیبیں تو بہت ہو سکتی ہیں مگر ہر ایک میں کچھ نہ کچھ نقص ضرور ہے۔ بس ایک ترکیب ذرا بہتر ہے اور وہ یہ ہے کہ میں اس کو یہاں چھوڑ کر کہیں بھاگ جاؤں۔"

فیضی نے حیرت سے زیبا کا جملہ دہرایا۔" کہیں بھاگ جاؤ، مگر کہاں؟"

زیبا نے تڑسے جواب دیا۔" دہلی عرفی کے پاس۔"

فیضی یوں چونک پڑے جیسے ان کے بدن سے بجلی کا تار چھو جائے۔ وہ تقریباً اپنی کرسی سے کھڑے ہو گئے اور بہت گھبراہٹ میں بولے۔" ہرگز نہیں تمھیں ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔ میرا مطلب ہے چاہے جو کچھ کرنا مگر عرفی کے پاس دہلی مت جانا۔ بات یہ ہے کہ ہم میں کوئی نہیں جانتا کہ عرفی دہلی میں کہاں ٹھہرے ہیں۔ دوسرے ..... بہر حال میں تم کو ایسا کبھی نہ کرنے دوں گا۔"

زیبا نے تعجب سے پوچھا۔" مگر کیوں۔ میں عرفی کے پاس جا کر ساری باتیں سچ سچ بتا دوں گی۔ اور مجھے پوری امید ہے کہ عرفی کو بجائے میرے اوپر غصہ آنے کے مجھ سے ہمدردی ہو گی۔ مجھے یقین ہے فیضی! کہ عرفی میری ہر مشکل میں میرا ساتھ دیں گے اور پھر مجھے دنیا میں صرف عرفی کی ہی ذات کا تو سہارا ہے۔" یہ کہہ کر زیبا مسرت سے مسکرانے لگی۔

مگر فیضی نے جواب دیا۔" فرض کرو کہ طارق تمھارا پیچھا کرتا ہوا تمھارے ساتھ ہی عرفی کے پاس پہنچ جائے اور عرفی اس کو غصہ میں اپنی بندوق کا نشانہ بنا دیں۔ میرا مطلب کہ تم یہ تو جانتی ہو کہ عرفی بہت جلد آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔"

یہ سن کر زیبا کی آنکھوں میں ایک طرح کی چمک پیدا ہو گئی اور اس نے خوش ہو کر کہنا شروع کیا۔" تب تو میرے لئے صرف ایک یہی راستہ اس پاگل سے چھٹکارہ پانے

کا ہے۔"

اسی لمحے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ اور زیبا نے انگلی ہونٹوں پر رکھ کر فیضی کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور کہا "وہ آرہا ہے۔"

زیبا نے آج رات کے لئے فیضی کو روک لیا تھا تاکہ کل رات کی تھکن اتارنے کے لئے وہ اور غفران آج سو سکیں۔ فیضی نے بھی اس کو منظور کر لیا تھا۔ کھانے کے وقت جب زیبا نے کھانا دیکھا تو اس کو مسز گراہم کی بہت قدر ہوئی۔ کیوں کہ اس وقت بھی اسی نے کھانا پکایا تھا جو بہت ہی مزیدار تھا۔ طارق بھی کھانا کھا کر بہت محظوظ ہوئے اور کھانے کے بہت دیر بعد تک وہ اور غفران باتیں کرتے رہے۔ زیبا اپنے کاموں میں لگ گئی فیضی بھی لائبریری میں کچھ پڑھنے میں معروف ہو گئے۔ طارق غفران سے کہہ رہے تھے۔

"گھبرانا مت دوست! آج میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں خود گھر کی حفاظت کروں گا۔ تم کو شاید نہیں معلوم کہ میں چوروں کے پکڑنے میں طاق ہوں۔ میرے ہاتھ سے وہ کمبخت چالاک ڈاکو بچ کر نہیں جا سکتا۔ اوہ! تمہیں تعجب ہو رہا ہے کہ میں کس طرح اکیڑے واقف ہو گیا ہوں۔ بمبئی میں نے بھی اخباروں میں اس کی حرکتیں پڑھی ہیں۔ تو تم آج اطمینان سے سونا۔"

غفران نے تعریفی نظروں سے طارق کو دیکھا اور طارق کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بولے۔

"اے صاحب! حالانکہ مس صاحبہ نے آج مجھے لائبریری میں سیف کے قریب سونے کو کہا ہے۔ مگر کیا پرواہ ہے۔ میری نیند اس قدر ہوشیار ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی آواز بھی مجھے فوراً جگا دے گی۔ مجھے شاید آپ کو اوپر سے بلانا بھی نہ پڑے۔ میں تو کہتا ہوں کہ آپ کسی طرح کی فکر نہ کریں۔ بہت اطمینان سے سوئیں کیوں کہ مسٹر غفران یعنی سی۔ آئی۔ ڈی۔ کے محکمہ کا ایک بہت ہوشیار آفیسر گھر میں موجود ہے۔ پھر کسی کو فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"

چوبیسواں باب

باورچی خانہ میں جب سے مسز گراہم نے کام کرنا شروع کیا تھا۔ اس کی شکل صورت میں فرق آگیا تھا۔ خانساماں اول تو بوڑھے تھے۔ پھر عام طور سے خانساماں کچھ گندے بھی ہوتے ہی ہیں لہذا اس باورچی خانہ کو کبھی صفائی نصیب نہ ہوتی تھی۔ زیبا بھی اس طرف کم آتی تھی۔ اس کو دوسرے کاموں ہی سے فرصت نہ ملتی تھی۔ مگر مسز گراہم نے یہاں کام کرنے سے پہلے باورچی خانہ کو خوب دھویا۔ چھت کے جالے وغیرہ صاف کئے۔ پھر چولھے کو خوب صاف کیا۔ یہاں ایک چھوٹی میز لاکر رکھی۔ کچھ پرانی انگریزی میگزینیں اٹھا لائی جن کو وہ کھانا پکانے کے درمیان پڑھتی رہتی تھی۔ ایک کرسی اپنے لئے دیوار سے لگا کر رکھی۔ باورچی خانہ کے اسٹول کو دھو کر صاف کیا۔ سارے برتن بہت محنت اور صفائی سے دھوئے۔ ہر چیز الماریوں میں قاعدے سے کاغذ بچھا کر رکھی گئی۔ کیلیں دیوار میں گاڑدیں تاکہ ان پر ٹوسٹ کے سینکنے والی جالی اور فرائی پین اور دوسری چھوٹی چیزیں لٹکائی جاسکیں۔ دو صافیاں زیبا سے مانگ لائی۔ ان کو کیلوں پر ٹانگا۔ ایک ٹین باورچی خانہ کے کونے میں کوڑا پھینکنے کے واسطے رکھا چاقو اور چھریاں بھی صاف کر ڈالیں۔ غرض یہ کہ باورچی خانہ کی صورت بدل ڈالی۔ ایک نئی چیز مسز گراہم نے یہ کی کہ کھانے کو گرم رکھنے کے لئے چولھے ہی میں ایک بڑا سا طاق خود چولھے کو کھود کر بنایا۔

اس وقت عرفی باورچی خانہ کی کرسی پر بیٹھے انہی باتوں پر غور کر رہے تھے کہ یہ

اینگلو انڈین عورتیں گھرداری کا کتنا سلیقہ رکھتی ہیں۔ وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے ایک پرانا میگزین دیکھتے دیکھتے تھک گئے تھے۔ مگر آج وہ خوش تھے۔ کیوں کہ آج مسز گراہم کی شکل بہت کم دیکھنے کا موقع ملا تھا۔ ان کو اس عورت سے شدید نفرت ہوگئی تھی۔ ساتھ ہی ان کو زیبا کا خیال آیا۔ پہلے تو اس کے نام ہی سے نفرت معلوم ہوئی۔ مگر اچانک انکو اس کی باتوں کا خیال آگیا جو اس نے ان کے متعلق دن میں کہی تھیں اور وہ مسکرا پڑے۔ وہ حیرت کرنے لگے کہ یہ ذرا سی لڑکی کس قدر عقلمند ہے اور مستعدی سے اس کا مقابلہ کرسکتی ہے۔ وہ کسی طرف سے غافل نہیں رہتی۔ ہر طرف اس کی نظریں رہتی ہیں۔ کسی وقت گھبرانا تو جانتی ہی نہیں۔ عرفی کو اچانک زیبا کے حسن کا بھی خیال آیا کہ فطرت نے اسے کس فیاضی سے حسن عنایت کیا ہے۔ گویا اس کا ہر عضو حسن کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے۔ عرفی غیر ارادی طور پر زیبا کی تعریفیں دل ہی دل میں کر رہے تھے مگر چونکہ وہ اس کے عادی نہیں تھے لہذا ساتھ ہی ساتھ وہ اپنے خیالات سے شرم بھی محسوس کر رہے تھے۔ وہ اپنی فطرت سے مجبور تھے۔ وہ اپنے دل میں کہہ رہے تھے اگر میں اس منحوس سفر پر نہ گیا ہوتا تو مجھے کبھی زیبا کی صلاحیتیں پرکھنے کا اتنا موقع نہ ملتا۔ ضرور یہ بات خدا کی ہی طرف سے ہوئی ہے۔ ورنہ میرے جو احساسات زبردستی سلا دیئے گئے تھے وہ کس طرح بیدار ہوتے اور میں زیبا کی اصلیت کو کس طرح پہچانتا۔ مانا کہ اس وقت زیبا اس کے ساتھ بہت برا برتاؤ کر رہی تھی مگر یہ سب کچھ وہ کر تو عرفی کے لئے ہی رہی تھی۔ اس حقیقت سے تو انکار ہو ہی نہیں سکتا۔ ان تمام خیالات کے ساتھ عرفی کے ذہن میں اچانک طارق کی شکل ابھر آئی اور جیسے ان کی امیدوں کا قلعہ مسمار ہوگیا۔ اور وہ اپنے منہ میں ایک قسم کی کڑواہٹ محسوس کرنے لگے۔ اسی وقت دروازے پر قدموں کی آہٹ سنائی دینے لگی اور وہ اپنے خیالات سے چونک کر سیدھے ہوکر کرسی پر بیٹھ گئے۔ وہ سمجھ رہے تھے

کہ ایک لمحے کے بعد ہی ان کو اپنے خیالوں کی پری زیبا ہی کی شکل نظروں کے سامنے آجائے گی۔ مگر اس مرتبہ بھی ان کو نا امیدی کا منہ دیکھنا پڑا۔ دروازے کو آہستہ سے کھول کر مسز گراہم باورچی خانہ میں داخل ہوئی۔ وہ اس وقت کچھ پریشان اور غصہ میں معلوم ہو رہی تھی۔ اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ اندر سے بند کر دیا اور ایک بیٹھی ہوئی میگزین سے ایک کاغذ کا ٹکڑا پھاڑ کر چولہے سے جلایا اور اس سے اپنی سگریٹ سلگائی اور اسٹول پر بیٹھ کر بغیر ایک لفظ بھی عرفی سے بولے یا ان کی طرف دیکھے بغیر سگریٹ کا دھواں چھت کی طرف اڑانے لگی۔ عرفی کچھ موڈ میں تھے۔ اس لئے اس وقت ان کو مسز گراہم کے حسن میں بھی بڑی جاذبیت محسوس ہو رہی تھی مگر وہ یہ محسوس کئے بغیر پھر بھی نہ رہ سکے کہ اس کے چہرہ پر زیبا کے چہرہ والی معصومیت اور تازگی نہ تھی۔ انھوں نے سوچا کہ بہرحال دونوں کی عمروں میں بھی تو فرق ہے۔ پھر بھی مسز گراہم کے پریشان اور اترے ہوئے چہرے کو دیکھ کر عرفی کو اس سے ہمدردی ہونے لگی۔ آخر عرفی نے یہ کہتے ہوئے خاموشی کو توڑا۔

"مسز گراہم تم نے مجھے شدید ترین مشکلات میں پھنسا دیا ہے۔"

مسز گراہم نے سخت نظروں سے عرفی کی طرف دیکھا اور اپنی سگریٹ کی راکھ جھاڑتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا کہا تم نے! میں نے تم کو پھنسا دیا ہے؟ یوں کہو کہ میں نے تمھارے ساتھ بھلائی کی ہے کہ تم جیسے پاگل انسان کو کم از کم ایک ٹھکانہ تو مل گیا ہے۔"

عرفی پر مسز گراہم کے اس جملہ کا بہت اثر ہوا۔ انھوں نے بہت ہی برا سا منہ بنا کر کہا: "تم کو مجھے اس طرح کہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔"

مسز گراہم نے بھی غصہ سے کہا: "ہاں ہاں کل تک کلب میں مجھے تمھارے اوپر سارے حقوق تھے۔"

"کیا مطلب! کلب والی ہماری دوستی کوئی غلط قسم کی دوستی تھوڑی ہی تھی۔ میرا مطلب ہے کہ چونکہ ہمارے مذاق یکساں تھے لہذا ہم میں دوستی تھی۔ ہم کوئی عاشق معشوق تو تھے نہیں۔"

مسز گراہم زیر لب طنز سے مسکرائی اور بولی "ارے بیوقوف آدمی! یہ بھی ایک طرح کی عاشقی معشوقی ہی ہوتی ہے۔ تم اس کو منہ سے نہ کہو مگر مطلب وہی ہے۔"

عرفی نے نفرت سے مسز گراہم کی طرف دیکھا اور جواب دیا "بہرحال تمھارے دل کا حال مجھے معلوم نہیں مگر میرا دل بالکل صاف تھا۔ دوسرے اگر تم اس وقت میرے ساتھ گھر نہ آتیں تو یہ نوبت نہ آتی۔ میں زیبا کو ساری باتیں سمجھالیتا۔ وہ بچاری لڑکی ہی تو ہے۔ اس کو ہماری دوستی کی خبر بھی نہ ہوتی۔"

اس پر مسز گراہم جل گئی "جی ہاں وہ تو بالکل ننھی بچی ہے۔ اس کا مجھے یقین ہو چلا ہے کہ یہ لڑکی یقیناً شادی شدہ ہے ورنہ وہ ایسی باتیں کیسے جان لیتی کہ ہم سے ایک کمرے میں سونے کو کہتی۔"

"اچھا خیر! میں بحث میں نہیں پڑتا۔ تم صرف مجھ کو اتنا بتادو کہ تم میرے پیچھے پیچھے کس مقصد سے آئی تھیں۔"

مسز گراہم نے تڑسے جواب دیا "اس لئے کہ میرے ایک ساتھی نے میرے ساتھ جعل سازی کی تھی۔"

سیدھی فطرت کے انسان عرفی! اب بھی نہ سمجھے اور انھوں نے تعجب سے پوچھا۔ "تمھارے ایک ساتھی نے! یعنی تمھارے شوہر نے۔"

اس پر مسز گراہم نے غصہ میں سگریٹ دور پھینک دیا اور اسٹول پر سے اٹھ کھڑی ہوئی اور ہاتھ ہلاکر بولی "میرا شوہر تو دنیا کا شائد سب سے سیدھا انسان ہے۔ اس نے میرے ساتھ جعل نہیں کیا۔ بلکہ میرا مطلب ایکٹر ڈاکو سے ہے سمجھے!"

عرفی ایک دم چونک پڑے "ایکٹر ڈاکو! تو تم اس کے ساتھ کام کرتی ہو"
مسز گراہم عرفی کی نادانی پر مسکرائی اور بہت صاف گوئی سے بولی "یقیناً! تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے یونہی تمھارے ساتھ دوستی کی تھی۔ یعنی فضول اپنا وقت برباد کیا تھا۔ ذرا ایمانداری سے سوچو کہ تم جیسے اجڈ آدمی میں کوئی عورت بلاوجہ دلچسپی لے سکتی ہے"
عرفی نے انکار میں بلا ارادہ گردن ہلا دی اور جلدی سے بولے "مگر میں نے تم سے محبت تو کرنا شروع نہیں کی تھی"
"ہنہ! تو جیسے تم محبت کرنے کے قابل بھی ہو۔ بیوقوف کہیں گے"
"تو یہ کہو کہ یہ ایک سوچی سمجھی اسکیم تھی تمھاری کہ مجھے گھر سے کہیں دور بھیج دو"
"بالکل بالکل۔ تو تم اور کیا سمجھتے ہو۔ دراصل تم بات کو ذرا دیر میں سمجھتے ہو۔ بہرحال یہ کام میرے ذمہ تھا کہ تم کو حفاظت سے گھر کے باہر روانہ کر دوں۔ جب کہ ایکٹر کا کام۔۔۔"
عرفی کو اس انکشاف پر سخت حیرت تھی لہذا وہ بیچ ہی میں بول اٹھے "ہاں ہاں! کہو کہ اس کا کام تھا میری شکل بنا کر گھر کے اندر داخل ہونے کا"
اب عرفی ساری بات سمجھ گئے تھے۔ آگے کچھ کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ سارا راز کھل چکا تھا۔ اس وقت عرفی کو اپنی ساری حماقتیں آئینہ کے مانند صاف نظر آ رہی تھیں۔ مگر اب وقت نکل چکا تھا۔ انھوں نے نظر اٹھا کر پھر مسز گراہم کی طرف دیکھا۔ مگر ان کو تعجب ہوا کہ باوجود اپنی اسکیم کی کامیابی کے وہ خوش نظر نہیں آ رہی تھی اور وہ کسی گہری سوچ میں غرق تھی۔ دوسرے لمحے اس نے آپ ہی آپ بڑبڑانا شروع کر دیا۔ گویا وہ اس وقت عرفی کی موجودگی سے بھی بے خبر ہو گئی۔
" اوہ! مجھ سے چالاکی۔ دراصل اس کمبخت کی عادت ہی یہ ہے جس وقت

میں نے اس کے ساتھ کام کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا اسی وقت مجھے گراہم نے منع کیا تھا۔ گراہم کا خیال تھا کہ یہ شخص ایماندار بدمعاش نہیں ہے بلکہ یہ اپنے ساتھیوں کو بھی دھوکہ دینے کا عادی ہے۔ کام لے کر یہ اپنے ساتھیوں کو یوں ہی ٹرخا دیتا ہے۔ مگر میں نے بھی اپنے شوہر کا اس وقت کہنا نہ مانا۔ آخر دھوکہ کھایا۔ اس چالاک نے جس عورت کو میرے پاس خط دے کر بھیجا تھا اس کو بھی مجھی سے روپیہ دلوایا اور خط میں لکھ دیا تھا کہ "تمھارا میرا حساب بعد میں ہو جائے گا۔ میں بیوقوف اس وقت بھی اس کی چالبازی کو نہ سمجھی۔"

عرفی حیرت اور تعجب سے ان تمام انکشافات کو سن رہے تھے اور بار بار اپنے سر اور منھ پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ آخر ان سے نہ رہا گیا اور بولے۔

"تو کیا یہ شخص تمھارا شوہر نہیں ہے ؟"

عورت نے نفرت سے جواب دیا "یہ بدذات اور میرا شوہر" اب مسز گراہم نے عرفی کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا "لو سنو۔ میں ہوں تو شادی شدہ ہی مگر یہ ایکٹر میرا شوہر نہیں ہے۔ میرا شوہر تو بہت ہی سیدھا آدمی ہے۔ بس اس بچارے کو صرف یہ بیماری ہے کہ نیند میں اٹھ کر چلنے پھرنے لگتا ہے۔ نیند ہی میں اکثر بکس یا اگر سیف ہو تو اس کو کھول ڈالتا ہے۔ ایک مرتبہ وہ اسی طرح پکڑا بھی گیا تھا مگر میں تم سے سچ کہتی ہوں کہ وہ بالکل بے قصور تھا۔ یہ میں مانتی ہوں کہ وہ سیف کا تالا یا کوئی بھی تالا کھولنے میں ماہر ہے۔ بہرحال اس وقت وہ آگرہ میں اپنے گھر میں ہے۔ میں یہاں سے سیدھی اسی کے پاس جاؤں گی۔"

عرفی نے طنزیہ کہا "تو گویا وہ بھی چور ہی ہے۔"

مسز گراہم کو اس پر بہت غصہ آیا۔ اس کا چہرہ غصہ سے لال ہو گیا۔ "تو تم اب میری ذات پر حملے کرنے لگے۔ ہرگز نہیں۔ گراہم تو بہت نیک اور شریف آدمی ہے۔

وہ تو صرف رات کو سوتے میں اٹھ کر تالے کھولتا ہے اور یہ بھی ایک بیماری ہے۔"
عرفی نے ہنستے ہوئے کہا۔ "یہ بھی خوب رہی کہ سیف تک توڑ ڈالتا ہے پھر بھی
چور نہیں بلکہ شریف آدمی ہے۔"
مسز گراہم نے اب بھی ہار نہ مانتے ہوئے جواب دیا۔ بالکل وہ تو ایک شریف
آدمی ہے۔ پہلے میں نے اسی کے ساتھ کام کرنا شروع کیا تھا۔ مگر میری موجودگی میں
اس سے اکثر غلطی ہو جاتی تھی لہذا میں نے ایکٹر کے ساتھ کام شروع کیا۔ مانتی ہوں
کہ ایکٹر بہت ہی ہوشیار آدمی ہے مگر ہے بے ایمان۔ ایکٹر ہمیشہ کسی عورت کو ہی
اپنا ساتھی بناتا ہے۔ اسی لئے اس کو میرے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔"
عرفی مسز گراہم کی باتیں حیرت سے سن رہے تھے۔ اس وقت وہ بالکل اسٹیج
کی ایکٹرس کی طرح بول رہی تھی۔ اس کو اپنے کارنامے سناتے وقت ذرا بھی شرم یا
جھجک نہ محسوس ہو رہی تھی۔ آخر عرفی نے پوچھا۔
"یہ بتاؤ کہ کیا ایکٹر یہاں میری شکل بنا کر آنے والا ہے۔ اور یہی طریقہ بوزن
نے میرے گھر کو لوٹنے کے لئے طے کیا تھا۔ اوہ! میں کس قدر بیوقوف بنتا رہا کہ میں نے
ان باتوں میں سے ایک بھی سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔"
"احمق انسان! اگر میں تم کو بیوقوف نہ سمجھتی تو اس طرح اپنی راز کی باتیں تم کو
بتا دیتی؟"
عرفی منہ کھولے حیران کھڑے رہے۔ آخر بولے۔ "مگر تم یہاں کیوں آئی تھیں؟"
میں یہاں اپنا روپیہ ایکٹر سے لینے آئی تھی۔ اس کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ ہمیشہ چیک
دیتا ہے کیش کبھی نہیں دیتا۔ مگر اس کا چیک لے کر جب میں بینک گئی تو وہ چیک کیش
نہیں ہوا۔ اس میں کچھ خامی تھی۔ مجھے روپیہ کی سخت ضرورت تھی۔ لہذا مجھے ایکٹر کی
تلاش میں یہاں آنا پڑا۔ حالانکہ مجھے امید نہیں تھی کہ وہ مجھے روپیہ دے گا کیوں کہ ایک

دن پہلے ہی اس سے میرا جھگڑا ہو چکا تھا۔ اس نے کہہ دیا تھا کہ اب تو افغانی چلا ہی جائے گا۔ تمھارا کام ختم ہو گیا۔ اب میں تنہا ہی سب کام کروں گا۔ تمھاری ضرورت ہی مجھے نہیں ہے۔ مگر بھلا وہ مجھ سے بچ کر جا سکتا تھا۔ اس نے مجھے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ کمینہ دھوکہ باز کہیں کا۔"

عرفی نے پھر مسز گراہم سے سوال کیا: "تو یہ سب تم نے مجھ سے کیوں کہہ دیا۔ اس طرح اب تم میرے ہاتھوں میں آگئی ہو۔ میں کسی بھی وقت پولیس کو فون کر کے تم کو پولیس کے حوالے کر سکتا ہوں۔"

مگر مسز گراہم پر عرفی کی اس دھمکی کا بالکل اثر نہ ہوا بلکہ اس نے عرفی کو چڑھاتے ہوئے جواب دیا: "تم بہت ہی کم عقل انسان ہو۔ کیا تم یہ بھول گئے ہو کہ آج کل تم عرفی نہیں بلکہ چچا حامد ہو۔"

یہ کہہ کر مسز گراہم مسکرائی اور واقعی عرفی کو اپنی بے بسی کا احساس ہوا۔ بجائے جھنجھلا گئے اور غصہ میں پیچ و تاب کھا کر بولے: "اچھا اچھا خیر! لیکن مجھے اتنا اور بتا دو کہ میں ایکٹر کو پہچانوں گا کیسے اور وہ کب تک یہاں آئے گا۔" یہ کہہ کر انھوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ جو کچھ بھی ہو وہ اپنے گھر کو ایکٹر کے ہاتھوں نہ لٹنے دیں گے۔

"یہ تو میں تم کو بتا ہی نہیں سکتی کیوں کہ چاہے ایکٹر نے کتنی ہی برائی میرے ساتھ کی ہو مگر میں یہ ماننے سے انکار نہیں کر سکتی کہ وہ اپنے کام میں زبردست آرٹسٹ ہے۔ اس معاملہ میں وہ کسی پر بھروسہ نہیں کرتا۔ وہ اپنی اسکیمیں کسی کو نہیں بتاتا ہے۔ وہ تو ہر قسم کا بھیس بنا سکتا ہے۔ ایک مرتبہ وہ ایک گھر میں مدتوں ایک بیرے کی شکل میں رہا اور گھر والے بالکل نہ سمجھے۔"

یکایک عرفی کو خیال آیا اور وہ چونک کر بولے: "تو اس کے یہ معنی ہیں کہ غفران ہی ایکٹر ہے۔"

مسز گراہم نے نفی میں سر ہلا کر جواب دیا "خیر اگر ایکٹر غفران ہوتا تو اتنی بیوقوفی کی باتیں کبھی نہ کرتا۔ حالانکہ وہ ایک مرتبہ ایک سی۔ آئی۔ ڈی۔ جاسوس بھی بن چکا ہے۔ اس کا وہ کارنامہ میں کبھی نہیں بھول سکتی۔ افغانی صاحب! میں نے آپ کو بہت ہی قیمتی راز بتا دیئے ہیں اس کے لئے آپ کو میرا شکر گزار ہونا چاہیئے۔ مگر میں آپ لوگوں کی ذات سے واقف ہوں۔ آپ کیا میرا شکریہ ادا کریں گے۔ ہاں! ایک بات اور سنو کہ اس کا بہترین طریقہ کار یہ ہے کہ وہ اکثر داڑھی والوں کا حلیہ بہت اچھی طرح بناتا ہے اس کام میں وہ ماہر ہے۔"

یہ کہہ کر مسز گراہم عرفی کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔ عرفی نے پھر سوال کیا۔

"مگر جب اس نے تم کو دھوکہ دیا ہے تو تم نے کبھی اس سے بدلہ لیا ہوتا اور پولیس کو اطلاع کر کے اس کو پکڑوانے کی کوشش کی ہوتی۔"

مسز گراہم پھر حقارت سے مسکرائی اور جواب دیا "میں اور پولیس کو اطلاع دوں۔ نہیں! یہ ہم لوگوں کے اصولوں کے خلاف ہے۔ یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے۔ یعنی صرف میرا اور ایکٹر کا۔ تو کیا تم سمجھتے ہو کہ میں اس سے ہار مان لوں گی کبھی نہیں۔ وہ تو میرے پنجہ میں ہے۔ ہمارے درمیان پولیس کیا کرے گی۔ ہم لوگ اپنے معاملات خود ہی نپٹا لیتے ہیں۔"

عرفی نے مسز گراہم کی باتوں سے پریشان ہو کر اپنا چہرہ کچھ دیر کے لئے اپنے ہاتھوں میں چھپا لیا۔ پھر بولے "اوہ میری بیوقوفی کی کوئی حد نہیں۔ میں یہ سب باتیں کبھی سوچ بھی نہ سکتا تھا۔"

مسز گراہم نے نظریں اٹھا کر دلچسپی سے عرفی کی طرف دیکھا اور بولی۔ "یہ کون سی نئی بات ہے۔ ہر مرد عورت کے مقابلہ میں بیوقوف ہوتا ہے۔ وہ صرف اسی وقت سنبھلتا ہے جب شادی کر لیتا ہے۔ عورت ہی اس کو عقل سکھاتی ہے۔"

عرفی غصے سے دانت پیستے ہوئے بولے "میں کبھی یہ خاموشی سے برداشت نہ کروں گا۔ میں ہر قیمت پر ایکٹر کو سمجھ لوں گا۔"
مسز گراہم نے فیصلہ کن انداز میں کہا "تم اوہ! تم ایکٹر کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے!"
"تو کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ میں خاموشی سے اپنی آنکھوں کے سامنے دھوکے کا یہ کھیل ہوتا دیکھتا رہوں گا۔"
"تم ہی کیا ایکٹر کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بات یہ ہے کہ وہ ضرورت سے زیادہ ہوشیار ہے۔ شاید تمھیں یقین نہ آئے کہ میرے شوہر نے مجھ کو بتایا ہے کہ وہ صرف ایک پن سے بڑے سے بڑا اور مضبوط سے مضبوط تالا اور سیف کھول سکتا ہے!"
"تو میں پہلا کام یہ کروں گا کہ تم لوگوں کو پولیس کے حوالے کر دوں گا۔ مجھے تعجب ہے کہ مجھے پہلے کیوں عقل نہیں آئی۔ مگر خیر ابھی کچھ نہیں گیا ہے۔ چاہے پولیس کو اطلاع کرنے میں میری بدنامی ہی کیوں نہ ہو۔ چاہے تمھاری اور میری دوستی کا راز بھی سب کو معلوم ہو جائے۔ اور میں سوسائٹی میں بدنام ہو جاؤں گا۔ اب میں تم لوگوں کو بغیر پولیس کے سپرد کئے نہ چھوڑوں گا۔" یہ کہتے ہوئے ایک لمحے کے لئے ان کو خیال آیا کہ زیبا کے خیالات کا محل جو اس نے ان کے بارے میں بنایا ہے اس انکشاف سے گر کر چور چور ہو جائے گا۔ مگر ان کو تعجب ہو رہا تھا کہ مسز گراہم پر ان کے اس کہنے کا ذرہ برابر اثر نہ تھا بلکہ اس نے عرفی کو چڑھاتے ہوئے کہا۔
"اوہ نادان بچے! تم اتنا غصہ نہ کیا کرو۔ غصہ کرنا بہت بری عادت ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب تم غصہ میں لال ہو جاتے ہو تو بڑے حسین لگتے ہو۔ بے اختیار تم پر پیار آجاتا ہے۔"
"اس جملے نے عرفی کے غصہ کی آگ پر تیل کا کام کیا اور وہ تڑپ کر مسز گراہم کی طرف مڑے اور بولے "کمبخت عورت تو نے مجھے مس افغانی کی نظروں میں بالکل

کرا دیا۔ میں تیری ساری باتیں برداشت کرسکتا تھا مگر یہ بات میری برداشت سے باہر ہے۔"

مسز گراہم نے ایک اور چرکہ عرفی پر لگایا "تو کیا اس میں کچھ شک بھی ہے کہ تم میں اور مجھ میں دوستی تھی اور اس طرح ہم ایک دوسرے پر اپنے عشق کا جال بچھا رہے تھے۔ خیر خیر جاؤ! معاف کیا اب غصہ نہ کرو میرے چاند دیکھو ذرا ہنس بھی دیا کرو کبھی۔"

اسی وقت زیبا باورچی خانہ کے دروازے پر پہنچی اور اس نے مسز گراہم کے جملے کا آخری حصہ صاف سن لیا۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہوئے سخت لہجے میں کہا "براہ مہربانی تم لوگ میرے گھر سے چلے جانے کے بعد عشق عاشقی کا کھیل کھیلنا۔ جب تک اس گھر میں ہو ذرا شرافت سے رہو۔"

زیبا کی آواز ہی سن کر عرفی کا سارا غصہ ہرن ہو گیا تھا اور وہ سنجیدہ صورت بنائے سنبھل کر کرسی پر بیٹھ گئے تھے۔ مگر مسز گراہم کہاں چوکنے والی تھی۔ اس نے موقع دیکھ کر زیبا پر وہ زبردست وار کیا کہ وہ تلملا کر رہ گئی۔ مسز گراہم غصہ سے بولی "اوہ! معاف کرنا مس افغانی! میں بھول گئی تھی کہ اس گھر کی مالکہ تم ہو اور اس گھر میں صرف تم کو عشق کا کھیل کھیلنے کی اجازت ہے اور کسی کو نہیں مگر تم نے کبھی غور کیا ہے کہ حامد چچا ہونے کے باوجود شکل صورت میں تمہارے عاشق زار طارق سے بہتر ہیں اور پھر ان کو ذرا میری آنکھوں سے دیکھو۔"

عرفی کا ارادہ تھا کہ درمیان میں بولیں مگر بچارے اس وقت اپنے کو اس قدر بے بس پا رہے تھے کہ خاموشی سے ایک طرف گھورتے رہے۔ ادھر زیبا نے بھی ایک بدزبان عورت کے منہ لگنا مناسب نہ سمجھ کر مسز گراہم کو اس کے طنز کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ وہ سوچنے لگی کہ اتنا کہنا تو اس کا ٹھیک ہی ہے کہ ایکٹر ڈاکو بیچ بیچ طارق سے

کہیں زیادہ دلکش اور قرینہ کا آدمی دکھائی دیتا ہے۔ مسز گراہم نے زیبا کی اس وقت کی دماغی کیفیت کو سمجھتے ہوئے فوراً ایک نئی چال چلی اور ٹھنڈی سانس لے کر بولی "اس آدمی کے لئے میں نے کیا کیا کچھ نہیں کیا۔ مگر اس کا دل نہیں پسیجتا۔ اوہ! مرد کی ذات ہی ظالم ہوتی ہے۔" یہ کہہ کر اس نے ایک نظر عرفی کو دیکھا۔ مسز گراہم کا تیر ٹھیک نشانہ پر بیٹھا اور اس کے اس جملے کا زیبا پر بری طرح اثر ہوا۔ اس کی مسز گراہم سے ساری نفرت ایک ہی لمحہ میں ہمدردی میں تبدیل ہو گئی اور اس نے نہایت نرمی سے مسز گراہم سے کہا۔

"واقعی مجھے تمھاری قابل رحم حالت پر بہت افسوس ہوتا ہے۔"

مسز گراہم نے فوراً اپنی اداکاری شروع کر دی۔ اس نے نہایت غمناک لہجہ میں کہا "رہنے دو اپنی ہمدردی۔ مجھے یہی زندگی اچھی لگتی ہے۔"

زیبا کی ہمدردی عورت کی ذات سے اور بڑھ گئی۔ اس نے پھر نرمی سے کہا۔ "واقعی میں نے تمھارے ساتھ سختی کی ہے۔ مجھے اپنے برتاؤ پر اب افسوس ہو رہا ہے۔"

مسز گراہم نے اس زریں موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جواب دیا "ارے لڑکی! تم کو نہیں معلوم کہ اس شخص سے ملنے سے پہلے میں بھی تمھاری طرح شریفانہ زندگی گذارتی تھی۔" یہ کہتے ہوئے اس بدکار عورت کی آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی تک آگئی۔ مگر اب عرفی برداشت نہ کر سکے اور غرّا کر بولے "تم اوہ! تم" مگر زیبا نے ان کو مزید نہ بولنے دیا اور جھڑک کر بولی "خاموش رہو"۔ زیبا کی گھڑکی سے عرفی کی روح فنا ہو گئی۔ اور انھوں نے طے کر لیا کہ اب چاہے مسز گراہم کچھ کہہ ڈالے وہ کچھ نہ بولیں گے۔ اس میں کمبخت نے ان کو برباد کرنے میں اب کوئی کسر ہی نہیں اٹھا رکھی ہے۔ انھوں نے اب اپنے کو قسمت کے اوپر چھوڑ دیا۔ مگر مسز گراہم کو تو موقع مل رہا تھا۔ اس کو اسی ذریعہ اپنی رہائی صاف نظر آ رہی تھی لہذا وہ اس وقت اپنی بہترین اداکاری سے کام لینا چاہتی

تھی۔ زیبا عرفی کو نفرت اور غصہ سے گھور رہی تھی۔ آخر بولی۔

"او ظالم و جابر شخص تم جیسے انسان سوسائٹی کے لئے ایک بدنما داغ کی طرح ہوتے ہیں۔ تم کو بلا سوچے سمجھے گولی کا نشانہ بنا دینا چاہئے۔ ایک کمزور عورت پر تم کو ظلم کرتے شرم نہیں معلوم ہوتی۔ مگر تم لفظ شرم کے معنی کیا سمجھو۔ لیکن عورت! مجھے تمھارے اوپر بھی تعجب ہے کہ جب یہ اس قدر برا سلوک تمھارے ساتھ کرتا ہے تو تم اس کمبخت کو چھوڑ کیوں نہیں دیتی ہو۔" یہ کہہ کر زیبا نے رحم اور مہربانی کی نظروں سے مسز گراہم کو دیکھا جو کہ اس وقت اپنی آنکھیں رومال سے پونچھ رہی تھی اور چہرے سے سخت غمگین معلوم ہو رہی تھی۔ کہنے لگی۔

"بھلا اس قسم کے مرد جب کسی کو اپنے پھندے میں پھانس لیتے ہیں تو کیا اس کو آسانی سے چھوڑ سکتے ہیں۔ یہ تو ایک ایسا آدمی ہے کہ اس نے سارے راستے میرے لئے بند کر دیئے ہیں۔ اب میں تم کو کیا بتاؤں۔"

عرفی خاموش بیٹھے پیچ و تاب کھا رہے تھے۔ انھوں نے بے خیالی میں اپنے جوتے پہننا شروع کر دیئے۔ ان کی اس حرکت پر مسز گراہم کی آنکھوں میں ڈر جھانکنے لگا اور اس نے زیبا کی طرف بڑھتے ہوئے کہا: "لڑکی مجھے اس کی زدوکوب سے بچاؤ۔ بچاؤ۔" اور ہانپنے لگی۔

زیبا نے بڑھ کر مسز گراہم کو اپنے سے لپٹا لیا اور عرفی سے گرج کر بولی "خبردار جو ایک قدم بھی آگے بڑھا۔ ہاں تو بتاؤ کیا یہ تمھیں مارتا بھی ہے۔"

مسز گراہم نے آنکھوں میں آنسو بھر کر صرف سر ہلایا۔ اور بولی: "کچھ نہ پوچھو اس کی مار پیٹ کا حال۔ یہ تو تم کو جب ہی معلوم ہو سکتا ہے جب تم میری کمر کھول کر اس پر نیلے نیلے نشان دیکھو۔ میں تم اپنا حال نہیں بتا سکتی۔ لڑکی تم میری مصیبت بھری داستان کہاں تک سنو گی۔ بہتر ہے کہ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ بس اتنا سمجھ لو کہ میں نے اس کے

ساتھ اپنے گھر سے نکل کر اپنی زندگی تباہ کر ڈالی۔ آہ! اس مصیبت سے اب میرے لئے چھٹکارہ نہیں ہے" اب وہ آنسو بہانے لگی۔

زیبا نے مسز گراہم کے آنسو اپنے رومال سے خشک کئے اور عرفی کی طرف دیکھ کر بولی "اف ظالم! جابر!"

عرفی بالکل ایک پتھر کے بت کی طرح خاموش بیٹھے تھے۔ زیبا نے دھیمی آواز سے مسز گراہم سے دریافت کیا۔

"مگر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم اس کو چھوڑ کیوں نہیں دیتی ہو۔ مجھے سچ سچ بتا دو کہ کیا تمھاری اس سے شادی ہو چکی ہے؟"

مسز گراہم نے طنزیہ عرفی کی طرف دیکھ کر کہا "بھلا اس قسم کے مرد کہیں شادی کیا کرتے ہیں"

زیبا پھر عرفی کو گھورنے لگی۔ اس کی نظروں میں اس وقت عرفی سے زیادہ ذلیل کیرکٹر کا انسان صفحۂ ہستی پر نہیں تھا۔ آخر اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"لیکن میں اس کو شادی کرنے پر مجبور کروں گی۔ دیکھتی ہوں یہ کیسے تم سے شادی نہیں کرتا"

مسز گراہم جھپٹ کر عرفی کے پاس پہنچی اور اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لے کر آنکھوں سے لگانے لگی مگر عرفی تو جیسے بالکل خاموش رہنے کا عہد کر چکے تھے۔ حتیٰ کہ انھوں نے مسز گراہم کی گرفت سے اپنا ہاتھ تک چھڑانے کی کوشش نہیں کی۔ وہ تو اس وقت صرف یہ سوچ رہے تھے کہ وہ یہ ساری ڈراؤنی باتیں خواب میں دیکھ رہے ہیں۔ کچھ ہی دیر بعد نظامو حسب دستور آئے گا اور ان کو اس خواب سے جگائے گا اور کہے گا کہ صاحب چائے میز پر لگی ہے اور وہ جلدی سے آنکھیں ملتے ہوئے اٹھ کر غسل خانہ میں چلے جائیں گے" بس وہ اتنا ہی سوچ پائے تھے کہ ان کو مسز گراہم کی سسکیوں نے ایک دم

چونکا دیا۔ وہ ان سے کہہ رہی تھی: "پیارے ایکٹر! کیا تم نے سنا کہ یہ لڑکی کیا کہہ رہی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ہماری شادی کرا دے گی۔ وعدہ کرو کہ تم انکار کرکے مجھے ناامید نہ کروگے۔" مسز گراہم عرفی کا ہاتھ تھامے ان کو التجا بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی اور عرفی اس کی عمدہ اداکاری کی دل ہی دل میں تعریف کر رہے تھے۔ ایکدم ان کی نظر زیبا کی طرف اٹھ گئی جو ان کو اب بھی حقارت اور نفرت سے گھور رہی تھی۔ انھوں نے جلدی سے مسز گراہم کی گرفت سے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا: "تمھاری اس مکاری اور اداکاری کا آخر مقصد کیا ہے۔"

زیبا نے گرج کر عرفی کو مخاطب کیا: "دیکھو ظالم شخص! اب بھی سیدھے ہو جاؤ ورنہ نتیجہ کے تم خود ذمہ دار ہوگے۔"

اب عرفی برداشت نہ کر سکے۔ انھوں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہنا شروع کیا: "میں تم سے کہتا ہوں ...."

زیبا نے بیچ میں ان کو روک کر ڈانٹا: "تم کو اس کے ساتھ شادی کرنا ہوگی۔"

عرفی تڑپ کر بولے: "ہرگز نہیں، کبھی نہیں۔ میں تم سے اپنی ذلت کا بدلہ لونگا۔"

مسز گراہم نے پھر ایک بار عرفی سے کہنا شروع کیا: "پیارے تم نے تو مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ کیا تمھیں اپنے وعدہ کا بھی احساس نہیں۔ میں تمھیں کس شدت سے پیار کرتی ہوں تم کو اس کا اندازہ نہیں ہے ایکٹر۔" یہ کہہ کر پھر سسکیاں لے کر رونے لگی۔ زیبا کے احساسات کو جیسے مسز گراہم کی سسکیوں نے مجروح کر ڈالا۔ مسز گراہم نے اپنی جھولی سے ایک اور کرتب نکالا۔ اور عرفی سے بولی: "کہہ دو ایکٹر! کہ تم اس وقت مذاق کر رہے ہو۔ تم ضرور مجھے دل سے چاہتے ہو۔ تم کبھی میرے ساتھ دھوکہ نہیں کر سکتے۔ دیکھو اس شریف لڑکی کی رائے پر عمل کرو تو ہماری زندگی پھر خوشگوار ہو جائے گی۔ ذرا غور کرو کہ جب میں تمھاری وفا شعار بیوی ہوں گی اور ہمارا ایک گھر ہوگا اور اس میں

ایک ننھا سا باغیچہ ہم دونوں ضرور لگائیں گے۔"

اب عرفی دھاڑ پڑے" چولھے میں جائے تمھارا گھر اور باغیچہ جہنم میں جاؤ تم کمبخت کمینی عورت۔ میں بھلا تم سے شادی کروں گا۔ ارے او زیبا! کیا تم یہ بالکل محسوس نہیں کر رہی ہو کہ یہ مکار صرف اداکاری کر رہی ہے۔ تم کو یہ کھلے بندوں دھوکہ دے رہی ہے۔ میرا اس سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

مسز گراہم ایکدم زمین پر بیٹھ گئی اور اس نے سر جھکا لیا" اوہ میرے خدا! مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں آتا کہ ایکٹر بھی مجھے اس طرح دھوکہ دے سکتا ہے۔ یہ وہ ایکٹر ہے جسے میں اپنا سب کچھ نذر کر چکی ہوں۔ اس کو میں اپنا سب کچھ مان چکی ہوں۔"

زیبا فوراً مسز گراہم کے پاس پہنچی اس کو زمین سے اٹھا اور خاموش کراتی ہوئی کہنے لگی۔
"تم رو کر خواہ مخواہ اپنے آنسو اس پتھر دل انسان کے سامنے ضائع نہ کرو ایک دن تم بھی اس پر ہنسنا۔ تم خود کو اس کے سامنے التجائیں کر کے ذلیل نہ کرو۔"

عرفی نے اپنی پیشانی پر زور سے ہاتھ مار کر کہا" خیر میں تو ہنس بھی نہیں رہا ہوں اور اب میرے لئے ہنسنے کو رہ بھی کیا گیا ہے۔ ہاں! لیکن اگر میں دنیا میں کسی پر ہنس سکتا ہوں تو وہ تم ہو زیبا۔ تم پر نہیں بلکہ تمھاری عقل پر مجھے رونا آرہا ہے۔ تم تو بہت عقلمند بنتی تھیں بیوقوف لڑکی۔"

زیبا نے اس کے جواب میں صرف ایک نظر نفرت اور حقارت کی عرفی پر ڈالی اور مسز گراہم کی طرف متوجہ ہو گئی" اچھا! اگر میں تم کو کچھ روپیہ دیدوں تو کیا تم اپنے گھر واپس چلی جاؤ گی۔ سچ سچ بتاؤ۔"

مسز گراہم نے اپنی آنکھیں دوبارہ رومال سے پونچھتے ہوئے سر ہلا کر کہا" اب میرے سامنے اس کے سوا چارہ ہی کیا ہے۔"

"تو آؤ میرے ساتھ۔ کل تم کو روپیہ مل جائے گا۔ اطمینان رکھو اب تمھیں پریشان

ہونے کی ضرورت نہیں ہے!"

مسز گراہم نے آہستہ سے زیبا کے ہاتھ کو جو اس کے کندھے پر رکھا تھا علیحدہ کیا اور دوڑ کر پھر عرفی کے پاس پہنچی۔ نہیں نہیں میں اسی کے ساتھ رہوں گی ابھی مجھے اس سے چند اور باتیں کرنا ہیں جو میں اس سے کسی کے سامنے نہیں کر سکتی۔"

زیبا یہ سن کر سوچنے لگی کہ "افوہ! عورت کا دل کس قدر وسیع ہوتا ہے! اس کے دل میں اب بھی اس بے رحم مرد کے لئے بے پناہ محبت ہے۔ عورت معاف کرنے میں کس قدر فیاض ہوتی ہے" یہی سوچتی ہوئی زیبا باہر نکل آئی اور یہ کہتے ہوئے دروازہ باہر سے بند کر دیا کہ۔

"میں سمجھ گئی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں۔ خیر تم بات کر لو۔ تب مجھے بتانا!"

پچیسواں باب

جس وقت زیبا باورچی خانہ سے نکل رہی تھی رات کے صرف آٹھ بجے تھے۔
جیسے ہی زیبا باہر نکلی اوراس نے دروازہ بند کیا۔ مسز گراہم جلدی سے دروازہ کے پاس پہنچی اور دروازہ میں سے ذراسی دراز کر کے باہر کی طرف دیکھنے لگی۔ جب زیبا کافی دور چلی گئی تو اس نے دروازے کو مضبوطی سے بند کر دیا اور خوشی اور اطمینان سے عرفی کی طرف بڑھی اور کہنے لگی "اوہ! اس وقت میں اس قدر خوشی محسوس کر رہی ہوں کہ میرا جی چاہ رہا ہے کہ سارے میں ناچتی پھروں۔ کیا کام کیا ہے میں نے اپنے کو خود شاباشی دینے کو مرا جی چاہ رہا ہے۔ دنیا کی آنکھوں میں ایک نیک نام عورت بن کر اس قیدخانہ سے میں کل نکل جاؤں گی۔ وہ مجھے کرایہ دے گی بلکہ کچھ اور زیادہ روپیہ دے گی اور میں! میں آزادی کا سانس لے کر گھومتی پھروں گی اور تم! تم بیوقوف آدمی تم کیا کرو گے۔ ارے تم نے کچھ بھی نہیں سوچا!"
عرفی غصہ کی آگ میں جل رہے تھے۔ مسز گراہم کا یہ طنزیہ جملہ ان کو کھل گیا۔ اور وہ گرج کر بولے "مکار عورت! تجھ کو مجھے اس طرح ذلیل کرنے کی ہمت کیسے ہوئی؟"
مسز گراہم نے کولھوں پہ ہاتھ رکھ کر ٹھیک عرفی کے سامنے کھڑے ہو کر کہا۔
"ارے تو اس میں ہمت کی کیا بات ہے۔ فرض کرو اگر ایکٹر نے اس کام کیلئے

کچھ بھی نہ دیا تو گھر پہنچنے کے لئے آخر روپیہ کہاں سے ملتا ؟ بتاؤ تم ہی بتاؤ۔ بات کو ذرا سمجھا کرو۔"

"مگر تم نے مس افغانی کو دھوکہ دیا ہے۔"

"تو کیا تم نے اس لڑکی کو دھوکہ نہیں دیا۔ دوسروں کو نصیحت اور خود فضیحت۔ سوچو کیا تم قابل الزام نہیں ہو۔ مگر میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتی کہ یہ لڑکی ہیرا ہے۔ جب تم نے مجھے یہ بتایا تھا کہ تم اس سے شادی کر چکے ہو تو مجھے اس لڑکی کی قسمت پر افسوس ہوا تھا۔ پوچھو کیوں ! اس لئے کہ تم اس جیسی عقلمند، حسین اور فطرتاً اس قدر شریف لڑکی کے قابل نہیں ہو۔ دیسے ہو سکتا ہے کہ شاید کبھی تم بھی کسی عورت سے شادی کر سکو۔ مگر مجھے یقین ہے کہ اس قصہ کے بعد یہ لڑکی ضرور اتنا تو عقل سے کام لے گی کہ تم سے کبھی شادی نہ کرے گی اور مجھے اس پر بہت خوشی ہوگی۔ سمجھے۔"

عرفی کے اس وقت کچھ بھی بس میں نہ تھا۔ وہ کسی طرح مسز گراہم کی زبان نہیں پکڑ سکتے تھے۔ وہ غصہ کی حالت میں باورچی خانہ میں ٹہل رہے تھے اور بڑبڑاتے جا رہے تھے "کمینی کتیا ! تو نے ہی مجھے جھوٹ بولنے پر آمادہ کیا۔ میں نے تو کبھی زندگی میں جھوٹ نہ بولا تھا۔ سارے شہر میں میری بدنامی ہوئی۔ سوسائٹی میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہا۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ "کمبخت عورت،" تو نے مجھ کو زیبا کی نظروں میں ایکٹرڈا کو بنا دیا۔"

مسز گراہم نے عرفی کی بڑبڑاہٹ کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اس نے بہت اطمینان سے دوسرا سگریٹ جلایا اور میز پر بیٹھ کر پیر ہلاتے ہوئے کہنے لگی "تم مذاق کبھی کبھی اچھا کر لیتے ہو۔ ہاں ! دیکھو ایک خیال مجھے آ رہا ہے کہ کل جب میں اس سے روپیہ لے لوں گی تو ایک بات اور کروں گی۔ اس سے کچھ کپڑے بھی مانگ لوں گی

کیوں کہ میرا اسکرٹ اور بلاؤز کئی دن پہننے سے اور کام کرنے سے گندہ ہوگیا ہے اب یہ کپڑے باہر جانے کے قابل نہیں ہیں۔ اتفاق تو دیکھو کہ زیبا بالکل میرے قدوقامت کی ہے۔ اس کا پتلون اور بلاؤز میرے بالکل فٹ ہوگا۔ کپڑوں کے معاملے میں بھی اس لڑکی کا مذاق کس قدر ستھرا اور اچھا ہے۔ کیسے موزوں رنگ استعمال کرتی ہے۔"

اب جیسے جیسے وقت گذر رہا تھا عرفی کا غصہ ٹھنڈا پڑتا جا رہا تھا۔ انھوں نے سوچا کہ اس عورت سے بحث کرنا وقت ضائع کرنا ہے اور وہ بڑبڑانے لگے۔ میں تو اس واقعہ کے بعد سوچتا ہوں کہ پاگل ہو جاؤں گا اور اپنی زندگی کسی پاگل خانہ میں بسر کروں گا اور وہ ایکٹر اپنی زندگی کسی قید خانہ میں بسر کرے گا۔

مسز گراہم نے بہت اطمینان سے جواب دیا۔" فکر مت کرو اب یہ قصہ جلد ہی ختم ہونے والا ہے۔ میں گھر پہنچتے ہی ایکٹر کا پتہ لگاؤں گی اور یہ ڈرامہ بہت جلد ختم کرا دوں گی۔"

عرفی نے مسز گراہم کی طرف دیکھا اور دریافت کیا۔" تو تمھارا مطلب ہے کہ وہ اب آنے والا ہی ہے اور ہم لوگوں سے اس کی ملاقات ہوگی۔ کاش ایسا ہو جائے۔"

" جی ہاں! ملاقات بھی ہو جائے گی اور جلدی سے جدائی بھی ہو جائے گی۔ کیوں کہ وہ کسی طرح مجھے اپنے حصہ سے کم دے کر نہیں ٹرخا سکتا ہے۔ میں تو ہمیشہ آدھے حصہ پر کام کرتی ہوں۔"

ایکدم عرفی کو کچھ خیال آیا اور انھوں نے مسز گراہم کو مخاطب کر کے کہا۔" اچھا دیکھو جو ہوا سو ہوا۔ اب میں تم کو بتاتا ہوں کہ سیف میں پندرہ ہزار روپے ہیں۔ میں تم کو یہ روپیہ دے سکتا ہوں۔ ایکٹر کو تو ان روپیوں کا علم بھی نہ ہوگا۔"

مسز گراہم نے خوشی سے اچھل کر کہا۔" اوہ! پندرہ ہزار روپئے۔ مگر تم نے تو

ایک دن کلب میں مجھ سے کہا تھا کہ تم گھر پر کبھی دو ہزار سے زائد رقم نہیں رکھتے ہو۔"

" یہ روپیہ میرا نہیں ہے۔ یہ سرکاری رقم ہے جس کو اتوار ہونے کی وجہ سے میں دہلی جاتے وقت بینک میں نہیں رکھا سکا تھا۔ بہرحال اس بحث سے کیا فائدہ۔ وہ روپیہ سیف میں ہے۔"

مسز گراہم جیسے ایک گہری سوچ میں پڑ گئی۔" اوہ! تو یہ بات تھی کہ اس کو معلوم ہو چکا تھا کہ معاملہ پندرہ ہزار روپیہ کا ہے۔ تب ہی اس نے مجھ سے جھگڑا کر لیا تھا۔ دراصل وہ تنہا ہی سارا روپیہ ہضم کر لینا چاہتا تھا۔"

اس وقت وہ روپیہ کے تذکرہ میں اس قدر کھو گئی کہ وہ عرفی کی موجودگی سے بھی بے خبر ہو گئی۔

" تب ہی اس نے مجھے اس کی ہوا تک نہ دی تاکہ وہ مجھے صرف ایک یا دو ہزار پر ٹال سکے مگر میں اس کو اتنا بے ایمان نہیں سمجھتی تھی۔"

عرفی نے فوراً معاملہ کو سمجھ لیا تھا لہٰذا اب ان کی باری تھی کہ وہ خوب مسز گراہم کو چڑھائیں۔

انھوں نے مزا لیتے ہوئے کہا۔" مگر عدالت میں تمھاری یہ منطق نہ چلے گی۔ تم دونوں قانون کی گرفت میں برابر ذمہ دار قرار پاؤ گے۔"

مسز گراہم نے اپنے خیالات کی وجہ سے جیسے عرفی کی بات سنی ہی نہیں۔ وہ تو بڑبڑائے چلی جا رہی تھی۔" مسٹر ایکٹر! شاید تم نے مجھے سمجھا ہی نہیں۔ میں جب تک تم سے آدھا حصہ نہ رکھا لوں گی تم کو قبر میں بھی چین نہ لینے دوں گی۔ کمینے شخص! تم دنیا میں سب کو دھوکہ دے سکتے ہو مگر مجھے نہیں۔"

" مگر تم شاید یہ بھول گئی ہو کہ میں تم دونوں کو لوٹنے ہی نہ دوں گا [illegible]

مجھے تمھارا سارا راز معلوم ہو چکا ہے۔ اب تم دونوں مجھے کسی طرح دھوکہ نہیں دے سکتے۔"

اب مسز گراہم اپنے خیالوں سے چونکی اور اس نے اپنے چہرے پر سے فکر کے سارے اثرات دور کر دیئے اور پھر روئی صورت بنالی اور کہنے لگی۔
"تمھارے ساتھ اب کسی طرح کی بھی کوشش بیکار ہے۔ میں نے ہر طرح کا موقع تم کو دے دیا مگر سب بیکار ہے۔ اچھا اب میں صرف تم کو خدا حافظ کہنے کو یہاں ٹھہری ہوئی ہوں۔ صرف ایک بات میری مان لو کہ رخصت ہوتے وقت کم از کم مجھ سے خوش ہو کر ہاتھ تو ملا لینا۔"

عرفی کو مسز گراہم کی چالاکی پر سخت تعجب ہو رہا تھا۔ کیوں کہ اب ان کو بھی باورچی خانہ کے باہر زیبا کے قدموں کی آہٹ محسوس ہو رہی تھی۔ اسی لمحے زیبا اندر داخل ہوئی اور مسز گراہم نے پھر عرفی کو مخاطب کر کے اداکاری شروع کر دی۔ "میں جاتے وقت تم کو ناراض نہیں کر سکتی پیارے! اچھا اب خوشی خوشی مجھے رخصت کر دو۔ تمھیں میں نے خدا کے سپرد کیا۔"

عرفی حیرت اور تعجب میں ڈوبے ہوئے صرف اتنا کہہ سکے: "خدا حافظ۔"
زیبا عرفی کو اس قدر بے تعلقی سے خدا حافظ کہنے پر جل ہی تو گئی اور ڈانٹ کر بولی۔

"کمبخت ظالم آدمی، تم فوراً اس سے ہاتھ ملاؤ۔"

اور عرفی نے بلا چون و چرا اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔ زیبا یہ تو جانتی تھی کہ یہ جرائم پیشہ اشخاص برے تو ہوتے ہی ہیں۔ مگر اس کو یہ اندازہ اس وقت ہوا کہ یہ لوگ کس قدر ظالم اور جابر ہوتے ہیں۔ ان کے سینوں میں بجائے دل کے پتھر کا ٹکڑا ہوتا ہے۔ اس نے نہایت نرمی سے مسز گراہم سے کہا: "آؤ میرے

ساتھ۔ اب تم کو اس کمینے سے ملنے کی ضرورت نہیں۔"
اب عرفی نے بھی زبان کھولی "زیبا! تمھارا بہت بہت شکریہ۔ تم نے صرف آج میرے ساتھ ایک مہربانی کی ہے کہ اس کو یہاں سے لے جارہی۔"
زیبا نے عرفی کی طرف صرف ایک نفرت کی نگاہ ڈالی اور حقارت سے منھ پھیر لیا۔ جاتے جاتے مسز گراہم نے زیبا سے بہت ہی رحم دلانہ لہجے میں کہا۔
"مس افغانی کیا میں آپ سے ایک چیز مانگ سکتی ہوں؟"
زیبا نے کمال مہربانی سے جواب دیا "ہاں ہاں! کہو تمھیں کیا چاہئے۔ تم بلا جھجھک مجھے بتادو۔"
دراصل زیبا اپنے اس سخت برتاؤ پر جو اس نے مسز گراہم سے روا رکھا تھا کچھ شرمندگی محسوس کر رہی تھی اور چاہتی تھی کہ مسز گراہم کے جانے سے پہلے اس سختی کی تلافی کردے۔ مسز گراہم نے اپنے میلے اسکرٹ کی طرف انگلی سے اشارہ کرکے کہا "میرے یہ کپڑے اب باہر جانے کے قابل نہیں ہیں۔ اگر آپ ..." یہ کہتے کہتے مسز گراہم رک گئی جیسے وہ کپڑوں کا سوال کرتے شرم محسوس کر رہی ہو۔
زیبا مسکرائی اور مسز گراہم کا سوال سمجھتے ہوئے بولی "تم میرے ساتھ میرے کمرے میں چلو۔ اب تم مجھ سے بالکل نہ ڈرو اور تم خود اپنے لئے کپڑے پسند کرلو۔ میں اس بدذات کی دیکھ بھال کے لئے غفران کو بھیجے دیتی ہوں۔"
عرفی نے حیرت سے زیبا کا جواب سنا اور پھر تو وہ بلا بولے نہ رہ سکے۔ زیبا! خدا کے لئے اس مکار عورت کی بالکل کوئی مدد نہ کرو اور نہ اپنے کپڑے ہی اس کو دو ورنہ سمجھ لو کہ اب کی مرتبہ یہ تمھاری شکل بنا کر تم کو ہی پھر دھوکہ دے گی۔ اور خاص کر اپنے نئے کپڑے اس کو دے کر بالکل ضائع نہ کرو۔ زیبا! ذرا عقل

سے کام لو۔"

زیبا نے دوبارہ مڑکر حقارت سے عرفی کی طرف دیکھا اور کہا "چپ رہو! ظالم شخص بس اپنے بستر پر چپ چاپ جاکر سو رہو۔ حالانکہ مجھے شک ہے کہ تمھاری کمینی آنکھوں میں شاید ہی کبھی سکون کی نیند آتی ہو گی۔"

چھبیسواں باب

اب رات کافی گذر چکی تھی۔ اور رات چونکہ اندھیری تھی۔ چاروں طرف سناٹے کا راج تھا۔ شبانہ میں بھی اس وقت تقریباً سب لوگ میٹھی نیند کے مزے لے رہے تھے۔ صرف عرفی اپنے کمرے میں پلنگ پر بیٹھے کچھ سوچ رہے تھے۔ انھوں نے ایک لمبی سانس لی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انھوں نے کچھ فیصلہ اپنے دل میں کر لیا ہے۔ وہ ایک یا دو بار کمرے میں ٹہلے بھی۔ انھوں نے گھنٹے کی ایک بجنے کی آواز کو بہت دلچسپی سے سنا۔ کچھ دیر پہلے وہ فیضی کو زیبا سے خدا حافظ کہتے سن چکے تھے اور ساتھ ہی غیر ارادی طور پر عرفی نے بھی لفظ خدا حافظ کو دہرایا تھا۔ دن بھر کی دوڑ دھوپ سے فیضی کچھ تھک سے گئے تھے کیوں کہ آج ان کو پولیس اسٹیشن جانا پڑا تھا۔ وہ انسپکٹر اشوک سے کافی دیر تک مشورہ اور بات چیت کرتے رہے تھے۔ انھوں نے عرفی کا پتہ بھی معلوم کرنے کی کوشش کی تھی مگر ان کی یہ کوشش بے سود ثابت ہوئی تھی۔ ان کو عرفی کا صحیح پتہ کسی طرح نہ معلوم ہو سکا تھا۔ آخر شام کو وہ نا امید ہو کر گھر لوٹ آئے تھے اور کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر جلدی سے اپنے بستر پر سونے چلے گئے تھے۔ عرفی نے سارے گھر کی طرف آج کان لگا رکھے تھے۔ انھوں نے زیبا کو آج گیلری میں تالا لگاتے بھی دیکھ لیا تھا اور کہیں سے ان کو مسٹر غفران کے خراٹوں کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی اور طارق کو تو کبھی کا زیبا نے اوپری منزل کے کمرے میں بھیج دیا تھا۔ آج ان کو یقین تھا

کہ زیبا بھی بے خبر سوئے گی کیوں کہ ایک تو وہ کل کی جاگی ہوئی تھی دوسرے فیضی کی گھر میں موجودگی نے اس کے دل میں اطمینان پیدا کر دیا تھا۔ اب عرفی اس مسئلہ پر غور کر رہے تھے کہ وہ کس طرح سے باہر نکلیں۔ سارے دروازوں پر تو زیبا نے تالے لگا رکھے تھے۔ اچانک عرفی کو لائبریری کی کھڑکیوں کا خیال آ گیا۔ ادھر سے کود کر باہر نکلا جا سکتا ہے۔ یقیناً زیبا نے کھڑکیوں میں تالا نہ لگایا ہوگا۔ ویسے بھی وہ آج سن چکے تھے کہ غفران کو رات میں لائبریری کے کمرے میں سلایا جائے گا۔ اس لئے بھی کھڑکیوں میں تالے کی امید نہ تھی۔ چاروں طرف سے اطمینان کر لینے کے بعد عرفی نے اپنے کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھولا۔ بات یہ تھی آج فیضی کی موجودگی کی وجہ سے زیبا عرفی کے کمرے سے بھی لاپرواہ ہو گئی تھی۔ ورنہ بھلا وہ ان کے کمرے کو مقفل کرنا کیسے بھول جاتی۔ دروازہ کھول کر عرفی کچھ دیر وہیں رکے رہے یہ اندازہ لگانے کے لئے کہ آواز سے کوئی جاگ تو نہیں گیا ہے۔ مگر چاروں طرف گہری خاموشی تھی۔ اب ڈیڑھ بج چکا تھا۔ عرفی کمرے سے نکل کر دبے قدموں چلتے باہر آئے۔ جوتے اتار کر انھوں نے اپنے اوورکوٹ کی جیبوں میں ٹھونس لئے جو کمرے سے نکلتے وقت انھوں نے پہن لئے تھے۔ پتلون بھی انھوں نے شام ہی سے پہن رکھا تھا۔ اس وقت ان کو صرف روپیوں کا خیال پریشان کئے ہوئے تھا مگر انھوں نے طے کر لیا تھا کہ کوٹھی سے باہر نکل جانا سب سے مقدم ہے۔ باہر نکلنے میں کامیاب ہو گئے تو کوئی نہ کوئی سبیل نکل ہی آئے گی۔ ان کے بہت سے ایسے دوست شہر میں موجود تھے جو ان کے ایک خط پر ہی انھیں روپئے بھیج دیں گے۔ یا وہ اگر بینک چلے جائیں گے تب بھی وہ فوراً روپئے نکال سکیں گے۔ اس کے بعد طارق کو تو وہ سمجھ ہی لیں گے۔ جہاں تک مسز گراہم کا سوال ہے ان کو امید تھی کہ وہ زیبا کی مہربانی سے کبھی کی آزاد ہو کر چلی جا چکی ہوگی۔ اب انھوں نے کمرے کی بتی بجھا دی اور پھر کان لگا کر سنا کہ کوئی جاگتا تو نہیں مگر انھیں

کسی کے جاگ اٹھنے کے آثار نظر نہ آئے۔ وہ اپنے کمرے سے نکل کر سیدھے لائبریری کے دروازے پر آئے اور اسے آہستہ سے دھکا دیا۔ خوش قسمتی سے دروازہ کھلا تھا۔ انھوں نے اپنی ننھی سی ٹارچ کی روشنی میں دیکھا کہ غفران بے خبر سو رہے تھے اور خوب خراٹے لے رہے تھے۔ جیسے ہی عرفی کمرے میں داخل ہوئے تو غفران نے کروٹ لی اور پھر بے خبر سو گئے۔ اب عرفی کے لئے سنہری موقع تھا۔ وہ کھڑکی کی طرف بڑھے ہی تھے کہ ان کو باہر کی طرف سے روشنی کا ایک دھبہ دکھائی دیا۔ ایک ہلکی سی آواز ہوئی۔ کھڑکی کا ایک شیشہ ٹوٹ گیا اور ایک ہاتھ نے باہر کی طرف سے بڑھ کر کھڑکی کی چٹخنی کھول لی۔ عرفی سانس روک کر ایک کونے میں کھڑے ہو گئے۔ انھوں نے کھڑکی سے ایک تاریک سایہ کمرے میں آتا دیکھا اور پھر خاموشی چھا گئی۔ ایک منٹ کے بعد پھر روشنی کا دھبہ نظر آیا۔ اب کی مرتبہ یہ دھبہ سیف پر پڑ رہا تھا۔ ایک لمحے کے لئے تو عرفی کے ذہن میں یہی خیال آیا کہ جلدی سے بڑھ کر اس آدمی کی گردن پکڑ لیں کیوں کہ وہ یہ سمجھ گئے تھے کہ سایہ چور کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ مگر دوسرے لمحے انھوں نے کچھ سوچ کر ارادہ بدل دیا اور دبے قدموں سے چلتے اس آدمی تک پہنچ گئے۔ اس کی گردن کے قریب اپنی ٹارچ رکھ کر بولے: "ہاتھ اوپر اٹھالو ورنہ یہ گولی تمھاری گردن کے پار ہو جائے گی۔" یہ لفظ انھوں نے بہت آہستہ آہستہ کہے تھے تاکہ غفران نہ جاگ جائیں۔ جیسے ہی عرفی نے ٹارچ اس آدمی کی گردن سے لگائی اس نے گھبرا کر اپنی ٹارچ بجھا دی اور گلے سے سہمی ہوئی آواز میں کہا: "حضور معاف کر دیجئے۔ گولی مت چلائیے۔"

عرفی نے اس کے منھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا: "بیوقوف آدمی چلاؤ مت آہستہ بولو۔ دیکھتے نہیں ہو کہ کمرے میں ایک آدمی سو رہا ہے۔ ہاں یہ بتاؤ کہ تمھارا پستول کہاں ہے؟"

"حضور بھلا ہم معمولی چور پستول کہاں اپنے ساتھ رکھتے ہیں؟"
"مگر پھر تم یہاں کیا کرنے آئے تھے؟"
"حضور! میں نے کہا نا کہ میں ایک معمولی چور ہوں کسی نے مجھے یہاں بھیج کر پھنسانے کی کوشش کی ہے۔"
عرفی نے اس کے ہاتھ سے ٹارچ چھین کر اس کی پوری روشنی اس کے چہرے پر ڈالی اور جلدی سے بولے "میں نے تم کو پہچان لیا ہے۔"
اس شخص نے گھبرا کر آنکھیں بند کر لیں۔
عرفی نے آہستہ سے کہا "تم وہی غفار ہو جو ایک بار اس لائبریری کی کھڑکیاں درست کرنے آئے تھے یعنی تم بظاہر بڑھئی کا پیشہ کرتے ہو۔"
اس شخص نے اقرار میں گردن ہلا کر جلدی سے کہا "لیکن آپ یہ کسی طرح نہ ثابت کر سکیں گے کہ میرے پاس پستول ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس کی آواز پھر ذرا اونچی ہو گئی۔
عرفی نے گھبرا کر غفران کی طرف دیکھا مگر وہ اب بھی بے خبر سو رہے تھے۔ انھوں نے پھر چور کی طرف رخ کر کے کہا۔
"تم پھر چلا رہے ہو۔ آہستہ بولو۔ ہاں کیا تم نے سیف کھول لیا ہے۔" یہ کہتے ہوئے عرفی نے سوچا کہ اس وقت ان کے لئے بھی روپے حاصل کرنے کا موقع نکل آیا ہے مگر غفار نے نہایت افسوس کے لہجے میں جواب دیا۔
"ضرور کھول لیتا اگر آپ اتنی جلدی نہ آجاتے۔ معلوم ہوتا ہے آج رات یوں ہی خالی جائے گی۔"
عرفی نے سر ہلا کر کہا "تم جلدی سے اس کو کھولو۔"
غفار کو اپنے کانوں پر اعتبار نہ آیا "کیا کہا آپ نے؟"

"میں نے کہا کہ اس کو جلدی کھولو۔ تم کو صرف سیف کے باہر جو تالا لگا ہے وہی کھولنا ہے۔ سیف کے تالے کا نمبر میں تم کو بتاتا ہوں۔ اس کو کھولتے ہی تم کو انعام بھی دوں گا اور آزادی بھی یعنی میں تم کو چھوڑ دوں گا۔ مگر احمق جلدی کرو۔"

غفار نے اپنا اطمینان کرنے کو مزید دریافت کیا۔ "کیا واقعی آپ ایسا ہی کریں گے۔" اس نے اندھیرے میں عرفی کے چہرے کو غور سے دیکھنے کی کوشش کی۔

"ہاں ہاں! یہ اس لئے کہ میرے اس تالے کی کنجی کھو گئی ہے۔ جلدی کرو وقت مت ضائع کرو۔ کیا تم بغیر روشنی کے کام کر سکو گے۔"

غفار نے مسکرا کر کہا۔ "ابھی زیادہ روشنی کی ضرورت تو اناڑیوں کو ہوتی ہے۔ صرف ایک مرتبہ بتی چمکا دیجئے۔ بس کام ہو گیا سمجھئے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے کوٹ کی جیب ٹٹول کر لوہے کی ایک پتلی سی سلاخ نکالی اور بہت پھرتی سے سیف کے باہری تالے میں گھمائی۔ دوسرے لمحے اس نے عرفی کے بتائے ہوئے نمبر ملا کر سیف کا اصلی تالا بھی کھول لیا۔ عرفی اس کی قابلیت کو حیرت اور تعریف کی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ آخر میں اس نے فاتحانہ انداز میں عرفی کی طرف مڑ کر کہا۔

"لیجئے اب آپ کا کام ہو گیا۔ لائیے میرا انعام۔"

عرفی نے اس سے کہا۔ "اب تم روشنی دکھاؤ۔"

مگر سیف میں روشنی پڑتے ہی عرفی حیران رہ گئے، کیوں کہ نہ تو سیف میں سرکاری رقم تھی، نہ ہی ان کی اپنی رقم۔ اس میں صرف دس دس کے چھ یا سات نوٹ پڑے تھے۔ اسی وقت عرفی نے سنا کہ اوپری منزل سے کوئی نیچے اتر رہا ہے۔ قدموں کی آواز بہت آہستہ تھی۔ عرفی نے غفار کی طرف مڑ کر جلدی سے کہا۔ "بھاگو، جلدی سے، کوئی آ رہا ہے۔ جلدی کرو ورنہ پکڑے جاؤ گے اور یہ بھی لیتے جاؤ۔" یہ کہہ کر

انھوں نے اس کے ہاتھ میں دس دس کے دو تین نوٹ تھما دیئے۔ پلک جھپکنے کے وقفے میں غفار کھڑکی کے باہر تھا۔ اس کے پیچھے ہی عرفی بھی کھڑکی کی طرف لپکے۔ اسی وقت غفران نے کروٹ بدل کر حلق سے آواز نکالی: "کون ہے؟"

عرفی کو حیرت ہوئی کہ غفران یہ کہتے ہی ایک چھلانگ میں عرفی تک پہنچ گئے۔ عرفی غفران کو کبھی اتنا پھرتیلا نہ سمجھتے تھے۔ مگر اس سے پہلے کہ غفران کا ہاتھ عرفی تک پہنچتا وہ کھڑکی سے نیچے کود چکے تھے۔ عرفی نے اپنے پیچھے ہی طارق کی بھی آواز سنی جو کہہ رہا تھا: "ٹھہر جاؤ!" اور ساتھ ہی ایک فائر کی آواز سے شبانہ کی ساری عمارت گونج اٹھی۔ ٹھیک اسی وقت عرفی کے قدم زمین پر پہنچ چکے تھے۔ پھر تو دھن دھن دو تین فائر ہو گئے۔ فائروں کی آواز کے ساتھ ہی ایک چیخ بھی سارے میں پھیل گئی۔

زیبا نے جیسے ہی فائر کی آواز سنی وہ اپنے پلنگ پر اچھل پڑی۔ جلدی سے ایک شال اپنے کندھوں پر لپیٹ کر وہ تیز بھاگتی ہوئی لائبریری میں پہنچ گئی۔ وہاں اس کی نظروں نے عجیب منظر دیکھا کہ بیچ کمرے میں طارق کھڑے ہیں اور ان کے قدموں پر غفران پڑے ہوئے ہیں۔ زیبا باوجود نہایت قوی اور بہادر دل رکھنے کے یہ منظر دیکھ کر کانپ گئی۔ مگر جلد ہی طارق بول اٹھے۔

"اس غریب شخص کو اپنی بہادری کی قیمت ادا کرنی پڑ گئی یعنی اس کے بعد سے پیر کی ایک انگلی قربان ہو گئی۔ آہ اس حادثہ پر میں اپنے آنسو نہیں روک سکتا۔

ستائیسواں باب

زیبا کو یہ رات بھی بہت مصروف رہ کر گذارنا پڑی۔ غفران بار بار بیہوش ہو جاتے تھے۔ زیبا نے پریشا ہو کر ڈاکٹر کو بلا لیا تھا۔ حالانکہ ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ ان کی حالت صرف ڈر کی وجہ سے خراب ہے۔ ویسے ان کو چوٹ بہت ہی خفیف آئی ہے۔ آپ اطمینان رکھیں تھوڑی دیر میں یہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔ میں نے بہت احتیاط سے ان کی چوٹ پر دوا لگا کر پٹی باندھ دی ہے۔" مگر غفران جب بھی آنکھ کھولتے "ارے ہائے میری انگلی" کہہ کر پھر بیہوش ہو جاتے۔ فیضی زیبا سے کہہ رہے تھے۔

"دراصل اس بیچارے طارق نے شاید اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ پستول ہاتھ میں پکڑا تھا اور وہ شاید یہ سمجھ بھی نہ سکا تھا کہ اس کی لبلبی دب جائے گی۔ بیچارہ طارق۔"

زیبا نے ناک سکوڑ کر جواب دیا۔ "بیچارے کا لفظ غفران کے لئے استعمال کرو۔ اس گنوار کے لئے بیچارہ مت کہو۔ نفرت کے قابل ہے یہ دہقانی۔"

دن چڑھے فیضی تو اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ طارق شاید شرمندگی محسوس کر رہے تھے اسی لئے بہت کم نظر آئے۔ زیبا پھر فیضی کے پاس پہنچی۔ اس رات والے حادثہ سے بیچاری کچھ زیادہ ہی پریشان ہو گئی تھی اسی لئے اس نے

فیضی سے کہا: "فیضی میرا تو ناک میں دم آگیا ہے۔ بہرحال تم یہ کرو کہ کچھ روپیہ بینک سے نکال لو ورنہ گھر کا کام کیسے چلے گا۔ میں عرفی کے روپے میں سے خرچ کرنا نہیں چاہتی کیوں کہ ان کی اجازت کے بغیر ایسا کرنا امانت میں خیانت ہوگی۔"

فیضی کو زیبا کی سچائی اس وقت بہت ہی بھلی لگی۔ انھوں نے زیبا کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور کہنے لگے: "تم فکر نہ کرو۔ میں تمھارے کہنے سے پہلے ہی یہ کام کر چکا ہوں۔ یہ لو تین سو روپے۔"

زیبا نے روپیہ اٹھا کر فکرمندانہ لہجہ میں کہا: "نہ معلوم عرفی کب واپس آئیں گے۔ ان کے تار سے تو یہی معلوم ہوا تھا کہ اب وہ جلدی ہی واپس آجائیں گے۔"

فیضی نے جلدی سے کہا: "وہ ضرور اب بہت جلد آجائیں گے۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ مسٹر غفران کا کیا حال ہے۔ غریب کو ذہنی طور پر ماؤف کر دیا ہے۔ ڈر بری بلا ہے۔"

زیبا نے سنجیدگی سے جواب دیا: "اس بچارہ کو چوٹ لگی ہے اور تم مذاق کرتے ہو۔ دراصل فوج میں رہ کر تم ذرا سخت دل ہو گئے ہو۔"

فیضی نے مسکرا کر کہا: "تم کو تو غفران کی انگلی کٹ جانے کا اتنا افسوس ہے جیسے خود تمھاری انگلی کٹ گئی ہو۔ خیر اسے چھوڑو۔ اس کمبخت ڈاکو یعنی ایکٹر کا کچھ بھی پتہ نہ مل سکا۔"

زیبا نے جواب دیا: "ہاں وہ تو بھوتوں کی طرح سب کی آنکھوں میں دھول جھونک کر فرار ہو گیا۔ کھڑکی کے نیچے نشانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی طرف سے کود کر بھاگا ہے مگر یہ معمہ میری سمجھ میں نہ آیا کہ غفران کے بیان کے مطابق اس کے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا۔ آخر وہ تھا کون؟ مگر سچ پوچھو تو میں اس کے چلے جانے سے بہت خوش ہوں۔"

فیضی نے تعجب سے زیبا کی طرف دیکھا اور سوال کیا: "تم خوش ہو۔ مگر کیوں؟"

"محض اس بچاری لڑکی کی وجہ سے۔ تم نہیں جانتے فیضی کہ اس کمبخت کے ہاتھوں اس غریب کو کس قدر اذیتیں پہنچ رہی تھیں۔ پھر بھی عورت کا دل دیکھو کہ مسز گراہم اب بھی اس کے جانے سے رنجیدہ ہو رہی ہے۔" یہ کہتے ہوئے زیبا کے چہرہ پر غم کے بادل چھا گئے۔

فیضی نے لاپرواہی سے کہا: "معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہایت پھرتی سے کھڑکی سے کود گیا۔ کیوں کہ میں بھی طارق کے بعد ہی کمپاؤنڈ میں پہنچ گیا تھا۔ اور سارا کمپاؤنڈ چھان مارا مگر اس کا کہیں نشان تک نہ ملا۔

زیبا نے برا سا منہ بنا کر کہا: "اب ہمیں اس کے بارے میں نہیں سوچنا چاہئے۔ بلکہ اس کو بھول ہی جائیں تو اچھا ہے۔ ہاں ایک بات سنو! طارق پر اس واقعہ کا عجیب اثر ہوا ہے وہ بالکل خاموش ہو کر رہ گیا ہے گویا اس حادثہ کا اس پر بہت اچھا اثر پڑا ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ اس جیسے جذباتی آدمی نے اس واقعہ کو اس خاموشی سے برداشت کیسے کر لیا۔ مجھ سے بار بار پوچھ رہا تھا کہ تم نے اس بات کی پولیس کو اطلاع دی یا نہیں۔ حالانکہ اس کو شاید معلوم نہیں کہ میں نے پولیس سے اس معاملہ کو پوشیدہ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ بات یہ ہے کہ تم جانتے ہی ہو کہ پولیس کو مطلع کرنے سے عرفی پر کس قدر برا اثر ہو گا۔ ہاں بس فکر مجھ کو غفران کی چوٹ کی تھی۔ مگر شکر ہے کہ آج وہ اپنے گھر جانا چاہتے ہیں اور اب ان کا یہاں رہنا ہے بھی بیکار۔"

فیضی خاموشی سے زیبا کی گفتگو سنتے رہے پھر یکایک انھوں نے زیبا سے پوچھا: "یہ تو بتاؤ کہ یہ تمھارے مسٹر طارق کب تشریف لے جا رہے ہیں؟"

زیبا نے سر ہلا کر جواب دیا: "یہی تو وہ مصیبت ہے کہ کسی طرح ٹلنے کا نام نہیں لیتی۔ وہ تو کہتا ہے کہ میں تمھارے لئے سال بھر انتظار کر سکتا ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کو کس طرح نکالوں۔ حالانکہ رات کے واقعہ کے بعد سے وہ مجھ سے ایک لفظ بھی

نہیں بولا ہے "۔

فیضی نے سر ہلا کر ایک لمبی سانس لی اور بولے "خیر یہی غنیمت ہے۔ اگر ایک مرتبہ بندوق چلانے سے اس کا دماغ درست ہو چلا ہے تو میں روزانہ دو تین فائر اس کے کان کے قریب کر دیا کروں گا۔"

اسی وقت طارق کمرے میں داخل ہوئے۔ انھوں نے فیضی کو بہت ادب سے جھک کر سلام کیا اور کہنے لگے۔

"آپ لوگ بیچاری چچی صاحبہ کی طرف سے بالکل بے خبر ہو گئے ہیں۔ ان سے اس وقت ہمدردی کرنی چاہیے کیوں کہ ایک عاشق کے چلے جانے کا عورت پر بہت اثر ہوتا ہے۔ مگر دیکھیے مجھے یہ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ چچا حامد نہیں بلکہ ایکٹر ڈاکو تھا۔ مجھے تو اس کے نام ہی سے خوف معلوم ہوتا ہے۔ مگر مجھے تعجب ہے اپنی زیبارانی پر کہ میں نے کبھی ان کو خوف محسوس کرتے نہیں دیکھا۔ شاباش ہے اس باہمت لڑکی کو لیکن آپ لوگ اب مجھے صاف صاف بتا دیجئے کہ چچا حامد اگر ایکٹر ڈاکو تھا تو پھر یہ چچی صاحبہ کون ہیں؟"

زیبا نے بلا جھجک جواب دیا "وہ میری ایک دوست ہیں۔ دراصل ان کو بھی یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ ایکٹر تھا۔ ان کی تو اس سے صرف دوستی تھی۔ ان کی کسی جگہ اس سے ملاقات ہو گئی تھی۔ اسی لیے وہ اس کے ساتھ مجھ سے ملنے چلی آئی تھی۔ طارق نے ساری سنگینی اپنے لہجے میں جمع کر کے کہا: "میں اپنے کو کبھی معاف نہیں کروں گا کیوں کہ میں نے غفران کے پیر کو زخمی کر کے اس شریف آدمی کو بہت تکلیف پہنچائی ہے۔"

فیضی جو اپنی ہنسی بہت دیر سے ضبط کیے ہوئے تھے قہقہہ لگا کر بولے "تم تو یار اتنا افسوس کر رہے ہو جیسے تم نے بجائے غفران کے پیر پر گولی مارنے کے اس کے دل پر گولی مار دی ہو۔"

طارق کو فیضی کی بے رحمی پر بہت تعجب ہوا۔ انھوں نے پھر غفران کی تعریف

کرتے ہوئے کہا: "نہیں صاحب اگر کسی اور کے چوٹ لگ جاتی تو مجھے اتنا افسوس نہ ہوتا۔ مگر غفران! وہ تو نہایت شریف اور نیک انسان ہے۔ اس کی چوٹ سے مجھے روحانی اذیت ہو رہی ہے۔"

زیبا نے بھی مسکراتے ہوئے گفتگو میں حصہ لیا۔ "دراصل مسٹر غفران کو اپنی لاپرواہی کی سزا ملی۔ ان کو اتنا بے خبر نہ سونا چاہیے تھا۔ آخر ان کی ڈیوٹی یہی تھی کہ وہ چوکنے رہیں۔ انھوں نے مجھ سے بڑے وثوق سے کہا تھا کہ وہ بہت ہوشیار نیند سونے والوں میں ہیں بلکہ سوتے میں بھی ان کے دماغ کی آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔ تب ہی تو میں اپنا رات کا گشت لگانا بھول گئی تھی اور ان کے بھروسے بے خبر سو گئی تھی۔"

زیبا نے آہٹ پر دروازے کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو غفران لنگڑاتے ہوئے بڑی مشکل سے چل کر اندر داخل ہو رہے تھے۔ زیبا فوراً ان کے پاس پہنچ گئی اور ان کا ایک شانہ پکڑ کر ان کو چلنے میں مدد کرنے لگی۔ زیبا کو مدد کرتے دیکھ کر نفیس بھی اٹھے اور انھوں نے دوسرا شانہ پکڑ لیا۔ دونوں نے بڑی احتیاط سے غفران کو کرسی پر لا کر بٹھایا۔ غفران برابر کراہ رہے تھے۔ چہرہ پیلا ہو رہا تھا۔ طارق نے بہت نرمی سے ان سے دریافت کیا: "کہیے غفران صاحب! اب آپ کی تکلیف میں کچھ کمی ہے؟"

غفران حتی الامکان اپنے چہرہ پر بشاشت پیدا کرتے ہوئے بولے: "ہاں آں! کچھ تو کمی ضرور ہے۔ دراصل جیسا کہ میں آپ سے پہلے بھی بتا چکا ہوں یعنی یہی کہ معمولی چوروں کو پکڑنے سے بڑا دماغی "شوک" پہنچتا ہے۔ بس مجھے رہ رہ کر اپنی انگلی کا افسوس ہو رہا ہے۔"

زیبا نے ان کو بہلانے اور خوش کرنے کو کہا: "خیر آپ کی انگلی گئی تو گئی مگر آپ کے بہادری کے کارناموں کو گویا سند مل گئی۔ آپ جب بھی اس زخمی انگلی کو دیکھیں گے

آپ کو یاد آجائے گا کہ ایک چور آپ کے ہاتھ آتے آتے بچ گیا تھا۔"

مگر طارق زیبا کے اس مذاق میں کبھی شریک نہ ہوئے۔ انھوں نے اپنا دبلا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لیا اور غمگین لہجے میں بولے "اس کا افسوس مجھے زندگی بھر رہے گا کہ مسٹر غفران آپ کی اس تکلیف کا ذمہ دار میں ہوں۔"

غفران طارق کو تسلی دینے لگے "نہیں نہیں طارق صاحب! آپ اس قدر افسردہ نہ ہوں۔ ایسے موقعوں پر ایسے حادثے ہو ہی جاتے ہیں۔ مجھے تو افسوس صرف اس بات کا ہے کہ کاش آپ کی گولی بھاگنے والے پر پڑ جاتی تب ہم لوگ کس قدر خوش ہوتے۔ یا پھر کم ازکم اس کا ساتھی ہی زخمی ہو جاتا۔"

زیبا نے جلدی سے غفران سے دریافت کیا: "تو آپ کو بالکل یقین ہے کہ آپ نے اس کے ساتھ ایک اور آدمی کو بھی دیکھا ہے۔"

"جی ہاں! مجھے خیال تو ہے کہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا بھی تھا۔ اب اس وقت یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا۔ یہ کہہ کر غفران بہت کوشش کرکے مسکرائے۔

فیضی اب تک پورا قصہ نہ سمجھ پائے تھے لہٰذا انھوں نے غفران سے پوچھا۔
"آپ مجھے ذرا تفصیل سے بتائیے کہ ہوا کیا تھا؟"

غفران نے ایک پرچہ اپنے کوٹ کی جیب سے ٹٹول کر نکالا اور مسکرا کر بولے "لیجئے صاحب! میں نے سارا واقعہ تفصیل سے لکھ لیا ہے۔ چاہیں تو آپ اس کو میرے بیان کے طور پر پولیس کو دیدیں۔ میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔" "میں اسی کمرے میں جس کو لائبریری کہتے ہیں اور جہاں سیف بھی رکھا ہے، رات کے وقت بے خبر سو رہا تھا۔ تقریباً دو بجے ہوں گے کہ میں جاگ گیا۔ کیونکہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں بے حد ہوشیار سونے والوں میں ہوں۔ ذرا سے کھٹکے نے مجھے جگا دیا اور میں نے دیکھا کہ سیف کے قریب ایک آدمی کھڑا ہے۔ میں اس کو

پکڑنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ طارق صاحب وہاں نہ جانے کہاں سے آگئے اور انھوں نے بلا سوچے سمجھے ایک فائر کر دیا۔ اگر ان کی گولی سے میرے پاؤں کی انگلی نہ زخمی ہو جاتی تو میں چور کو ضرور گرفتار کر لیتا۔"

جب غفران اپنا بیان پڑھ رہے تھے تو طارق پریشان صورت بنائے گردن جھکائے اور اپنی لمبی داڑھی سینے پر بکھرائے کمرے میں ٹہل رہے تھے۔ انھوں نے ایک مرتبہ بھی کمرے میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی طرف نہیں دیکھا۔ آخر غفران نے اپنا بیان ختم کر کے کاغذ بہت احتیاط سے تہ کیا اور اس کو جیب میں رکھتے ہوئے بولے۔ "یہ تو بتائیے کہ مجھے آج صبح سے چچا حامد نظر نہیں آئے۔ ہاں ایک بات تو میں آپ لوگوں سے بتانا بھول ہی گیا کہ وہ رات والا چور چچا حامد سے بہت مشابہ معلوم ہوا تھا۔ اتفاق ہی سمجھئے کیوں کہ ظاہر ہے کہ بیچارے چچا اس وقت وہاں کہاں رہے ہوں گے۔ مگر اس سے پہلے کہ میں اس کو غور سے دیکھتا وہ کمبخت کھڑکی سے کود چکا تھا۔"

زیبا نے جلدی سے معاملہ کو چھپاتے ہوئے جواب دیا: "ہاں ہاں! آپ کو چچا کا اس پر شبہ ہوا ہوگا۔ چچا بیچارے وہاں کہاں سے آجاتے۔ ضرور اس سلسلہ میں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ جی ہاں آپ کا یہ کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ چور ضرورت سے زیادہ پھرتیلا تھا۔ اتنی جلدی نظروں سے غائب ہو گیا کہ بعد میں فیضی اور طارق نے اس کو بہت تلاش کیا مگر ان دونوں کو اس کا نشان تک نہ ملا۔ صرف اس کے قدموں کے نشانات کھڑکی کے پاس پائے گئے۔"

غفران نے زیبا کی باتوں میں کچھ دلچسپی نہ لیتے ہوئے کہا: "دراصل جب میں گولی کھا کر گرا ہوں تو مجھے آنکھوں کے سامنے اپنی موت نظر آنے لگی تھی۔"

فیضی غفران کی بات کی تائید کرتے ہوئے بولے: "جی ہاں جی ہاں! موقع ہی

ایسا تھا۔ مگر مجھے تعجب صرف اس بات پر ہے کہ ان لوگوں نے سیف کھول لیا اور آپ کی نیند نہ ٹوٹی "۔

مگر مسٹر غفران کہاں چوکنے والے تھے۔ جلدی سے بولے : "جناب ہو سکتا ہے کہ چور نے مجھ کو بیہوشی کی دوا سنگھا دی ہو۔ چور اکثر یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں۔

فیضی مسکرا کر بولے : "اچھا تو پھر آپ نے پستول کی آواز بھی بیہوشی کے عالم میں سنی ہو گی "۔

زیبا کو فیضی کی یہ بات ذرا بری سی لگی کہ وہ اس وقت بھی جب کہ غفران کو واقعی چوٹ لگ چکی ہے اس کا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اٹھائیسواں باب

فیضی نے غفران سے بہت کہا کہ ان کی گاڑی پر آرام سے گھر چلے جائیں۔ کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ بلکہ خود ان کو گھر تک چھوڑ آنے کی پیش کش کی۔ مگر غفران کسی طرح نہ مانے۔ انھوں نے زیبا سے کہا کہ وہ ان کے لئے مریضوں کی گاڑی فون کرکے اسپتال سے منگائے۔ آخر زیبا کو ایسا ہی کرنا پڑا۔ گاڑی آجانے پر غفران نہایت شان سے مسکراتے ہوئے اسٹریچر پر لیٹ گئے۔ اور رخصت ہوتے وقت انھوں نے ہر ایک سے لیٹے لیٹے ہی ہاتھ ملایا۔ کہنے لگے "مجھے خوشی اس پر ہے کہ اتنی خطرناک چوٹ میرے اس وقت لگی جب کہ میں اپنی ڈیوٹی بجا رہا تھا بہر حال ڈیوٹی ڈیوٹی ہے" یہ کہہ کر انھوں نے سب کو خدا حافظ کہا۔

ان کے جانے کے بعد زیبا نے فیضی سے دریافت کیا "بچارے غفران نے میرا کام بھی بہت مستعدی سے کیا ہے اور غریب نے چوٹ بھی کھائی ہے۔ میں سوچتی ہوں ان کو ضرور اس کا معاوضہ دوں۔ تو بتاؤ ان کو کتنی رقم بھیج دوں۔ میرے خیال میں سو روپے کچھ کم ہیں"

فیضی نے مذاقیہ لہجہ میں جواب دیا "بس ان کی ایک ہی تو انگلی زخمی ہوئی ہے۔ میرے خیال میں پہلے سو ہی بھیج کر دیکھو۔ بہت ہیں۔ اگر وہ اور زیادہ کے لئے کہیں تو اور دے دینا"

زیبا نے ایک خط شکریہ کا غفران کے نام لکھا اور سو روپئے کا نوٹ بھی اس میں رکھ دیا اور چوکیدار کو آواز دی۔ چوکیدار اور خانساماں صبح ہی پہنچ گئے تھے اور بضد تھے کہ کام شروع کر دیں۔ مگر زیبا کا خیال تھا کہ کم از کم ایک دن اور ان دونوں کو گھر کے معاملات سے الگ تھلگ رکھے کیوں کہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ٹوٹے ہوئے سیف پر ان کی نظر پڑے یا رات کے ہنگامے کا انھیں علم ہو۔ اس کو ہر وقت خیال رہتا تھا کہ نوکر ضرور دوسرے نوکروں سے بات کر کے گھر کی باتیں دوسرے لوگوں کے کانوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ مگر خانساماں نے بہت ضد کی اور کہا "بٹیا اتنے ہی دن آپ نے ہم لوگوں کے نہ ہونے سے کافی تکلیف اٹھائی ہوگی۔ اب آپ ضد نہ کیجئے اور مجھے کام کرنے دیجئے۔ ورنہ صاحب آکر مجھ پر خفا ہوں گے۔" زیبا کو بھی آخر خاموش ہونا پڑا۔

مسز گراہم نے جب یہ سنا کہ غفران کا صرف پیر زخمی ہوا ہے زیادہ چوٹ نہیں آئی تو وہ بہت خوش ہوئی کیوں کہ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ معاملہ زیادہ سنجیدہ صورت اختیار کر گیا تو ضرور پولیس آجائے گی اور پھر کہیں کسی پولیس والے کی نظر اس پر پڑ گئی تو غضب ہو جائے گا اور وہ ضرور گرفتار کر لی جائے گی۔ اسی لئے وہ صبح سے نیچے نہیں اتری تھی۔ ذرا سی آواز پر وہ چونک پڑتی تھی۔ ایک مرتبہ زیبا کسی ضرورت سے اس کے کمرے میں گئی تو وہ بہت تیزی سے دوڑ کر غسل خانہ میں چھپ گئی بلکہ زیبا کو اس کی اس حرکت پر بہت تعجب ہوا۔ مسز گراہم کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ وہ بوکھلائی ہوئی تھی۔ زیبا نے سوچا کہ شاید اس پر ساتھی کے چلے جانے کا اثر ہے۔ اسی خیال نے زیبا کی ہمدردی کو جو اس درمیان میں اس کو مسز گراہم سے ہوگئی تھی اور بھی گہرا کر دیا۔

زیبا کو آج صبح کی ڈاک سے ایک خط قادر صاحب کا بھی ملا تھا۔ اس میں

انھوں نے لکھا تھا۔

"پیاری بیٹی زیبا ! دعائیں۔

مجھے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہے کہ تم عرفی کے گھر بہت خوش ہو اور مطمئن بھی ہو۔ اور خاص کر یہ معلوم کر کے تو مجھے ازحد مسرت ہے کہ عرفی تمھارا بہت خیال رکھتے ہیں۔ اب میرا ارادہ ہے کہ تمھارا زیور اور بیس ہزار روپیہ جو میرے پاس بینک میں محفوظ ہے تمھارے پاس روانہ کر دوں تاکہ اس کو تم وہیں عرفی سے کہہ کر بینک میں رکھ دو۔ بات یہ ہے بیٹی کہ تمھاری اس امانت سے میں ہر وقت اپنے کو بندھا ہوا محسوس کرتا ہوں اور پھر روپے کی شاید تمھیں کسی وقت ضرورت بھی پڑ جائے۔ عرفی بہت سمجھدار انسان ہیں۔ تو جیسی تم لوگوں کی رائے ہو مجھے بواپسی ڈاک مطلع کرو۔ میں ضرور تم سے اور عرفی سے کسی وقت ملنے آؤں گا بلکہ میری رائے یہ ہے کہ تم اور عرفی کسی چھٹی میں میرے پاس ہی آجاؤ۔ میرا گھر تمھارے جانے کے بعد بالکل سونا ہو گیا ہے۔ گھر کے نوکر تک تم کو بہت یاد کرتے ہیں۔ تو دیکھو ضرور آؤ۔ میرا یہ خط عرفی کو بھی دکھا دینا۔ ہاں ایک بات اور یاد آئی کہ سنا ہے باقر کا وہ سنکی لڑکا بڑا مولوی ہو گیا ہے وہ شاید یہاں آنے والا ہی ہے۔ باقر تم کو بہت پیار لکھاتے ہیں اور بہت زیادہ یاد کرتے ہیں۔ ہم دونوں اچھے ہیں اور تم لوگوں کے لئے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ تم سب کو ہم لوگوں کی طرف سے دعائیں پہنچیں۔ اپنی خیریت ضرور لکھتی رہا کرو۔

دعاگو۔ تمھارا چچا "

زیبا خط پڑھ کر ختم ہی کرنے والی تھی کہ مسز گراہم یوں ہی بلا قصد کمرے میں داخل ہوئی۔ اس وقت طارق آتشدان کے پاس بیٹھے خیالات میں غرق تھے۔ انھیں شاید مسز گراہم کے آنے کی خبر بھی نہیں ہوئی۔ فیضی دوسرے کمرے میں بیٹھے کئی تار کے فارم لکھنے میں مشغول تھے۔ انھوں نے کئی تار عرفی کے نام لکھ کر دلی کے تمام بڑے ہوٹلوں کے پتہ پر تیار کئے تھے اور ان کو لکھا تھا کہ وہ جتنی جلد ہوسکے واپس آجائیں۔ ان کی موجودگی کی گھر پر اس وقت سخت ضرورت ہے۔

زیبا نے خط بند کر کے میز پر رکھ دیا اور مسکراتے ہوئے مسز گراہم سے بولی: "کہئے محترمہ آپ کا مزاج کیسا ہے؟ اور ہاں طارق تم اس قدر خاموش بیٹھے ہو۔ ذرا مجی سے باتیں ہی کرو تو ان کا بھی دل بہلے۔ میں اس وقت ضروری کاموں میں لگی ہوئی ہوں۔ دیکھو میں ابھی آکر تم کو قادر چچا کا خط بھی سنا دوں گی۔ یہ خط آج ہی آیا ہے۔

طارق اپنے خیالات میں چونک پڑے اور مسز گراہم سے بولے: "اوہ ہاں ہاں ضرور ضرور بیٹھئے بیٹھئے مجی صاحبہ۔ ایک بات بتائیے کہ میرے فائر کی آواز نے ضرور آپ کی بھی نیند خراب کی ہوگی۔ اس کے لئے میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔

مسز گراہم نے جواب دیا: "نہیں نہیں کوئی بات نہیں۔ دراصل اس وقت میں اپنے خیالات میں کھوئی ہوئی ہوں۔ مجھے حامد کے چلے جانے کا رہ رہ کر خیال آرہا ہے۔ نہ معلوم کہاں چلے گئے۔"

زیبا کی ہمدردی پھر عود کر آئی۔ اس نے بہت مہربان نظروں سے اس کی طرف دیکھا جو کہہ رہی تھی: "مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ اس قدر خاموشی سے نہ صرف گھر سے بلکہ مجھ سے جدا ہو جائیں گے۔"

حالانکہ طارق اور لوگوں کی طرح یہ سمجھ گئے تھے کہ چچا حامد دراصل ایکٹر تھا مگر

نھوں نے یہ بات مسز گراہم پر ظاہر نہیں کی۔ مگر تعجب کی یہ بات ہوئی کہ طارق نے
یا کے تذکرے میں کوئی دلچسپی نہیں لی۔ ایسا لگتا تھا کہ ان کا دماغ کسی اور طرف
لجھا ہوا ہے۔ انھوں نے خالی خالی آنکھوں سے مسز گراہم کی طرف دیکھا اور
ہے "ظاہر ہے۔ ظاہر ہے۔ واقعی آپ پر اس کا جتنا بھی اثر ہو کم ہے۔ آپکے
ہرے ہی سے غم ظاہر ہو رہا ہے۔"

مسز گراہم نے بغور طارق کی طرف دیکھ کر جواب دیا "تم صرف غم کو کہہ
رہے ہو۔ میرے سامنے وہ منظر تک گھوم رہا ہے جب اس شخص کی خاطر میں نے
پنے چاہنے والے والدین تک کو چھوڑ دیا تھا۔" یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں
یں آنسو چھلکنے لگے۔

زیبا نے جلدی سے اس کو تسلی دیتے ہوئے کہا "خیر! دیکھو انسان کو
چاہئے کہ گذری ہوئی باتوں کو بھلانے کی کوشش کرے۔

طارق نے بات کو مختصر کرتے ہوئے کہا "تو آپ یہاں سے اپنے والدین
کے پاس جائیں گی؟"

"ہاں! اب میرے لئے چارہ ہی کیا ہے۔ میں سوچتی ہوں کہ کچھ دن بعد
اس زندگی کو اس طرح یاد کروں گی جس طرح کوئی اپنے کسی بھیانک خواب کو یاد
کرتا ہے۔ مگر میں اس شخص کو کبھی نہیں بھلا سکتی جس نے میری شریفانہ زندگی پر
ایک نہ مٹنے والا سیاہ داغ ڈال دیا ہے۔"

زیبا نے اس ناگوار قصہ کی طرف سے مسز گراہم کا دھیان ہٹانے کے لئے
اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے دریافت کیا "تو پھر تم آگرے جاؤ گی نا؟" یہ کہتے ہوئے
زیبا بغیر مسز گراہم کا جواب سنے کمرے سے باہر چلی گئی۔ کمرے سے باہر نکلتے وقت اس نے
دروازہ بند کر دیا۔ جیسے ہی زیبا کے قدموں کی آواز دروازے سے دور ہوتی معلوم ہوئی۔

طارق اپنی کرسی سے اچھل کر کھڑے ہوگئے اور مسز گراہم کو تیز اور غصہ کی نظروں سے گھور کر دیکھا اور گرج کر بولے "سچ سچ بتاؤ کہ تم نے سیف سے روپیہ نکال کر کہاں رکھ دیا ہے"۔ اس وقت طارق کا چہرہ بالکل بدلا ہوا تھا۔ وہ اس وقت بالکل مختلف شخصیت نظر آرہے تھے۔ ان کے چہرہ پر جو بیوقوفی چھائی رہتی تھی وہ کافور ہو چکی تھی۔ ان کی آنکھوں میں ایک خاص چمک تھی۔

مسز گراہم نے طارق کی بات کا جواب دینے سے پہلے ایک نظر دروازے کی طرف دیکھا پھر گھوم کر اپنی کرسی کے پیچھے دیکھا۔ جب اس کو ہر طرح اطمینان ہوگیا کہ کمرہ بالکل خالی ہے۔ اس نے نہایت غصہ کے لہجہ میں جواب دیا "تم خوب جانتے ہو کہ روپیہ کہاں رکھا ہے۔ خیر اس کو چھوڑیئے۔ اب آپ مجھ سے ذرا ٹھیک سے بات کیجئے یعنی معاملہ کی بات"۔ یہ کہتے ہوئے مسز گراہم اپنی کرسی سے کھڑی ہوگئی اور کولھوں پر ہاتھ رکھ کر ٹھیک طارق کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ "میں تم کو خوب جانتی ہوں۔ مجھے تم کو اس حلیہ میں دیکھ کر ذرا بھی تعجب نہیں ہوا۔ ارے تم! تم تو ایک مکھی کے بھیس میں بھی اس کمرے میں داخل ہوسکتے ہو۔ بہرحال تم کچھ بھی کر سکتے ہو مگر اتنا کبھی مت بھولنا کہ مجھے دھوکہ کسی طرح نہیں دے سکتے ہو۔ چالاک انسان! میرے اوپر تمہاری چالاکی کا کچھ بھی اثر نہیں ہوسکتا ہے۔ دھوکہ باز! تم نے ہی سیف سے روپیہ نکالا ہے۔ تمہارے ہی قبضہ میں اس وقت روپیہ ہے اور تم اتنے چالاک ہو کہ تم نے پہلے سیف کھول کر روپیہ لے لیا پھر کچھ روپیہ دے کر اس غریب کو تم نے کھڑکی سے کود جانے پر مجبور کیا یا جان بوجھ کر اس کو بھاگ جانے کا موقع دے دیا۔ میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ اس کے دوسرے ساتھی تم ہی تھے"۔

مسز گراہم کا مخاطب غصہ سے گرج کر بولا "مکار، جھوٹی تم جھوٹ بولتی ہو۔ میں اس وقت یہاں پہنچا تھا جب تم روپیہ لے چکی تھی۔ تم نے روپیہ لے کر اس کو بھاگنے میں مدد دی ہے۔ پہلے میرا ارادہ فائر کرنے کا نہیں تھا۔ میں نے تو جب اس کو بھاگتے دیکھا تو اسے روکنے کے لئے فائر کیا تھا"۔

مسز گراہم نے بھی غصہ سے اپنے سفید چمکدار دانت چباتے ہوئے جواب دیا "بدمعاش! تو تمہارا یہ مطلب ہے کہ روپیہ اب بھی میرے قبضہ میں ہے یعنی میری جیبوں میں موجود ہے"!

"بالکل بالکل! مجھے یقین اور کھرا یقین ہے"!

"کمینے کتے! میں تو خیر کیا مگر میرا شوہر تم سے اس چالاکی کا بدلہ لے گا۔ میں صاف صاف لفظوں میں تم سے کہہ رہی ہوں کہ روپیہ تم نے لیا ہے اور جب تم نے دیکھا کہ کھٹکے کی آہٹ پر وہ کمرے میں آیا تو تم نے گھبرا کر اس پر ایک فائر جھونک مارا۔ آخر یہ تو بتاؤ کہ رات کے دو بجے تم اس طرح تیار ہو کر نیچے کیوں اترے تھے۔ یہی نا کہ تمہاری اسکیم یہ تھی کہ روپیہ لے کر اور مجھے اس گھر میں پھنسا ہوا چھوڑ کر تم صاف نکل جاؤ۔ کیوں بدذات! کیا میں نے تمہارے لئے اسی لئے محنت کی تھی اور اپنے کئی کئی گھنٹے اس بیوقوف انسان سے دوستی کرنے میں صرف کئے تھے۔ کیا میں نے تم کو زیبا سے طارق کے عشق کی کہانی اس سے پوچھ کر نہیں بتائی تھی۔ کیا میں نے ہی میدان تمہارے لئے ہموار نہیں کیا تھا۔ تم کو صرف اتنا ہی تو کرنا رہ گیا تھا گھر میں آ کر روپیہ نکال لے جاؤ۔ سارے معاملات پر مجھے ہی محنت کرنی پڑی تھی۔ سارے خطرے میں نے ہی جھیلے تھے۔ اور اب تم یہ چاہتے ہو کہ جل دے جاؤ۔ مگر کمینے تم تم ایسا کبھی نہ کر سکو گے یاد رکھو"!

مسٹر گراہم نے اپنے دوست کے لئے اب کچھ کہنے کو نہ چھوڑا تھا پھر بھی اس نے جواب دیا۔

"سیف میں پندرہ ہزار روپے تھے اور اس میں سے مجھے صرف چالیس روپے ملے ہیں جو شاید میرے ہوٹل میں ٹھہرنے کا ایک وقت کا بل بھی نہ ادا کر سکیں۔ دوسری بات یہ کہ اب مجھے فوراً چلا جانا چاہئے کیوں کہ اب افغانی رات تک ضرور واپس آ جائے گا"!

مسز گراہم پھر غرائی "پندرہ ہزار روپئے! اور تم نے مجھ کو صرف دو یا تین ہزار بتایا تھا تاکہ مجھے صرف ایک ہزار پر ٹال سکو۔ دھوکہ باز تمہارے لئے چالیس روپئے بھی بہت ہیں۔ مجھے تو اب تک ایک پائی بھی نہیں ملی ہے۔ ہاں یہ لڑکی ضرور مجھے کچھ دے گی"!

طارق نے بے خیالی یا شاید جوش میں آکر کہا: "اوہ! تو میں کیا تم کو یہ بتا چکا تھا کہ سیف میں دو ہزار روپے ہیں؟ مجھے یہ بات یاد بھی نہیں تھی۔"

"ہاں ہاں زہریلے سانپ! تم ضرور روپے کی بابت بھول گئے ہوگے۔ بہر حال اب میں نے بھی اپنا انتظام کر لیا ہے۔ یعنی یہ لڑکی مجھے اتنا روپیہ ضرور دے گی کہ میرے اس وقت کے اخراجات کے لئے کافی ہوگا۔" یہ کہہ کر مسز گراہم کمرے میں ٹہلنے لگی اور بار بار اس کے منہ سے گالیاں نکل رہی تھیں۔ اس نے پھر مسٹر طارق کی طرف دیکھا اور دانت پیستے ہوئے بولی: "ایکٹر چالاک مرد! مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ تمہیں کہانیاں گھڑنی بھی خوب آتی ہیں۔ اگر میں عمر میں کچھ کم ہوتی تو یقیناً تمہاری جھوٹی باتوں سے کبھی کا دھوکا کھا گئی ہوتی۔ مگر اب تمہارے سامنے کوئی چارہ نہیں سوائے اس کے کہ مجھ سے معافی مانگو اور اقرار کر لو کہ تم ہی نے روپیہ لیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی وعدہ کرو کہ اس میں سے آدھی رقم مجھے دو گے۔ اگر تم میرے کہنے پر عمل نہ کرو گے تو خدا حافظ۔ نتیجہ کے تم خود ذمہ دار ہوگے۔ پھر مجھ سے شکایت مت کرنا۔"

اس کے مخاطب نے بھی اسی کے لہجہ میں جواب دیا: "دیکھو تمہارا بھلا اسی میں ہے کہ روپیہ مجھ کو دیدو اور ہم اس کو آپس میں بانٹ لیں اور جھگڑا نہ کریں۔"

مسز گراہم زچ ہو کر بولی: "ارے بیوقوف! تمہاری سمجھ میں اتنی بات نہیں آتی کہ اگر سارا روپیہ میرے قبضہ میں آگیا ہوتا تو میں اس قید خانہ میں کھانا پکاتی رہتی یقین کرو کہ روپیہ ملنے کے بعد تمہیں میری گرد بھی یہاں دکھائی نہ دیتی۔"

اب اس کے ساتھی کو بھی کچھ یقین آچلا تھا۔ اسی لئے اس نے اپنے لہجے کو ذرا نرم کر کے کہا: "ہاں یہ کہنا تو تمہارا ٹھیک ہے۔ تب ہم دونوں کو سوچنا چاہئے کہ کس نے سیف کو کھولا۔ اس کا تو مجھے یقین ہے کہ افغانی نے روپیہ نہیں نکالا۔ کیوں کہ اسے یہ لڑکی سیف کے پاس آنے بھی نہ دیتی تھی۔"

مسز گراہم کا غصہ پھر بھڑک اٹھا۔ ارے مجھ سے مت اڑو۔ تم ہی نے روپیہ نکالا

ہے۔ مجھے پکا یقین ہے۔"

اس پر مرد نے اس کو ایک گندی سی گالی دی "کمینی کتیا! میں تجھ کہے جا رہا ہوں کہ روپیہ میں نے نہیں نکالا۔ کیوں بک بک کئے جا رہی ہے۔"

اتنے ہی میں قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ دونوں نے بغیر دروازے کی طرف دیکھے سمجھ لیا کہ زیبا آ رہی ہے۔ دراصل زیبا وہ لفافہ جو اس نے غفران کے لئے لکھا تھا اور جس میں ایک سو روپئے کا نوٹ تھا خط لکھنے والے پیڈ کے نیچے رکھ کر بھول گئی تھی اس وقت وہ جلدی سے وہی لفافہ لینے آئی تھی۔ ان دونوں کو اس طرح باتوں میں مشغول دیکھ کر زیبا مسکرا دی۔ مسز گراہم اور اس کا ساتھی اپنی باتوں میں ایسے محو ہو گئے تھے کہ انھوں نے وہ لفافہ نہ دیکھا۔ ورنہ شاید زیبا کو یہ لفافہ کبھی نہ ملتا۔ بہر حال مسز گراہم نے زیبا کے قدموں کی آواز پر ہی اپنی اداکاری فوراً شروع کر دی تھی۔ وہ اپنے دوست سے کہہ رہی تھی۔

" مسٹر طارق! مجھے اپنے والدین کے گھر بڑا آرام تھا۔ وہ مجھے اتنا پیار کرتے تھے کہ میں تمھیں بتا نہیں سکتی۔

زیبا نے جلدی سے لفافہ میز پر سے اٹھایا اور کمرے سے جاتے جاتے مسکرا کر کہا۔

"آج تو تم دونوں میں بہت باتیں ہو رہی

اور جونہی زیبا کمرے کا دروازہ بند کر کے واپس چلی گئی مرد نے پھر اپنی اصلی آواز میں کہنا شروع کیا: "او عورت! دیکھو یہ تو ظاہر ہے کہ اس معاملہ میں ہم دونوں بالکل بیوقوف بن گئے۔ روپیہ ہم دونوں میں سے کسی نے نہیں لیا۔ چاہے وہ افغانی نے نکالا۔ یا اور کسی نے۔ بہر حال ہمیں نہیں ملا۔ اب صاف کرنے والی بات یہ رہ جاتی ہے کہ تم یہاں کیوں آئی تھیں۔"

مسز گراہم نے برجستہ جواب دیا: "میں یہاں اس لئے آئی تھی کہ مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ تم مجھے دھوکہ دے کر اکیلے ہی اس مرتبہ رقم ہضم کرنا چاہتے ہو۔ میں تمھیں خوب جانتی ہوں اکیلے تمھاری دھوکہ دینے والی عادت اب تمھارے ساتھیوں کو خوب معلوم ہو چکی ہے۔"

مرد کچھ جھنجھلائی ہوئی سی ہنسی ہنسا اور بولا "مگر یہ بھی خوب سمجھ لو کہ میں اپنی اس دھوکہ دینے والی عادت کو جاری رکھوں گا۔ خیر چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ اب یہ افغانی کہاں گیا ہے۔ کیا تمھیں اس نے بتایا تھا؟"

"نہیں! جانے سے پہلے اس سے میری لڑائی ہو گئی تھی۔ وہ میری اصلیت سے بھی واقف ہو گیا تھا اور تمھارا یہ خیال بھی بالکل درست ہے کہ اب وہ بہت جلد واپس آئے گا۔ اس کو اب ہمارے پھانسنے کی فکر ہو گی نا۔"

"لیکن وہ اکیلے تو کسی طرح سیف نہیں کھول سکتا تھا کیوں کہ اس میں ایک اور تالا بھی لگا ہوا تھا۔ اسی لئے تو میرا شبہ تم پر ہے کیوں کہ تمھارا شوہر تالا توڑنے میں بہت ماہر ہے۔"

اب پھر مسز گراہم کو غصہ آ گیا "بیوقوف! بیکار کی بحث کر کے اپنا اور میرا وقت مت برباد کرو۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اپنے راز میں افغانی کو بھی شریک کر سکتی تھی؟"

مرد کو بھی غصہ آ گیا "تو گدھی! کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ میں اس کو اپنے راز میں شریک کر لیتا۔ بھلا میں ایسا کرتا۔ مگر تم نے اس کو گھر آنے ہی کیوں دیا؟"

مسز گراہم نے نفرت سے اس کی طرف دیکھا "تو کیا میں نے جان کر اس کو گھر آنے دیا تھا۔ میں تو تم سے اور روپئے سے قریب رہنے کے لئے اس جگہ تک آئی تھی۔ مجھے گھر میں داخل ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ بھی واپس آ گیا ہے۔ ذرا عقل کے ناخن لو مسٹر!"

مرد نے بے چینی سے کرسی پر پہلو بدلا اور سوچا کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا لہٰذا ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا "بہرحال اب تو ہم دونوں ہی پھنس گئے ہیں۔ ہم دونوں کو ہی اس مصیبت کا سامنا کرنا ہو گا۔ تمھیں تمھارا آدھا حصہ اس مصیبت میں بھی تو ملنا چاہیے۔"

مسز گراہم نے معاملہ کو آسان بنانے کے لئے جواب دیا "خیر چھوڑو۔ کرو یہ کہ تم کو جو روپیہ سیف میں سے ملا ہے تم اس میں سے آدھا مجھے دیدو اور یہ لڑکی جب مجھے روپیہ دے گی اس میں سے آدھا میں تمھیں دیدوں گی۔ اس طرح ہم دونوں کا کام فی الحال چل جائے گا۔"

انتیسواں باب

جس وقت مسز گراہم اور اس کا ساتھی آپس میں معاملات طے کر رہے تھے چوکیدار زیبا کو تلاش کرتا ہوا ملاقات کے کمرے میں داخل ہوا مگر اس کو وہاں نہ پا کر الٹے قدموں دوسرے کمرے کی طرف چل دیا۔ زیبا چوکیدار کو عرفی کے کمرے سے نکلتی ہوئی نظر آئی تو چوکیدار نے اس کو روک کر کہا "مس صاحبہ! باہر ایک مولوی صاحب کھڑے ہیں اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

زیبا نے حیرت سے چوکیدار کی طرف دیکھا "ایک مولوی صاحب! اور وہ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں!"

"جی حضور! ان کے لمبی سی داڑھی ہے اور وہ کپڑے بھی مولویوں کی طرح پہنے ہیں۔ لگتے تو وہ مولوی ہی ہیں۔"

زیبا نے سمجھا کہ ہو سکتا ہے یہ پاگل طارق کی کارستانی ہو۔ اس نے شادی کی باتیں طے کرنے کے لئے کسی مولوی کو بلایا ہو۔ اس کو بہت ہی غصہ آیا۔ اس نے چوکیدار کو اس وقت ٹالنے کے لئے کہا "جاؤ ان کا نام پوچھو اور معلوم کرو کہ ان کو کس نے بلایا ہے۔"

چوکیدار ایک منٹ کے بعد ہی واپس آیا۔ اور جواب لایا "مس صاحبہ! وہ تو یہ چلے آرہے ہیں۔ وہ تو کہتے ہیں کہ دور سے آپ ہی سے ملنے آئے ہیں۔ اپنا نام طارق بتاتے ہیں۔"

زیبا کو جیسے بجلی کا تار چھو گیا جس میں کرنٹ دوڑ رہا تھا۔ وہ جہاں تھی وہیں کھڑی رہ گئی اور قدموں کی آہٹ پر اس نے نظر اٹھا کر آنے والے کو دیکھا اور غیر ارادی طور پر اس کے منہ سے نکلا "کیا کہا طارق؟" اور پھر طارق واقعی وہی طارق جو اس کے بچپن کا ساتھی تھا ایک مولوی

کے لباس اور شکل میں اس کے سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا جیسے ہی آنے والے کی نظر زیبا پر پڑی وہ ہاتھ بڑھا کر زیبا کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔

" اوہ بہن زیبا! آہ کتنے دنوں کے بعد تمھیں دیکھا ہے۔ میں ادھر سے گذر رہا تھا تو میں نے سوچا ضرور تم سے بھی ملتا چلوں۔ بات یہ ہے کہ میں ابا سے ملنے دہرہ دون گیا تھا۔ وہیں مجھے قادر چچا کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ تم یہاں آگئی ہو۔ سنو زیبا! میں تم سے لڑکر سیدھا دیوبند چلا گیا تھا اور وہاں جاکر میں نے باقاعدہ مدرسہ میں داخلہ لے لیا تھا۔ وہاں کی مذہبی تعلیم نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ اب میں نے طے کر لیا ہے کہ اپنی زندگی مذہبی تبلیغ کے لئے وقف کر دوں گا۔ اسی لئے مدرسہ والے مجھ کو بمبئی اور سورت بھیج رہے ہیں۔ اور کیا! تب ہی تو میں راستہ میں تم سے ملنے آگیا۔ تو کبھئی! تم تو کہو کیا حال حال ہیں۔ تم تو بہت ہی سنجیدہ ہو گئی ہو۔"

متحیر زیبا نہایت غور سے صرف طارق کو دیکھے جا رہی تھی۔ طارق اپنا حال سنا رہے تھے۔ اور زیبا کے خیالات نہ جانے کہاں بھٹک رہے تھے۔ آخر وہ اپنے خیالات سے چونکی۔

"اوہ طارق! تم محسوس بھی نہیں کر سکتے کہ مجھے تم کو اس وقت دیکھ کر کتنی خوشی ہو رہی ہے۔"

اور پھر اس کے خیالات بھٹک گئے۔ اگر یہ اصلی طارق ہے تو پھر وہ کون ہے۔ ایک دم سارا راز اس کی سمجھ میں آگیا۔ طارق نے جب دیکھا کہ زیبا اس سے صرف ایک جملہ کہہ کر پھر خیالات میں غرق ہو گئی تو کسی قدر تعجب سے اس نے کہا "زیبا تم کیا سوچے جا رہی ہو۔ زیبا! اس عرصہ میں کئی دفعہ میرا دل بے اختیار چاہا کہ تم سے آکر ملوں۔ مگر پڑھائی سے فرصت نہ مل سکی۔ میں دراصل تم سے اپنی پچھلی باتوں کی معافی مانگنے آیا ہوں۔ میں نے سوچا کہ میں تم کو بہن کہہ کر تم سے اپنی پچھلی باتوں کے لئے معافی مانگوں گا تو تم مجھے ضرور معاف کر دو گی۔"

زیبا نے اب کچھ اپنے کو سنبھال لیا تھا مسکرا کر بولی "طارق وہ تو ہمارا بچپنا تھا۔ اب تم اور میں دونوں سمجھدار ہیں۔ پچھلی باتوں کو اب یاد کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں، طارق

میں تمھاری قرضدار بھی تو ہوں۔"

طارق نے جلدی سے جواب دیا۔" لو اس روپیہ کی کہانی تو میں تمھیں بتانا بھول ہی گیا۔ میں نے اس عرصہ میں ٹیوشن کر کے اور بڑی بڑی مصیبتوں سے وہ روپیہ ابا کو واپس کرنے کے لئے جمع کیا۔ مگر جب روپیہ ابا کو میں نے واپس دیا تو جانتی ہو کہ انھوں نے کیا جواب دیا؟ کہ روپیہ خود ابا کا ہی تھا۔ اور یہ کہ انھوں نے صرف مجھ سے روپیہ محفوظ رکھنے کے لئے اس کو کسی کی امانت بتایا تھا۔ ابا نے وہ سارا روپیہ مجھے واپس کر دیا ہے۔ اب میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنے روپیوں کا کیا کروں۔ سوچا ہے یہ بھی مذہبی تبلیغ کے کام آئے گا۔ اگر تمھارے پاس بھی کچھ اس میں سے بچا ہو تو لاؤ وہ بھی اسی کام آ جائے گا۔ ہمارے مدرسہ کو مالی وسائل کی کمی کا سامنا رہتا ہے۔ زیبا بہن! اب قرض کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

زیبا اب بھی نقلی طارق والی الجھن میں مبتلا تھی۔ اسی الجھن کی وجہ سے ایک اسے یہ بھی خیال نہ آیا تھا کہ طارق کو لے جا کر کمرے میں بٹھاتی۔ اس سے کچھ کھانے پینے کے لئے پوچھتی۔ وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے گیلری طے کر کے عرفی کے کمرے میں جا کر بیٹھے ہی تھے کہ ان کو فیضی آتے ہوئے نظر آئے۔ وہ بہت پریشان لگ رہے تھے۔ انھوں نے بلند آواز سے زیبا کو پکار کر کچھ کہنا ہی چاہا تھا کہ زیبا کی نظر فیضی کے پیچھے کھڑے ہوئے عرفی پر پڑی۔ صرف ان کے کپڑے سفر کی وجہ سے ڈھیلے ڈھالے معلوم ہو رہے تھے۔ زیبا عرفی کو دیکھتے ہی جھپٹ کر ان کے پاس پہنچی اور بلا یہ سوچے کہ عرفی اس کو پسند نہ کریں، وہ بے اختیار ہو کر ان سے لپٹ گئی۔ اس نے عرفی کے کندھے پر سر رکھ کر بڑے پیار سے کہا۔" اوہ! عرفی تم آ گئے ایسا لگتا ہے کہ ہم دونوں نہ جانے کتنے عرصہ کے بعد ملے ہیں۔"

خلاف معمول عرفی نے زیبا کو اپنی طرف کھینچ کر زور سے لپٹا لیا اور تعجب سے طارق

زیبا نے جلدی سے ہنستے ہوئے ان کا ہاتھ اپنے چہرہ سے علیحدہ کیا اور عرفی کے برابر کھڑی ہو کر بولی "۔ واقعی عرفی یہ قصہ میں اپنی تمام عمر نہیں بھلا سکتی۔ تم کو میں نے کس قدر پریشان کیا ہے۔ عرفی بتاؤ! یہ شرمندگی کیسے دور ہوگی۔ حد کر دی میں نے کہ تم سے برتن تک دھلا لئے "!

عرفی نے زیبا کے کندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر اس کا چہرہ اپنے سامنے کر کے جواب دیا " زیبا پیاری! یہ قصہ ہم دونوں اپنی زندگی بھر نہیں بھلا سکتے کیوں کہ اسی قصہ کے بعد ہم دونوں کی زندگی کا نیا باب شروع ہوگا۔ تم اس واقعہ پر افسوس کرتی ہو اور میں خوش ہوں کہ تم نے میرے چہرے سے ایک جھوٹی نقاب اتار ڈالی جس کو میں زبردستی برسوں سے ڈالے ہوئے تھا۔ زیبا اگر تم ایسا نہ کرتیں تو بتاؤ! میں کس طرح تم کو، اپنی خوابوں کی رانی کو، اصلی روپ میں دیکھتا اور سمجھتا۔ بہر حال خدا کا کوئی کام مصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔ تم اس وقت مجھ سے وعدہ کرو کہ آئندہ میری زندگی کو زیادہ سے زیادہ خوشگوار بناؤ گی "!

زیبا شرم سے سرخ ہوئی جا رہی تھی۔ آخر اس نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔ " اچھا چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ تم اب مجھے کب دہرہ دون جانے کی اجازت دے رہے ہو۔ تم نے قادر چچا کا خط تو دیکھ لیا ہے۔ انھوں نے بلایا ہے "!

عرفی نے زیبا کو تقریباً اپنی آغوش میں کھینچتے ہوئے جواب دیا " اگر تم دہرہ دون جا رہی ہو تو مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ میرا سامان بھی ٹھیک کر لو۔ ورنہ اگر کہیں تمہارے پیچھے ایکٹر پھر گھر میں گھس آیا تو اس قدر مستعدی سے کون گھر کی حفاظت کرے گا۔ اچھا دیکھو ہم دونوں صرف ایک ہفتہ کے لئے دہرہ دون چلیں گے اور پھر تم کو باقاعدہ" اس گھر سے تمہارے اپنے گھر یعنی شبانہ میں لے آؤں گا۔ زیبا مجھے تعجب ہے کہ میں نے تمہارے بغیر اپنی اتنی زندگی کیسے گذار دی "!

اسی وقت فیضی کی کھانسی کی آواز سن کر دونوں علیحدہ ہو گئے اور فیضی نے حسب معمول ایک زوردار قہقہہ لگا کر کہا:" میں مبارکباد دیتا ہوں تم دونوں کو۔ اور خاص کر زیبا کو۔ بھئی زیبا! تم نے کبھی ہار نہیں مانی اور آخر جیت تمھاری ہی ہوئی۔ سچائی اور بہادری سے انسان نے ہمیشہ فتح پائی ہے۔"

زیبا کے رخسار شرم سے گلابی ہوتے جا رہے تھے۔ اس نے اپنی شرمندگی چھپانے کے لئے فیضی سے کہا۔

" خیر خیر! جھوٹی تعریفیں کرنے کی عادت تم نے کب سے سیکھ لی ہے۔ اب تم اپنی کہو کہ آخر کب تک یونہی نکھٹو بنے رہنے کا ارادہ ہے۔"

فیضی نے برجستہ جواب دیا:" بھئی میری قسمت عرفی جیسی کہاں۔"

ختم شد